تیری جستجو میں
فوزیہ یاسمین

مکمل ناول

فوزیہ یاسمین

"جس بات کا ڈھنڈورا پٹوانا ہو وہ بات بینش کو بتا دینی چاہیے اور اگر بات پھیلانے کی زیادہ جلدی ہو تو بینش کو تاکید کردینی چاہیے کہ یہ بات کسی سے کہنا نہیں۔ بس اگلے دن وہ خبر سارے کالج میں پھیل چکی ہوگی۔"

لائبریری میں ردا کے برابر والی کرسی گھسیٹتے ہوئے کنول نے دانت پیس کر کہا تو ردا قلم روک کر مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔

"اب کیا خطا سرزد ہوگئی اس بے چاری سے؟"

"پلیز اسے میرے سامنے بے چاری مت کہو۔" کنول نے دھیرے سے مگر سخت جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا جس پر ردا کی مسکراہٹ مزید گہری ہوگئی۔

"پھر بھی پتا تو چلے آخر ہوا کیا ہے۔"

"یہ چین مجھے عمران نے ایک دفعہ ویلن ٹائین ڈے پر دی تھی ایک دن غلطی سے بینش کے سامنے میں نے ذکر کردیا اور اس ایڈیٹ نے سارے کالج میں چرچا عام کردیا۔ تمہیں تو پتا ہے عمران کی کزنز بھی اس کالج میں پڑھتی ہیں اب اگر میری ہونے والی ساس تک یہ بات پہنچ گئی تو انہیں تو یہی لگے گا ناکہ میں فرمائش کرکے عمران سے اتنے مہنگے گفٹس وصول کرتی ہوں۔" کنول کی بے زاری سے کہی بات ردا نے اس سے بھی زیادہ بے زاری سے سنی تھی عمران کا ذکر آتے ہی اس کی مسکراہٹ غائب ہوگئی تھی۔

"جب تمہیں بینش کی عادت کا پتا ہے تو پھر تم نے اسے بتایا ہی کیوں؟"

ردا لاپروائی سے کہتی بظاہر وہاں سے ایسے اٹھ گئی جیسے کام ختم ہوگیا ہو حالانکہ وہ کنول کے آجانے کی وجہ سے وہاں سے اٹھی تھی ورنہ دل تو چاہ رہا تھا ابھی صاف کہہ دے۔

"اپنے منگیتر کے دیے تحفوں کی اتنی شومارتی کیوں ہو جو سسرال والوں کے علم میں آجانے کی فکر میں ہلکان ہونا پڑتا ہے۔" دراصل کنول کی ہربات کی تان عمران پر ہی آکر ٹوٹتی تھی اگر وہ خود بھی غلطی سے اس کا ذکر کرنا بھول جاتی تو اس کی کوئی نہ کوئی دوست اس کی خیر خیریت پوچھ لیتی تب کنول دوبارہ تو آتے سے اس کے قصے سنانے لگتی جسے تمام سہیلیاں دلچسپی سے سنتی تھیں ایک سوائے ردا کے۔ بس ایک وہ تھی جسے اس موضوع سے سخت وحشت ہوتی تھی۔ شروع شروع میں کنول کے منگیتر کی باتیں سن کر وہ اداس ہوجاتی تھی مگر اب یہ اداسی شدید قسم کی جھنجلاہٹ میں تبدیل ہونے لگی تھی غیر ارادی طور پر وہ کنول کے منگیتر عمران کا موازنہ ولید سے کرنے لگتی تھی۔ جس کے ساتھ ردا کی بات بچپن سے طے تھی ان کی باقاعدہ منگنی نہیں ہوئی تھی مگر پورا خاندان ان دونوں کے بیچ موجود رشتے سے واقف ضرور تھا۔ ولید کی ماں جو اس کی خالہ بھی تھیں ردا کو بچپن سے خصوصی توجہ دیتی تھیں، لیکن ان تمام باتوں کے باوجود ردا کو ایسا لگتا جیسے ولید کو ان کے مابین تعلق کا سرے سے علم ہی نہیں ہے وہ اس کی ذات سے اتنا لاتعلق رہتا تھا جیسے منگیتر کی حیثیت سے تو کیا وہ اسے کزن کی حیثیت سے بھی نہ

جانتا ہو پہلے وہ اس کے بیگانہ انداز کو اس کے مزاج کا حصہ سمجھتی تھی اور وہ واقعی فطرتاً" کافی ریزرو تھا اپنے چند ہم عمر کزنز کے علاوہ وہ ہر ایک سے زیادہ بات چیت نہیں کرتا تھا، لیکن جب سے کنول کی منگنی ہوئی تھی اور وہ عمران کے بارے میں جو کچھ بتاتی تھی اسے سننے کے بعد ردا کو ولید کی سرد مہری کا احساس شدت سے ہونے لگا تھا جب کنول اسے اور اس کی دوستوں کو عمران کی بے قراریوں کے قصے سناتی تو اسے اپنے اندر ایک خالی پن کا احساس ہونے لگتا شروع میں یہ احساس بالکل وقتی ہوتا تھا جس سے وہ بہت جلد باہر بھی آجاتی تھی، مگر جب سے بینش نے اسے ٹوکا تھا تب سے اس کی افسردگی کوفت کی شکل اختیار کر گئی تھی۔

دراصل کنول نے ایک دن اپنے اور عمران کے باہر جاکر کھانا کھانے کا ذکر کیا تو بعد میں بے اختیار ہی بینش کے سامنے اس کے منہ سے نکل گیا تھا۔

"کنول کے گھر والے کافی ایڈوانس ہیں تاشادی سے پہلے ہی وہ اپنے منگیتر کے ساتھ ہر جگہ گھومتی پھرتی ہے میرے گھر والے تو یہ بات ہرگز برداشت نہ

کریں۔"

"ارے رہنے دو آج کل بیٹیوں کے رشتے کرتے ہی سارے والدین ماڈرن بن جاتے ہیں کیونکہ ان کی نظر میں صرف ایک چیز اہم ہوتی ہے اور وہ ہے لڑکے کی خوشنودی۔ بس لڑکے کو خوش ہونا چاہیے۔"

بینش کے ہنس کر کہنے پر ردا فوراً بولی۔

"کوئی نہیں، میری بات خالہ کے گھر بچپن سے طے ہے، لیکن اگر خالہ کے گھر سے کوئی ایسا ویسا مطالبہ ہو تو میرے بابا بغیر ان کی ناراضی کی پروا کیے فوراً" انکار کردیں گے۔"

"تمہاری بات بچپن سے طے ہے۔"

بینش چیخ پڑی تھی اس کی بات سن کر۔

"اور تم نے کبھی بتایا نہیں۔"

وہ دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر باقاعدہ لڑنے والے انداز میں بولی۔

"کبھی خیال ہی نہیں آیا ذکر کرنے کا۔"

ردا نے کچھ حیران سے انداز میں وضاحت دی۔

"تمہیں خیال نہیں آیا ارے منگنی ہونے کے بعد تو کوئی رازدار ڈھونڈا جاتا ہے اور تمہیں ذکر کرنے کا خیال نہیں آیا؟ خیر چھوڑو' یہ بتاؤ کیسا ہے وہ؟ کیا نام ہے؟ کیا کرتا ہے؟ شادی کے کب تک چانسز ہیں۔"

وہ حسب عادت ضرورت سے زیادہ جوش میں آگئی اور انٹرویو شروع کرنے والے انداز میں بولی۔

"اتنے سارے سوال ایک ساتھ۔"

ردا بھنویں اچکاتے ہوئے مسکرا دی دراصل وہ اس موضوع پر زیادہ بات نہیں کرنا چاہتی تھی اس کا انداز سراسر ٹالنے والا تھا مگر بینش کہاں ٹلنے والی تھی۔

"کیا بہت بدصورت ہے، جو تم اس کا ذکر کرنے سے گریزاں ہو۔"

بینش نے اسے ترچھی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا اس کا سوال ردا کو پسند نہیں آیا تھا وہ محض اس خیال سے اسے تفصیل سے بتانے لگی کہ بینش نے اگر کوئی بات اپنی طرف سے فرض کرلی تو وہ اس کی تصدیق کیے بغیر ہی اس کا چرچا عام کردے گی اور بات بڑھتے بڑھتے کچھ ایسی بن جائے گی۔

"جیسے ردا اپنے بدصورت منگیتر سے شدید بیزار ہے اور وہ اس قدر احساس کمتری کا شکار ہے کہ کسی کے سامنے اس کا تذکرہ تک کرنا نہیں چاہتی۔"

"میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو کسی کو اس کی شکل کی وجہ سے پسند یا ناپسند کرتے ہیں ویسے بھی جس شخص کا نام بچپن سے اپنے ساتھ سنا ہو اس کی خوب صورتی اور بدصورتی کوئی معنی نہیں رکھتی پھر بھی اگر تمہیں یہ شک ہے کہ میں نے اس کی بدصورتی کی وجہ سے کبھی اس کا تذکرہ نہیں کیا تو میں بتادوں وہ اتنا گڈ لکنگ ہے کہ اگر تم اسے دیکھ لو تو تم سارے ہیروز اور ماڈلز کو بھول جاؤ گی۔"

ردا نے بڑی سنجیدگی سے کہا تو بینش آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھنے لگی۔

"تم جھوٹ بول رہی ہو۔"

اس کے لہجے میں بے یقینی واضح تھی۔

"مجھے کیا ضرورت ہے جھوٹ بولنے کی۔"

ردا کے بے نیازی سے بھرپور انداز میں بلا کا اعتماد تھا۔

"اگر ایسی بات ہے تو تمہیں اس کی تصویر دکھانی ہوگی۔"

بینش نے ایسے کہا جیسے وہ اس محاورے پر عمل کررہی ہو کہ

"جھوٹے کو اس کے گھر تک چھوڑ کر آنا چاہیے۔"

اس کے مطالبے پر ردا سوچ میں پڑ گئی اس کے پاس ولید کی کوئی باقاعدہ کھینچی گئی تصویر نہیں تھی۔ خاندان کی تقریبوں کی جو گروپ فوٹوز تھیں وہ پتا نہیں کہاں رکھی ہوں گی اور ان میں شاید کوئی اتنی بہترین بھی نہ ہو جو اس کی شخصیت کو اچھی طرح اجاگر کرسکے جبکہ بینش اس تصویر کو دیکھ کر یہ سمجھ لے کہ ردا نے اس سے جھوٹ کہا تھا حالانکہ اس کی بات میں ایک فیصد بھی جھوٹ کی آمیزش نہیں تھی بلکہ اسے یقین تھا کہ اگر بینش' ولید کو دیکھ لے تو وہ یہی کہے گی کہ ردا اس

کے بارے میں بتاتے وقت اس کے ساتھ انصاف نہ کر سکی۔

"میرے پاس ولید کی کوئی تصویر نہیں ہے۔"

ردا نے صاف گوئی سے کہا۔

"اب تم مجھے ٹال رہی ہو بھلا ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ تمہارے بچپن کا منگیتر ہے اور تمہارا خالہ زاد بھی ہے پھر بھی تمہارے پاس اس کی کوئی تصویر ہی نہیں، آج کل تو لوگ موبائل میں تصویریں لیے پھرتے ہیں چلو موبائل تو تمہارے پاس ہے ہی نہیں، لیکن اگر منگیتر اتنا چارمنگ ہے تو اس کی فوٹو تمہارے تکیے کے نیچے رکھی ہونی چاہیے تھی۔"

"واٹ نان سین! میں ایسی بے ہودہ حرکتیں نہیں کرتی ہم تو آپس میں بات بھی نہیں کرتے۔"

ردا چڑ گئی تھی اس کی بات پر۔

"کیا؟ تم لوگوں نے کبھی بات تک نہیں کی، ارے وہ تمہارا کزن بھی تو ہے۔"

بینش ایک بار پھر حیرت سے چیخی۔

"تم کیوں چیخ چیخ کر اپنا گلا خراب کر رہی ہو، میرے خاندان میں بڑوں کا لحاظ کیا جاتا ہے ایسی بے شرمی کی حرکتیں تو بالکل پسند نہیں کی جاتیں۔ بزرگوں کی طرف سے اجازت ہوگی نہ میں اور ولید خود گوارا کریں گے۔"

ردا کو یقین تھا وہ ابھی کنول اور عمران کی مثال دینے والی ہے کہ وہ تو ساتھ گھومتے پھرتے ہیں اس لیے اس نے پہلے ہی وضاحت کر دی۔

"بات کر لینے میں ایسی کیا بے شرمی ہوگئی آخر کنول بھی تو ہے وہ بھی اچھے شریف گھرانے سے تعلق رکھتی ہے، لیکن وہ اور عمران تو آپس میں بڑے فرینک ہیں۔"

بینش سے کسی بات کی امید ہو اور وہ اس پر پوری نہ اترے بھلا ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔

"میں کنول کے بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتی وہ اپنی مرضی کی مالک ہے مجھے دوسروں کے معاملے میں دخل دینا پسند نہیں، لیکن یہ سچ ہے شادی سے پہلے میں منگیتر کے ساتھ اتنی بے تکلفی کی قائل نہیں۔ جب تک نکاح نہ ہو وہ دونوں نامحرم ہیں چلو اس اعتراض کو تو لوگ یہ کہہ کر رد کر دیتے ہیں کہ مذہب پر چلتا کون ہے، لیکن دیکھا جائے تو شرعی لحاظ سے ہی نہیں بلکہ اخلاقی اور اصولی لحاظ سے بھی یہ طریقہ کار صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں بگاڑ کے امکان زیادہ ہیں وہ دونوں ایک دوسرے کو پہلے ہی اتنا جان اور سمجھ لیتے ہیں کہ شادی کے بعد کی زندگی میں کوئی کشش ہی نہیں رہتی بلکہ شادی کے بعد کی زندگی اس لیے زیادہ بری لگتی ہے کہ اس میں ذمہ داریاں بھی شامل ہو چکی ہوتی ہیں تب انسان منگنی کے پیریڈ کو خوامخواہ شادی کے بعد کے حالات سے کمپیئر کرنے لگتا ہے۔ جو کہ یقینی طور پر اتنا خوبصورت نہیں ہو سکتا جب منگیتر دو گھنٹے کے لیے ملتی ہے تو اس شخص کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی کچھ دیر بعد یہ اپنے گھر چلی جائے گی جبکہ شادی کے بعد صورت حال بدل جاتی ہے پھر دونوں فریق کو پتا ہوتا ہے کہ اب انہیں مستقل ساتھ رہنا ہوتا ہے تب اٹریکشن خود بخود کم ہو جاتا ہے لیکن توقعات۔ خود بخود بڑھ جاتی ہیں تب صرف یہ بحث ہوتی رہتی ہے کہ تم شادی سے پہلے ایسے نہیں تھے جب تمہارا رویہ ایسا تھا ویسا تھا وغیرہ وغیرہ۔ اور پھر جہاں تک مجھے لگتا منگنی کوئی زیادہ پائیدار رشتہ نہیں ہوتا دونوں فریق چاہے کتنا ہی انڈر سٹینڈ ہوں اگر والدین میں ان بن ہو جائے اور منگنی ختم ہو جائے تو رشتہ ٹوٹنے کا دکھ تو ہوتا ہی ہے لیکن وہاں یہ صدمہ زیادہ شدید ہوتا ہے جہاں دونوں میں بات چیت اور روابط زیادہ گہرے ہوں" ردا کہتی چلی گئی بینش بھی بڑے غور سے اس کی بات سنتی رہی ردا کے چپ ہونے کے بعد بھی وہ کچھ دیر تک خاموشی سے اسے دیکھتی رہی پھر بڑے پر سوچ انداز میں کہنے لگی۔

"بات تو تمہاری واقعی صحیح ہے شاید اسی لیے آج کل طلاقیں بھی زیادہ ہونے لگی ہیں کہ لوگ نہ شادی سے پہلے اپنے رویے میں توازن رکھتے ہیں نہ شادی کے بعد۔"

بینش نے اس کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے کہا تو ردا مطمئن ہو گئی لیکن اسے یہ نہیں پتا تھا کہ بینش اس کی ساری گفتگو کنول اور دوسری سہیلیوں کے سامنے دوہرا دے گی گو کہ وہ اپنے کہے پر شرمندہ نہیں تھی مگر اس نے یہ سب کنول پر اعتراض کرنے کی نیت سے نہیں کہا تھا مگر بینش نے ساری بات اس طرح ان کے گوش گزار کی جیسے کنول کی غیر موجودگی میں ردا اس کے کردار پر کیچڑ اچھال رہی ہو ظاہری بات ہے، جس پر اعتراض کیا جائے وہ تنقید برائے تنقید کا طریقہ کار اپنا کر دوسرے پر تھوڑی بہت نکتہ چینی تو کرے گا ہی کنول نے بھی پہلے برا مانتے ہوئے اپنے خاندان کی تعریف اور شرافت کی مثالوں میں زمین آسمان ایک کر دیے پھر رداء کی ذات کو نشانہ بناتے ہوئے کہا۔

"دراصل میں ردا کا اپنا منگیتر اسے لفٹ نہیں کراتا اس لیے وہ مجھ سے جیلس فیل کرتی ہو گی اور تبھی ایسی باتیں کر رہی تھی ورنہ لحاظ اور شرافت کا یہ مطلب بھی نہیں کہ منگیتر صاحب بات تک کرنا گوارا نہ کریں ردا کے منگیتر کے رویے سے لگتا ہے جیسے ردا کو زبردستی اس کے سر پر مسلط کر دیا گیا ہے ورنہ اگر اسے ردا میں دلچسپی ہوتی تو وہ عمران کی طرح خود بخود اس کی طرف کھنچتا۔ شرافت کا دعوا کرنے والے جن گھرانوں میں منگیتر سے پردہ کیا جاتا ہے وہاں بھی دونوں فریق گھر والوں سے چھپ کر کسی خاص موقع پر کوئی کارڈ وغیرہ تو بھیج ہی دیتے ہیں میں اور عمران چھپ چھپا کر نہیں ملتے ہم جو کرتے ہیں اپنے بزرگوں کی اجازت سے کرتے ہیں ردا یہ باریکیاں اس لیے نہیں سمجھتی کہ وہ اپنے منگیتر کی لاتعلقی کو ہی اس کی شرافت سمجھتی ہے ویسے بھی اگر اس کا منگیتر اتنا ہی گڈ لکنگ ہے جتنا کہہ رہی ہے تو پھر بھلا ردا اس کے معیار پر کیسے اتر سکتی ہے ردا میں ایسی کون سی خاص بات ہے بلکہ اس کے والدین نے ردا کے ساتھ بچپن سے ہی اس کی بات طے کر کے ایک طرح سے اس کے ساتھ ناانصافی کی ہے اور اسے اپنی پسند کی شریک حیات ڈھونڈنے کا موقع نہیں دیا۔"

بینش نے جب ردا کو کنول کی کہی باتیں بتائیں تو بے عزتی کے احساس سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا مگر اس نے بڑی مشکل سے خود پر ضبط کرتے ہوئے کنول کی بات پر تبصرہ کیے بغیر صرف بینش کو جھڑکا تھا۔

"تمہیں ضرورت کیا تھی یہ سب کنول سے کہنے کی۔"

"کمال کرتی ہو تم۔" بینش اسے کنول پر اعتراض کرنے کی بجائے اپنے پیچھے لگتا دیکھ کر تنک کر بولی۔

"کنول ہماری دوست ہے ہمیں اس کے بھلے کے لیے اسے سمجھانا چاہیے منگیتر سے اتنی بے تکلفی آئندہ کے لیے نقصان دہ ہو سکتی ہے۔"

"بکواس بند کرو یہ وہ دور نہیں جہاں کسی کے سمجھانے کا کسی پر اثر ہو جائے ایسی کوشش کو دخل در معقولات سمجھا جاتا ہے بہتر یہی ہے کہ انسان اپنے کام سے کام رکھے اپنا اچھا برا وہ بہتر طور پر سمجھ سکتی ہے۔"

ردا کے تیزی سے کہنے پر بینش کچھ کہنا چاہتی تھی کہ ان کی کلاس کی ایک اور لڑکی محمودہ کے اچانک بولنے پر وہ دونوں چونک اٹھیں۔

"بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو تم' بلکہ تمہیں ضرورت ہی نہیں تھی کنول کے معاملے میں بولنے کی۔"

محمودہ ابھی ابھی کینٹین آئی تھی اور رداء کی بات سن کر وہیں ان کی میز کے پاس رک گئی تھی۔

"میں کب بولی تھی اس کے معاملے میں' میں نے تو بینش سے بس اتنا کہا تھا کہ کنول کے گھر والے بہت ایڈوانس لگتے ہیں۔"

ردا نے بینش کی طرف اشارہ کیا جو شکل سے کچھ پریشان لگنے لگی تھی۔

"کسی کے گھر میں کچھ بھی ہوتا ہو تمہیں کم از کم اسے آوارہ نہیں کہنا چاہیے تھا وہ اپنے منگیتر کے ساتھ کہیں جاتی ہے تو اپنے پیرنٹس کی پرمیشن سے جاتی ہے تمہیں اسے کیریکٹر لیس کہنے کا کوئی حق نہیں تھا۔"

ایک لمحے کے لیے تو ردا کی سمجھ میں ہی نہیں آیا کہ محمودہ نے کہا کیا لیکن اگلے ہی پل بینش کے بات پلٹنے پر

وہ سنجیدگی سے اس کی شکل دیکھنے لگی۔

"چلو چھوڑو ان باتوں کو۔ ایسا کرتے ہیں کوک پیتے ہیں کب سے گلا سوکھ رہا ہے۔"

کوک کا نام سنتے ہی محمودہ بھی کرسی کھینچ کر فوراً" ان کے پاس بیٹھ گئی اس سے پہلے کہ بینش کسی اور موضوع کو چھیڑنے میں کامیاب ہوتی ردا نے براہ راست اس سے پوچھ لیا۔

"میں نے کنول کو آوارہ اور کیریکٹرلیس کب کہا تھا۔"

"اچھا بھئی نہیں کہا ہوگا یہ بتاؤ کوک تو پیو گی نا۔"

وہ خوامخواہ نیل بجاتے ہوئے کسی کو آرڈر دینے کے لیے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

"جب میں نے کہا نہیں تو اتنی بڑی بات تم نے کنول کے سامنے مجھ سے وابستہ کر کے کیسے کہہ دی۔"

اس کے لاپروا انداز پر رداء سختی سے بولی محمودہ کی نظریں بھی بینش کے چہرے پر گڑ گئی تھیں۔

"میں نے کب کہا۔"

وہ کوئی راہ فرار نہ پا کر جھنجلا پڑی۔

"جھوٹ مت بولو بینش تم نے میرے سامنے کنول سے کہا تھا کہ ردا کہہ رہی تھی کنول جیسی لڑکیاں تو ہوتی ہی آوارہ ہیں۔"

"او شٹ اپ! میں نے ایسا کچھ نہیں کہا تھا تم چاہو تو کنول سے پوچھ لو میرا یہ مطلب نہیں تھا بلکہ اتنے دن ہو گئے ہیں مجھے تو یاد ہی نہیں کس نے کیا کہا تھا اور تم لوگوں کی اس فضول بحث نے میری بھوک پیاس ہی اڑا دی میں لائبریری جا رہی ہوں گھر میں چھوٹے بہن بھائیوں کے شور میں بالکل پڑھائی ہی نہیں ہوتی۔"

وہ کسی کو کچھ کہنے کا موقع دیے بغیر تیز تیز بولتی فوراً" اٹھ کر چلی گئی ردا حیران سی اسے دیکھتی رہ گئی کچھ دیر تو محمودہ بھی کچھ نہیں بولی مگر ردا کو بدستور خاموش دیکھ کر اسے کہنا پڑا۔

"زیادہ حیران ہونے کی ضرورت نہیں بینش وہ لڑکی ہے جس کی دشمنی اچھی ہے نہ دوستی۔ اس نے کنول سے جانے کیا کچھ کہا کہ تم اس کے بارے میں یہ کہہ رہی تھیں اور وہ کہہ رہی تھیں مگر کنول ایک لفظ نہیں بولی بینش کے جانے کے بعد کنول نے صرف اتنا کہا کہ نہیں واقعی ردا نے یہ سب کہا ہے یا بینش ایسے ہی اپنی طرف سے ہانک رہی ہے اسے جس کسی پر نکتہ چینی کرنی ہوتی ہے وہ اس شخص کو باتیں سنانے کے لیے دوسروں پر رکھ کر ان ڈائریکٹلی سب کہہ دیتی ہے۔"

ردا مزید حیرانی سے محمودہ کو دیکھنے لگی یقیناً" بینش نے تھوڑی دیر پہلے ردا کے متعلق جو کچھ کہا تھا وہ کنول نے نہیں کہا ہو گا تبھی اس نے محمودہ کی موجودگی میں کنول کے پاس جا کر ساری بات کلیئر کر دی پتا نہیں کنول نے یقین کیا یا نہیں البتہ اس نے۔

"کوئی بات نہیں۔"

کہہ کر معاملہ رفع دفع کر دیا لیکن اس حادثے کے بعد سب بینش کی طرف سے خائف ہونے کے ساتھ محتاط بھی ہو گئے تھے اور اکثر اس کے سامنے باتیں کرنے سے کترانے لگے تھے مگر مسئلہ یہ تھا کہ وہ خود ہی سب میں گھسی رہتی اور پھر اس کی گفتگو بھی بہت چٹ پٹی ہوتی تھی لہٰذا وہ اسے اپنے گروپ میں بیٹھنے سے روک نہیں سکتے تھے پھر کچھ ہفتوں میں وہ سب تو یہ باتیں بھول بھال گئے مگر رداء کے لیے چاہتے ہوئے بھی سب فراموش کرنا مشکل ہو گیا۔

وہ سب چاہے کنول نے کہا ہو یا بینش نے اپنی طرف سے گھڑ کر سنایا تھا اس کے دل پر چوٹ ضرور لگی تھی ولید کی لاتعلقی جو پہلے اسے صرف حیران کرتی تھی اب پریشان بھی کرنے لگی تھی۔

کہیں واقعی بینش کا کہا سچ تو نہیں۔ ہو سکتا ہے وہ اس رشتہ پر خوش نہ ہو۔ ردا اسے واقعی پسند نہ ہو اور وہ کسی خاص وقت کا انتظار کر رہا ہو کہ جب وہ پڑھائی سے فارغ ہو کر اپنے پیروں پر کھڑا ہو تب خالہ جان کے سامنے وہ اس شادی سے انکار کر دے یہ سوچ کر ہی پل بھر کے لیے اس کا دل بند ہو جاتا جس کے رد عمل کے طور پر وہ اپنے مزاج کے خلاف اپنا اور ولید کا موازنہ کرنے لگتی اسے پہلے کبھی یہ خیال نہیں آیا تھا کہ وہ ولید سے

کسی بھی لحاظ سے کم ہے لیکن اب جبکہ وہ فضول انداز میں۔

"اس کے پاس کیا ہے اور میرے پاس کیا ہے۔" کی فضول فہرست مرتب کرتی تو اس کا پلہ میزان میں ہلکا نظر آنے لگتا وہ اس خیال کو اپنے اوپر حاوی ہونے نہیں دینا چاہتی تھی مگر وہ خود کو احساس کمتری میں مبتلا ہونے سے کسی طور روک نہیں پارہی تھی حالانکہ اب بھی اس کے لاشعور میں یہ احساس موجود تھا کہ یہ احساس کمتری بالکل بے جا ہے وہ اللہ کا شکر ہے ہر لحاظ سے بہت اچھی ہے مگر بینش کی باتوں نے خوا مخواہ اس کی سوچوں کا رخ بدل دیا تھا جو کنول کی باتیں سن کر مزید بے سمت ہونے لگتیں کیونکہ جب انسان ناشکری پر اتر آئے تو اسے کوئی نعمت مطمئن نہیں کر سکتی۔

لیکن ہزار منتشر سوچوں کے باوجود وہ اپنا اضطراب کسی پر ظاہر نہیں کرتی تھی بلکہ کنول کے سامنے اس کی یہی کوشش ہوتی کہ اس کے چہرے کے تاثرات بالکل نارمل رہیں کیونکہ جب سے اس نے سنا تھا کہ وہ کنول سے جیلسی فیل کرتی ہے تب سے وہ زیادہ محتاط ہوگئی تھی وہ کنول سے بالکل نہیں جلتی تھی ہاں البتہ اسے کنول پر رشک ضرور آتا تھا۔

لائبریری میں بھی کنول کی کہی بات سن کر وہ سارا دن اپ سیٹ رہی تھی حالانکہ اس نے خود کو تسلی دینے کے لیے کئی تاویلیں بھی دی تھیں کہ ویلن ٹائن ڈے ایک غیر اسلامی رسم ہے اسے منانا کسی طور جائز نہیں وغیرہ۔

مگر اس کے دل کا کوئی ایک کونا مسلسل احتجاج کرتا رہا تھا وہ تو اسے عید بقر عید جیسے اسلامی تہوار پر بھی مبارک باد نہیں دیتا اپنے گھر والوں کے ساتھ وہ اس کے گھر آنے پر مجبور تو ہوتا ہے لیکن نہ اس کی تیاری کو کبھی سراہتا ہے نہ اس کی پکائی ڈش کی تعریف کرتا ہے۔

کالج سے گھر آنے کے بعد بھی اس کے اندر اٹھتے غبار میں کوئی کمی نہیں آئی تھی اسی لیے جب امی نے اسے پچھلے محلے میں ہونے والے میلاد شریف میں چلنے کے لیے کہا تو اس نے صاف انکار کر دیا انہوں نے بھی اس کی تھکن کا خیال کرتے ہوئے زیادہ اصرار نہیں کیا البتہ اس کی بھابھی سندس نے ضرور اطمینان سے کہا۔

"چلو اچھا ہی ہے تمہارا موڈ نہیں ہے تو میں چلی جاتی ہوں اصل میں خالہ جان کے گھر دعوت ہے انہوں نے بڑے والے بھگونے امی سے مانگے تھے انہوں نے کہا تھا ولید یونیورسٹی سے واپسی میں لے لے گا اب تم گھر پر ہوگی تو تم دے دینا۔"

"ولید آرہے ہیں"

ان کی بات کا مطلب ردا کی بہت دیر میں سمجھ میں آیا تھا اور جب آیا تھا تو وہ اچھل پڑی۔

"ہاں کیوں کیا ہوا۔"

اسے اس طرح چونکتا دیکھ کر سندس بھابھی بھی ٹھٹک گئیں۔

"آں۔ نہیں۔ کچھ نہیں۔ خالہ جان کے گھر کس کی دعوت ہے۔"

اسے جلدی میں یہی سمجھ میں آیا۔

"خالو کے آفس کے کچھ لوگوں کی ہے۔"

بھابھی نے سرسری سے انداز میں کہا انہیں خود بھی زیادہ علم نہیں تھا ان دونوں گھرانوں کا ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا ذرا کم ہی ہوتا تھا گھر کے مردوں کے دفتر کے اوقات کار اتنے طویل تھے کہ روز مرہ کے کام بھی التواء کا شکار رہتے تھے بس امی اور خالہ جان فون پر ایک دوسرے کی خیر خیریت پوچھ لیتیں اس میں بھی خالہ جان فون کے بل کا خیال کرتے ہوئے ذرا کم ہی فون کیا کرتی تھیں آخر امی بھی کہاں تک کیے جاتیں بس خاندان کی تقریبوں میں ایک دوسرے سے ملاقات ہو جاتی چنانچہ اسے ولید کو دیکھے ہوئے پورے دو مہینے ہوگئے تھے اسی لیے اس کی آمد کا سن کر ردا پر عجیب سی گھبراہٹ طاری ہوگئی تھی امی اور سندس بھابھی جب تک تھیں وہ خود کو نارمل ظاہر کرتی رہی مگر ان کے گھر سے نکلتے ہی اس نے سب سے پہلے اپنے حلیے کا جائزہ لیا اس نے ابھی کالج سے آکر نہا کر صاف ستھرے

کپڑے پہنے تھے لیکن وہ کپڑے اسے بالکل مطمئن نہ کر سکے۔ یہی نہیں وہ اپنی بڑی سی وارڈ روب میں لٹکے ایک سے ایک شاندار کپڑوں کو رد کرتی چلی گئی۔

پندرہ منٹ گزرنے پر بھی جب وہ کوئی فیصلہ نہ کر سکی تو شدید کوفت کے عالم میں اس نے اپنا نیوی بلو کلر کا وہ سوٹ نکال لیا جس کی تعریف اس کی تمام کزنز نے کی تھی حالانکہ وہ جوڑا بھی زیادہ تسلی بخش نہیں تھا مگر وہ خود پر جبر کر کے صرف گزرتے وقت کی تیزی سے گھبرا کر پہننے کے لیے آمادہ ہوئی تھی لیکن وہ جیسے ہی استری کرنے نیچے لاؤنج میں رکھی استری کی میز کے پاس آئی عین اسی وقت لائٹ چلی گئی۔

جارجٹ کے اس سوٹ پر مشکل سے دو چار شکنیں پڑی تھیں مگر وہ ولید کے سامنے اسے استری کیے بغیر پہننے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی شدید جھنجلاہٹ میں اس نے جوڑے کا گولا بنا کر اسے اٹھا کر دور پھینک دیا اور ایک بار پھر الماری کے سامنے جا کھڑی ہوئی اب انتخاب کا مرحلہ اور بھی مشکل ہو گیا تھا کیونکہ اب صرف وہی کپڑے پہنے جا سکتے تھے جو استری کے بغیر بھی برے نہ لگیں اور جو دو چار شکنوں پر بھی سمجھوتے کے لیے تیار نہ ہو اس کے لیے اب فیصلہ کرنا تقریباً" ناممکن تھا کپڑے نکال کر پہننے تک وہ تقریباً" روہانسی ہو گئی تھی اپنے چہرے کے بگڑے ہوئے تاثرات دیکھ کر اسے بے اختیار نکھری نکھری کنول یاد آگئی اور وہ جانے کس احساس کے زیر اثر بھابھی کی ڈریسنگ ٹیبل پر پہنچ گئی جہاں ان کا سارا کاسمیٹک بڑے قرینے سے سجا تھا اسے معلوم تھا اگر وہ ان میں سے کچھ چیزیں استعمال کر لیتی تو بھابھی کو ہرگز ناگوار نہیں گزرتا لہٰذا بڑے اطمینان سے اس نے ہر چیز پر طبع آزمائی شروع کر دی۔

بالآخر لپ اسٹک کو آخری ٹچ دیتے ہوئے جب اس نے اپنا تفصیلی جائزہ لیا تو اس کی ساری جھنجلاہٹ لمحہ بھر میں غائب ہو گئی وہ خود کو بڑی حیرانی سے دیکھ رہی تھی اسے خود بھی نہیں پتا تھا وہ اتنی خوبصورت بھی لگ سکتی ہے پہلی بار وہ اتنے اہتمام سے تیار ہوئی تھی اور اس قدر باقاعدہ میک اپ کیا تھا اس نے' ورنہ وہ صرف لپ اسٹک لگا لیا کرتی تھی لیکن کوئی کہہ نہیں سکتا تھا کہ اس نے پہلی بار بلش آن' آئی شیڈ اور آئی لائنر کا استعمال کیا ہے کیونکہ وہ بھابھی کو دیکھ دیکھ کر ہر شے کو اس کے بالکل صحیح مصرف کے ساتھ استعمال کرنا بخوبی جان گئی تھی اور اسی لیے اس لمحے وہ اپنی بے جا احساس کمتری سے وقتی طور پر باہر آگئی تھی کنول اور اس کا تو مقابلہ ہی کیا تھا پل بھر کے لیے اسے لگا اس نے تو ولید کو بھی مات دے دی ہے۔

پتا نہیں کتنی دیر وہ اسی طرح خود کو حیرانی سے آئینے میں دیکھتی رہتی کہ دروازے کی گھنٹی نے اسے بری طرح چونکا دیا ولید کا سامنا کرنے کے خیال سے وہ اچھی خاصی نروس ہو گئی تھی ڈوپٹا سنبھالتے ہوئے وہ تیزی سے دروازے کی طرف دوڑی تھی اور بڑے دھڑکتے دل کے ساتھ اس نے دروازہ کھولا تھا اس کی توقع کے عین مطابق سامنے ولید کھڑا تھا مگر اس کی توقع کے عین برعکس اسے دیکھتے ہی پھٹ پڑا تھا۔

"کب سے دروازہ پیٹ رہا ہوں سنائی نہیں دیتا کیا' وہ تو شکر ہے کہ لائٹ آگئی ورنہ میں تو واپس جانے والا تھا۔"

وہ کوئی بیس منٹ سے انگلی بیل پر رکھے دوسرے ہاتھ میں پکڑی گاڑی کی چابی سے بیل بجا رہا تھا یہ گاڑی ان کی پڑوسیوں کی تھی جو وہ خاص طور سے بھگونے لینے کے لیے لے کر آیا تھا۔

ردا کی سمجھ میں نہیں آیا وہ فوری طور پر کیا بولے۔

"اب اندر آنے کا راستہ دو گی یا یہیں کھڑا رکھو گی۔"

ولید نے بڑے تپے ہوئے انداز میں کہتے ہوئے گردن گھما کر سامنے والے چبوترے کی طرف دیکھا جہاں نظر پڑتے ہی ردا کو اس کے غصے کی وجہ سمجھ میں آگئی وہاں سامنے والوں کے ایک عدد بیٹے کے ساتھ دو اس کے ہم عمر لڑکے بیٹھے تھے شاید وہ اس کے دوست تھے جو اس کے گھر آئے ہوئے تھے ورنہ یہ چبوترا ہر وقت خالی ہی رہتا تھا اس کے محلے میں گلی اور چوراہوں پر کھڑے ہونے کا رواج نہیں تھا لیکن ولید کے لیے

اس وقت اس بات پر یقین کرنا ذرا مشکل ہی تھا کیونکہ جس طرح وہ نس نس کر دہرے ہو رہے تھے اس سے صاف ظاہر تھا وہ ولید کی حالت کو بہت دیر سے انجوائے کر رہے ہوں گے۔ کبھی وہ اتنی درشتی سے بولا تھا اور نہ وہ اس انداز میں کبھی بات نہیں کرتا تھا۔

ردا نے تیزی سے دروازے کی اوٹ میں ہوتے ہوئے اسے اندر آنے کا راستہ دیا اور اس کے اندر آنے پر دروازہ بند کرتے ہوئے صفائی دینے والے انداز میں بولی۔

"میں اوپر بھابھی کے کمرے میں تھی دروازہ بند ہو تو وہاں کسی قسم کی کوئی آواز ہی نہیں آتی۔"

اس کی وضاحت پر وہ ٹھٹک کر اس کی طرف پلٹا۔

"تم گھر میں اکیلی ہو اور تم نے دروازہ کھولنے سے پہلے پوچھا تک نہیں کہ کون ہے۔"

چبوترے پر تین تماش لڑکوں کو دیکھنے کے بعد اس کا لہجہ ویسا ہی تھا جیسا ہو سکتا تھا ردا اچھی خاصی سٹپٹا گئی یہ غلطی اس سے زندگی میں پہلی بار ہوئی تھی مگر یہ وہ کیسے مان لیتا جو اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا اور اس کا جواب نہ پا کر اس نے جو دوسرا سوال داغا تھا وہ اسے زمین میں گاڑ گیا تھا۔

"تم کیا کسی شادی میں جا رہی ہو۔"

کپڑے اس کے پھر بھی کچھ سادہ تھے مگر میک اپ نے اس کی شکل کو یکسر بدل دیا تھا اور یہ ایک حقیقت ہے کہ میک اپ چاہے کتنا ہی اچھا کیا ہوا کیوں نہ ہو جس کے چہرے پر میک اپ کی عادت نہ ہو وہ میک اپ کر کے بڑا منفرد لگتا ہے اور یہ انفرادیت بغیر کسی موقع محل کے دیکھنے والے پر کوئی خاص تاثر نہیں چھوڑتی بلکہ الٹا دیکھنے میں بے تکی لگتی ہے۔

اپنا عکس آئینے میں دیکھ کر ردا کو یقین ہو گیا تھا کہ ولید اسے دیکھ کر حیران رہ جائے گا مگر اسے یہ اندازہ نہیں تھا کہ اس کی یہ حیرانی ردا کو خوشی سے ہمکنار کرنے کی بجائے خجل کر جائے گی وہ ایک بار پھر صفائی دینے والے انداز میں کہنے لگی۔

"وہ پچھلے محلے میں میلاد ہے ناں بس وہیں جانا تھا امی اور سندس بھابھی تو چلی گئیں میں آپ کے انتظار میں رکی ہوئی تھی۔"

اپنے طور پر اس نے بڑا اچھا بہانہ بنایا تھا مگر ولید کی تیوری پر بل پڑتا دیکھ کر اسے لگا اس سے پھر کوئی غلطی ہو گئی ہے۔ جس کی نشاندہی فوراً" اس کے اگلے سوال نے کر دی۔

"تم اس حلیے میں پچھلی گلی تک جاؤ گی پیدل اور وہ بھی اکیلی۔"

وہ کالج بھی اکیلی ہی جاتی تھی اور بس اسٹاپ تک پیدل ہی جاتی تھی مگر اس کا حلیہ اور چبوترے پر ان لڑکوں کو دیکھ کر وہ چبھتے ہوئے انداز میں بولا تھا تبھی اس کا موڈ بحال کرنے کے لیے وہ ایک اور بہانہ سوچنے لگی۔

"وہ نہیں۔ آں۔ ہاں وہ بھائی جان آفس سے آ کر مجھے ڈراپ کریں گے۔"

"رات کو آٹھ بجے۔"

ولید نے بڑی سنجیدگی سے استفہامیہ انداز میں اس کا جملہ مکمل کیا کیونکہ بھائی جان کے آفس سے آنے کا وقت یہی تھا اس کا دماغ مزید کوئی بہانہ سوچنے کے قابل نہیں رہا تھا وہ ہمیشہ اس کی ایک نظر کی منتظر رہتی تھی مگر آج اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اپنے چہرے پر جمی اس کی سرد نظروں سے بچ کر کہاں بھاگ جائے۔ بلیک پینٹ پر ڈارک میرون اور بلیک چیک کی شرٹ میں وہ ہمیشہ سے زیادہ وجیہہ لگ رہا تھا یہی نہیں اس نے زندگی میں پہلی بار ردا سے اتنی طویل بات کی تھی مگر اسے خوشی ہونے کی بجائے پچھتاوا ہو رہا تھا کہ سندس بھابھی کی بجائے وہ کیوں نہ چلی گئی امی کے ساتھ کیا فائدہ ہوا اتنی محنت اور لگن سے کی گئی تیاری کا جس کا نوٹس ولید نے توصیفی نہیں بلکہ تنقیدی انداز میں لیا تھا مگر اگلے لمحے ولید نے اپنے غصے کو پیتے ہوئے گہرا سانس کھینچ کر جو آفر کی اسے سن کر اس کا سارا غصہ اور پچھتاوا گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو گیا۔

"جلدی سے بھگونے دو اور گاڑی میں بیٹھو میں

تمہیں چھوڑ دیتا ہوں۔"

ولید کے ساتھ کہیں جانے کے خیال سے اس کا دل بند ہو گیا تھا۔

"بھگونے اندر رکھے ہیں۔"

وہ آہستگی سے بولی تو ولید اس سے پہلے اندر کی طرف بڑھ گیا لیکن اس کی پیروی میں گھر سے اندر داخل ہوتے ہی اس پر انکشاف ہوا کہ اصل میں دل بند ہونا کیا ہوتا ہے۔

"کچھ جل رہا ہے کیا؟"

دروازہ دھکیلتے ہی ولید بے اختیار بولا تھا جس طرح بو اور دھوئیں نے ان کا استقبال کیا تھا اسے دیکھ کر ردا تقریباً" چیخ پڑی تھی۔

"کلیجی"

"کیا؟"

"میرا مطلب ہے کلیجی جل گئی۔" ردا تیزی سے کچن کی طرف دوڑی امی نے جاتے وقت خاص طور سے آواز لگا کر کہا تھا کہ رات کے لیے کلیجی کا سالن بن رہا ہے دیکھ لینا اصل میں ابو نے آفس سے فون کر کے خصوصی فرمائش کی تھی اور امی جانے سے پہلے جلدی جلدی چڑھا کر نکلی تھیں کہ ان کے پیچھے سندس یا ردا میں سے کوئی دیکھ لے گا مگر ردا نے تو سوائے خود کے کسی کو دیکھا ہی نہیں اور کچن میں قدم رکھتے ہی اس کے قدموں تلے سے زمین نکل گئی۔

سالن اتنی دیر سے جل رہا تھا کہ دیگچی میں آگ لگ گئی تھی لپکتے شعلوں کو دیکھ کر ردا بغیر سوچے سمجھے چولہے کی طرف بڑھ گئی اور دیگچی کو فوراً" چولہے سے اتارنے کے لیے بغیر کسی کپڑے کا سہارا لیے ہاتھوں سے پکڑ لیا اتنی گرم دیگچی کو ہاتھ لگاتے ہی گرفت میں آنے سے پہلے اس نے ہاتھ کو پیچھے کھینچ لیا نتیجتاً" دیگچی چولہے سے پھسل کر زمین پر لڑھک گئی سالن جل کر اس قدر خشک ہو چکا تھا کہ کچھ بہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا مگر بھڑکتے شعلوں نے فرش کو کالا کر دیا تھا ولید نے فوراً" ہی کچن کے دروازے کے پاس رکھی بالٹی اٹھا کر دیگچی پر پانی الٹ دیا جو کچن دھونے کے لیے سندس بھابھی نے رکھی تھی مگر ان کے جانے کا پروگرام بنتے ہی وہ یہ سوچ کر ایسے ہی چھوڑ گئیں کہ ردا ہے وہ کر لے گی اصل میں آج کل ماسی چھٹی پر تھی اس لیے ردا کو خیال بھی نہیں آیا اور پھر ردا نے کچن میں آکر جھانکا بھی نہیں ورنہ دیکھ کر ہی اسے صفائی کرنے کا خیال آ جاتا اب آگ بجھ جانے کے بعد جو اس نے کچن کا جائزہ لیا تو اس کی نازک حالت کو دیکھ کر اس کی اپنی حالت بھی نازک ہو گئی۔

دوپہر کے کھانے کے برتن جوں کے توں پڑے تھے اصل میں ابو کی اچانک فرمائش پر امی اور بھابھی سارے کام چھوڑ کر کلیجی دھونے اور چڑھانے میں مصروف ہو گئی تھیں اور پھر میلاد میں وقت پر پہنچنے کی کوشش میں سب ردا کے بھروسے چھوڑ کر چلی گئی تھیں اور عموماً" ردا یہ تمام کام خوش اسلوبی سے انجام دے دیا کرتی تھی مگر آج ولید کو آنا تھا اس لیے سب کچھ غلط ہوئے جا رہا تھا (کم از کم ردا کو تو ایسا ہی لگ رہا تھا)

ولید پنجوں کے بل بیٹھ کر بھانپ اڑاتی دیگچی کا معائنہ کرنے لگا جس میں جا بجا چھید ہو گئے تھے کچن میں دھواں اور جلنے کی شدید بو بھری ہوئی تھی جو طبیعت پر اتنی گراں گزر رہی تھی کہ ولید کھانستے ہوئے بولا۔

"تم گھر پر کیا کر رہی تھیں۔"

وہ سر اٹھا کر ردا کو دیکھنے لگا جس کا شرمندگی کے مارے برا حال تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ فوراً" سے بیشتر سارا کچن سمیٹ دے اور ایک پل میں برتن اور فرش کو دھو ڈالے فرش کی حالت کافی ناگفتہ بہ تھی کیونکہ کچن ہمیشہ برتنوں کے بعد دھلتا تھا اور اس دھلے ہوئے فرش کو ولید نے کبھی اتنے نزدیک سے نہیں دیکھا تھا مگر آج جبکہ اس پر جلی دیگچی کی سیاہی بھی لگ گئی تھی وہ اس کے اتنے قریب فرش پر آنکھیں گاڑے بیٹھا تھا۔

"یہ سالن ہلکی آنچ پر رکھا ہو گا اور کم از کم آدھے گھنٹے سے جل رہا ہو گا۔ آخر تم ایسا کیا کر رہی تھیں کہ

تمہیں نہ دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آئی نہ سالن کے جلنے کی بو۔ کیا تم ٹی وی سیریل والیوں کی طرح فل میک اپ کیے سو رہی تھیں۔" ولید کے لہجے میں بلا کی سرد مہری تھی ردا خاموشی سے ہونٹ کاٹنے لگی گرم گرم دیگچی پکڑنے کی کوشش میں اس کے ہاتھ جل گئے تھے دل چاہ رہا تھا نل کھول کر ان پر ٹھنڈا ٹھنڈا پانی ڈال دے مگر شرمندگی کے مارے اس سے اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں جا رہا تھا اسے ٹس سے مس نہ ہوتا دیکھ کر ولید اٹھ کر سلیب پر رکھے بھگونوں کی طرف بڑھ گیا امی جانے سے پہلے بھگونے کیبنٹ سے نکال کر اوپر رکھ گئی تھیں۔

ولید انہیں اٹھا کر کچن سے باہر نکل گیا اس نے ردا کو ساتھ چلنے کی آفر بھی نہیں کی شاید وہ یہ سوچ رہا ہوگا کہ اسے گھر میں بیٹھ کر رات کا کھانا چڑھانا چاہیے اور خود ردا تو اب اس کا سامنا بھی نہیں کرنا چاہتی تھی مگر بھگونوں کے زمین پر گرنے کی زوردار آواز پر رداء کچن سے نکلنے پر مجبور ہوگئی سامنے کا منظر اس کے ہوش اڑانے کے لیے کافی تھا ایک ہی دن میں اتنی دفعہ شرمندہ ہونے کا اتفاق اس کے ساتھ پہلی بار ہوا تھا۔

ولید کپڑے جھاڑتا ہوا زمین سے اٹھ رہا تھا اس نے ایک کھولتی ہوئی نظر ردا پر اور دوسری راستے میں پڑے نیوی بلو گولے پر ڈالی تھی جو اسے آتے وقت بھی دکھائی دیا تھا مگر جاتے وقت ہاتھ میں پکڑے بڑے بڑے بھگونوں کی وجہ سے وہ اسے نظر نہ آیا اور وہ اس میں الجھ کر زمین بوس ہوگیا بڑے تپے ہوئے انداز میں اس نے گولہ اٹھا کر دور پھینک دینا چاہا تھا مگر ہاتھ میں آتے ہی نہ صرف گولے کی تہیں کھل گئیں بلکہ یہ حقیقت بھی عیاں ہوگئی کہ جسے وہ کوئی فالتو کی چادر یا صفائی کا کپڑا سمجھ رہا تھا وہ ایک اچھا خاصا زنانہ سوٹ تھا۔

ولید بڑی بے یقینی سے ہاتھ میں پکڑی قمیص شلوار کو دیکھتا رہا پھر اسے وہیں زمین پر پٹخ کر بھگونے اٹھاتا ردا کو دیکھے بغیر باہر نکل گیا اور ردا دونوں ہاتھوں میں اپنا سر تھام کر رہ گئی۔

☆ ☆ ☆

وہ پوری رات کئی چیزوں کا سوگ مناتی رہی اپنی اس درجہ لاپرواہی اور غیر ذمہ داری اس کی اپنی سمجھ سے باہر تھی ولید کے سامنے جو شرمندگی ہوئی تھی سو تھی گھر میں بھی اچھی خاصی جھاڑ سننی پڑی تھی وہ دیگچی اس قدر جل گئی تھی کہ قابل استعمال نہیں رہی تھی اور کلیجی ابو نے خاص طور پر فرمائش کر کے پکوائی تھی ایسے میں امی اسے جو نہ کہتیں وہ کم تھا اوپر سے ابو بھی رات کو کھانے کی میز پر ذرا سی سبزی کھا کر اٹھ گئے ان کے کھانا نہ کھانے سے زیادہ اسے ان کے رویے سے شرمندگی ہوئی تھی انہوں نے اسے ایک لفظ نہیں کہا تھا بلکہ امی کی شکایت لگانے پر بھی انہوں نے بڑی بردباری سے کہا۔

"اللہ تعالیٰ نے انسان کا جس دن جو رزق لکھا ہے وہ اس دن وہی کھا سکتا ہے۔"

اگر ابو اسے ڈانٹتے یا سرزنش کرتے تو اسے اتنا دکھ نہ ہوتا رات کو بستر پر لیٹ کر وہ بہت دیر تک اپنے رویے کا تجزیہ کرتی رہی۔

ولید اسے بچپن سے پسند تھا مگر اس کے انداز میں ایسی دیوانگی کبھی نہیں تھی کہ وہ بس اس کے بارے میں سوچتے ہوئے سب کچھ بھول جائے وہ کبھی کسی تہوار یا تقریب میں اپنے کپڑوں کو لے کر اتنا حساس نہیں ہوئی تھی حالانکہ ایک ہی خاندان ہونے کی وجہ سے اس کا ہر تقریب میں ولید سے سامنا ہوتا تھا مگر اس نے کبھی اپنی تیاری ولید کو دکھانے کے لیے نہیں کی۔ پھر اب اس کے رویے میں اتنا تضاد کیوں ہوگیا کہ امی کے خاص طور پر تاکید کرنے کے باوجود وہ چولہے پر رکھے سالن کو بھول گئی سوا گھنٹے تک وہ دنیا و مافیہا کو بھولے بس اپنی تیاری میں غرق رہی اور جس جوڑے پر استری نہ کر سکی اسے بھی ایسے ہی لاؤنج میں پھینک دیا۔ اسے اپنے آپ پر افسوس ہو رہا تھا اور پھر اس افسوس پر یہ دکھ حاوی ہوگیا کہ اس کی محبت واقعی یک طرفہ ہے ولید نے اس پر ذرا بھی دھیان نہیں دیا سالن

تو بہت بعد میں جلا تھا وہ تو دروازہ کھولتے ہی اس پر بگڑنے لگا تھا جانے کتنے سالوں بعد اس نے براہ راست رداسے بات کی تھی اور اکیلے میں تو وہ یقیناً" زندگی میں پہلی بار اس سے مخاطب ہوا تھا کیونکہ بچپن میں کبھی ایسا اتفاق ہوا ہو تو وہ اسے یاد نہیں تھا۔

اسے اپنے دل پر ایک بوجھ سا محسوس ہو رہا تھا اسے لگ رہا تھا کہ اسے فوراً" کنول سے دور ہو جانا چاہیے وہ ویسے بھی کنول کے پاس زیادہ بیٹھنے سے گریز کرتی تھی اسے یقین تھا اس کی ذات میں یہ تبدیلی کنول کی باتیں سن سن کر آئی تھی مگر مسئلہ یہ تھا کہ کنول کے قصے ساری لڑکیاں خوب انجوائے کرتی تھیں اگر وہ کبھی سنے بغیر چلی جاتی تو اس کی دوستیں بعد میں اسے پکڑ کر پوری تفصیل بتاتیں جیسے وہ کسی بہت بڑی نعمت سے محروم رہ گئی ہو۔

اگلے دن جب وہ کالج جانے کے لیے گھر سے نکلی تو وہ تین لڑکے وہیں اس چبوترے پر دوبارہ نظر آئے وہ سب باتوں میں اتنے مگن تھے کہ انہوں نے ردا کے گھر سے نکلنے کا نوٹس بھی نہیں لیا تھا مگر ان پر نظر پڑتے ہی ردا کا حلق تک کڑوا ہو گیا اگر کل یہ تینوں یہاں نہ ہوتے تو ولید کا موڈ اتنا خراب ہرگز نہ ہوتا اسے مسلسل دروازہ بجانے پر اتنا غصہ نہیں آیا ہو گا جتنا ان کا ہنسا جلتی پر تیل کا کام کر گیا ہو گا۔

وہ دانت پیستی بس اسٹاپ پر جا کھڑی ہوئی تھی اپنی تیاری میں صرف کی محنت اور برباد ہوئے وقت کو یاد کر کے اس کا خون ایک بار پھر کھولنے لگا تھا کل وہ جس قسم کی شرمندگی اور پچھتاوے سے گزری تھی اس کے ذمہ دار اسے سراسر یہ تینوں لگ رہے تھے وہ دل ہی دل میں انہیں گالیاں دے رہی تھی جب ایک لڑکا اس کے قریب آ کر کہنے لگا۔

"مس آپ کے پاس پانچ سو روپے کا کھلا ہو گا۔"

"جی نہیں۔"

ردا نے اس کی طرف دیکھے بغیر لٹھ مار انداز میں کہا۔

"مس آپ ایک بار پرس کھول کر چیک تو کر لیں مجھے پانچ سو روپے کے کھلے کی سخت ضرورت ہے۔"

اس کا لہجہ اتنا التجائیہ تھا کہ ردا گردن گھما کر اس کی طرف دیکھنے پر مجبور ہو گئی وہ شکل اور حلیے سے کسی اچھی فیملی کا لگ رہا تھا مٹھی میں پانچ سو روپے کا نوٹ دبائے وہ بڑی پریشانی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ ردا کے پرس میں صرف چار سو پینتیس روپے تھے پانچ سو کے بدلے وہ اتنے روپے لینے کے لیے ہرگز آمادہ نہیں ہو گا پھر آج کل جس طرح کے حالات تھے اس میں کسی اجنبی کے سامنے پرس کھولنا خطرے سے خالی نہیں تھا حالانکہ اس کے پرس میں نہ موبائل تھا اور نہ کوئی بہت بڑی رقم۔

"آپ کسی اور سے مانگ لیں میرے پاس پانچ سو روپے ہیں ہی نہیں۔"

اس کے چہرے پر پھیلی بے چارگی دیکھ کر وہ نا چاہتے ہوئے بھی بولنے پر مجبور ہو گئی۔

"تو جتنے روپے ہیں وہ ہی دے دیں میں بہت لوگوں سے مانگ چکا ہوں کوئی نہیں دے رہا۔"

اس کے بے بسی سے کہنے پر ردا نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں۔ رواں دواں ٹریفک میں چہل پہل کا احساس تو تھا مگر چہل قدمی کرتا کوئی آدم تھا نہ آدم زاد۔ بس اسٹاپ پر بھی سوائے ردا کے اور کوئی نہیں تھا۔ اصل میں وہ کوئی باقاعدہ بس اسٹاپ تھا ہی نہیں۔ لوگ یہاں کھڑے ہو کر بس روکتے تھے آہستہ آہستہ بس نے یہاں پہنچ کر خود ہی رفتار کم کرنی شروع کر دی بس روکنے کا رواج تو ویسے بھی نہیں تھا البتہ یہاں چڑھنے والوں کی بھیڑ نہیں تھی اسی لیے ردا آسانی سے بس میں سوار ہو جاتی تھی۔

"میرے پاس صرف چار سو پینتیس روپے ہیں۔"

ردا نے کہنے کے ساتھ ہی بس کی تلاش میں ایسے نظریں دوڑائیں جیسے یہ سننے کے بعد وہ مزید یہاں رکنے کی زحمت گوارا نہیں کرے گا۔

"آئی ڈونٹ مائنڈ" آپ پانچ سو کا نوٹ رکھ لیں اور چار سو پینتیس روپے مجھے دے دیں آئی ریئلی نیڈ اٹ۔"

ردا چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"میں آپ سے کم پیسوں کے بدلے زیادہ روپے کیسے لے سکتی ہوں۔"

"میں نے کہا نا مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا مجھے صرف اس نوٹ کا چینج چاہیے۔"

ردا الجھن بھری نظروں سے کبھی اسے اور کبھی متلاشی نظروں سے بس کو دیکھنے لگی اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا وہ اس شخص سے کیسے جان چھڑائے وہ اس کے بڑھتے اصرار پر عاجز آکر بولی تھی۔

"دیکھیں یہ کوئی دو چار روپوں کی بات نہیں ہے' میں آپ سے سیکسٹی فائیو روپے زیادہ کیوں لے لوں۔"

اس کے جھنجلائے ہوئے انداز کا اس پر رتی برابر اثر نہیں ہوا۔

"ٹھیک ہے آپ کل مجھے اسی وقت اسی جگہ وہ پیسے لوٹا دیجیے گا' لیکن ابھی مجھے ان پیسوں کی سخت ضرورت ہے۔"

اس کی عجیب و غریب پیش کش پر ردا نے گھور کر اسے دیکھا تھا اور محض اپنی جان چھڑانے کے لیے اس نے سخت غصے کے عالم میں پیسے نکال کر اس کی طرف بڑھا دیے۔

"یہ رکھ لیں' لیکن کل پیسے لینے ــــ آجائیے گا۔"

"تھینک یو سو مچ۔"

نوٹ لیتے ہوئے اس کے چہرے پر ممنونیت سے زیادہ سرشاری کے تاثرات پھیل گئے' اپنا پانچ سو کا چار تہوں میں بند نوٹ اسے تھما کر وہ واپسی کے لیے تیزی سے پلٹ گیا اسی وقت ردا کو دور سے اپنی بس آتی دکھائی دی وہ نوٹ کو جلدی سے پرس میں ڈال کر زپ بند کر دینا چاہتی تھی' مگر نوٹ پر نظر پڑتے ہی وہ بری طرح چونک گئی۔

وہ نوٹ آدھا پھٹا ہوا تھا جس کا دوسرا سرا سرے سے تھا ہی نہیں۔ یہ نوٹ مارکیٹ میں کہیں استعمال نہیں ہو سکتا تھا' بینک میں نوٹ دینے کے لیے اسے بھائی جان کو سب بتانا پڑتا جو آدمی بات سنتے ہی بھڑک اٹھتے وہ تو ویسے بھی کسی راہ چلتے سے بات تک کرنے کے قائل نہیں تھے اور ان سے ڈانٹ کھانے کے بعد بھی یہ یقین نہیں تھا کہ بینک بھی یہ نوٹ لیتا یا نہیں جب اس کا دوسرا سرا ہی نہیں ہے تو بینک بھی نوٹ بدلنے سے انکار کر سکتا تھا۔

ایک ہی لمحے میں اس کے ذہن نے تمام ممکنات کے متعلق سوچ لیا وہ اپنی بس کو فراموش کر کے تیزی سے اس کی طرف بڑھی۔

"ایکسکیوزمی۔ یہ نوٹ تو پھٹا ہوا ہے۔"

ردا کو اس کی رفتار کا ساتھ دینے کے لیے تقریباً دوڑنا پڑ رہا تھا' اس کی بات سن لینے کے باوجود وہ رکا تھا نہ اس کی رفتار میں کوئی کمی ــــ ہوئی تھی بلکہ اس نے ردا کی بات کا جواب تک دینا ضروری نہیں سمجھا اور جوں کا توں چلتا رہا۔

"دیکھو مسٹر میرے پیسے مجھے واپس کر دو مجھے یہ پھٹا ہوا نوٹ نہیں چاہیے۔"

اس کے پیچھے تیزی سے چلتے ہوئے وہ غصے اور جھنجلاہٹ کے مارے روہانسی ہو گئی تھی تب ہی ردا کی مطلوبہ بس ان کے برابر سے گزری اور وہ چلتی بس میں تیزی سے ایسے سوار ہو گیا جیسے وہ کوئی بھکاری ہو جس کی "اللہ کے نام پر بابا" کی دہائی سنے بغیر لوگ بے نیازی سے آگے بڑھ جاتے ہیں اس کے بس میں سوار ہوتے ہی ردا کا خون خشک ہو گیا ایک شخص اسے بے وقوف بنا کر اس کے سارے پیسے لے گیا اور اس کی بس بھی مس کرا گیا ویسے اب اس کے پاس کرائے کے پیسے بھی نہیں تھے۔

وہ آنسو بھری آنکھوں سے اس بس کو جاتا دیکھتی رہی اور جیسے ہی وہ بس موڑ مڑ کر اس کی نظروں سے اوجھل ہوئی وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر بے اختیار رو دی اگر وہ اندر سے اتنی اداس اور مضطرب نہ ہوتی تو اتنے سے پیسوں کے لیے ہرگز نہ روتی یا کم از کم سڑک پر نہ روتی اس کا گھر قریب ہی تھا وہ آرام سے واپس جا سکتی تھی کوئی پریشانی کی بات نہیں تھی' لیکن اس چھوٹی سی

بات پر اس کے اندر کی گھٹن کو باہر نکلنے کا موقع مل گیا تھا وہ اپنے اردگرد سے بے خبر جانے کتنی دیر یہ شغل جاری رکھتی کہ ایک مانوس سے لب و لہجے نے اسے چونک کر سر اٹھانے پر مجبور کر دیا اس کے سامنے کھڑا دبلا پتلا شخص جس کے لمبے سیدھے بال اس کے شانوں پر پڑے تھے بہت تیزی سے کچھ بول رہا تھا اور بولتے وقت وہ وقتاً" فوقتاً" اس کے کندھے کے اوپر کی جانب بھی دیکھتا جا رہا تھا اس کی جانی پہچانی شکل اور ہاتھ میں پکڑا مائیک دیکھ کر روا کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں پلٹ کر اپنے پیچھے دیکھنے لگی جہاں ایک شخص کندھے پر کیمرا لگائے کھڑا تھا۔

گویا وہ مائیک پکڑا شخص ایک ٹی وی ہوسٹ تھا جو کیمرے سے مخاطب ہو کر ناظرین کو تازہ صورت حال سے آگاہ کر رہا تھا جبکہ گلی کے موڑ سے اسی لڑکے کو بھرپور خوشی کے ساتھ نمودار ہوتا دیکھ کر اس کے ذہن میں الجھی ساری گتھیاں سلجھتی چلی گئیں۔

یہ پروگرام اس نے ٹی وی پر کئی بار دیکھا تھا جہاں کینڈیڈیٹ کو کوئی ایسا کام کرنے کے لیے کہا جاتا جو عام طور پر کوئی کرنا پسند نہیں کرتا یا جسے کرنا بہت مشکل ہو۔ پروگرام کا ہوسٹ، پوری ٹیم کے ساتھ چھپ کر نہ صرف سارا منظر دیکھ رہا ہوتا بلکہ پروگرام کی ریکارڈنگ بھی جاری ہوتی ہے جب پروگرام میں چیلنج قبول کرنے والا کینڈیڈیٹ اپنے مقابلے میں کامیاب یا ناکام ہو جاتا تب پروگرام کی پوری ٹیم منظر عام پر آ کر بے وقوف بننے والے کو ساری حقیقت سے آگاہ کر دیتی۔ اس پروگرام کو اکثر بڑی دلچسپی سے دیکھتے وقت اس نے کبھی یہ نہیں سوچا تھا کہ ایک دن وہ خود اس پروگرام کا حصہ بن جائے گی۔

وہ ایک شاک کے عالم میں کھڑی تھی جو کچھ بھی اس نے کہا تھا اور جس طرح وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی وہ سب ریکارڈ ہو چکا تھا اور کسی دن ٹی وی پر دکھایا جائے گا یہ سوچ کر اس کا شرمندگی کے مارے برا حال ہو گیا تھا۔ پروگرام کے ہوسٹ نے اس کی جانب مائیک کر کے اس سے دو چار سوال بھی پوچھے مگر اس کا جھینپا ہوا خاموش رویہ دیکھ کر وہ اس لڑکے کی طرف متوجہ ہو گئے جو خوشی کے بھرپور احساس میں کھڑا ان کے قریب آ گیا تھا۔

"کیا کسی وقت تمہیں یہ لگا کہ تم یہ نہیں کر سکو گے۔"

"نہیں، یہ یقین تو مجھے تھا کہ میں یہ ——— کر لوں گا، لیکن آپ کے رولز اینڈ ریگولیشنز اتنے سخت ہیں کہ بندہ کچھ کر نہیں سکتا ایک تو جس بس اسٹاپ پر آپ نے مجھے لا کر کھڑا کیا وہاں کوئی آنے جانے والا تھا ہی نہیں مشکل سے کل تین افراد آئے اور میرے پاس چانس بھی صرف تین ہی تھے ان سے پہلے جو آدمی آیا تھا اس نے جب پھٹا ہوا نوٹ دیکھ کر میرا گریبان پکڑ لیا اس وقت مجھے لگا کہ آج تو میں گیا ویسے میں چاہتا تو اسے دو چار ہاتھ جڑ سکتا تھا، لیکن آپ کے گیم کا رول ہے کہ وکٹم کے ساتھ کوئی بدتمیزی نہ کی جائے اس لیے میں نے فوراً" اس کے پیسے اسے واپس کر دیے۔"

"بالکل ٹھیک کہا تم نے اگر تم ذرا بھی بدتمیزی کرتے تو تمہیں اسی وقت ڈسکالیفائے کر دیا جاتا۔"

پروگرام کے اینکر نے مائیک اپنی طرف کرتے ہوئے کہا تو وہ فوراً" کہنے لگا۔

"تب ہی تو میں نے اس بندے کی اتنی جھاڑ سن لی، لیکن اس کے جانے کے بعد ان محترمہ کو بس اسٹاپ کی طرف آتا دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ اب میں پھٹے ہوئے نوٹ کے بدلے چار سو روپے اور رقم لینے کا چیلنج جیت جاؤں گا صرف ایک فکر تھی کہ اگر اس وقت کوئی بس نہ آئی تو کیا ہو گا کیونکہ آپ کی شرط تھی کہ پیسے لے کر مجھے بس میں چڑھ جانا ہے اب اگر اس ٹائم پر کوئی بس نہیں آتی تو یہ میری غلطی تو نہیں تھی نا۔"

وہ ایک جوش کے عالم میں بول رہا تھا۔ روا کو اس کی شوخی زہر لگ رہی تھی جس طرح اس نے کہا کہ روا کو دیکھ کر اسے یقین ہو گیا کہ اب وہ چیلنج جیت جائے گا اس کا یہ جملہ اور انداز روا کو سرتاپا سلگا گیا تھا گویا وہ شکل سے اتنی احمق لگتی ہے کہ اسے تو وہ بڑی آسانی سے

بے وقوف بنا ہی لے گا اور ردا نے واقعی اس کے اندازوں کو صحیح ثابت کر دیا تھا بلکہ اس نے تو حماقت کی حد کرتے ہوئے پہلے اسے پیسے دیے پھر اس سے نوٹ وصول کیا اور لینے کے بعد بھی اسے دیکھنا یا جانچنا ضروری نہیں سمجھا وہ تو پرس میں رکھتے وقت غیر ارادی طور پر اس کی نظر نوٹ پر پڑ گئی ورنہ وہ تو بغیر دیکھے بس میں سوار ہو جاتی۔

پروگرام کے ہوسٹ نے اس کے پیسے واپس کرتے ہوئے اسے پریشان کرنے پر معذرت کی اور بڑے سلجھے ہوئے انداز میں تاکید کی کہ یہ ایک شو ہے اور اس گیم کو صرف مذاق کے طور پر لینا چاہیے اس کی اتنی وضاحت پر ردا نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا کیونکہ یہ اطمینان بہر حال اسے تھا کہ اگر وہ بے وقوف بنی بھی ہے تو بھی اس کے خاندان میں کسی کو اس بات کی بھنک تک نہیں پڑے گی کیونکہ اس کے خاندان میں پاکستان کے چینلز دیکھے ہی نہیں جاتے تھے اور انسان کی فطرت ایسی ہے کہ اسے بے وقوف بننے پر اتنی شرمندگی نہیں ہوتی جتنی فکر اس بات کی ہوتی ہے کہ اس کا الو بننا کسی کو پتا نہ چل جائے، مگر اس کا یہ اطمینان دھرا کا دھرا رہ گیا تین ہفتے بعد جب یہ حادثہ اس کے ذہن سے مکمل طور پر محو ہو چکا تھا تب ایک دن کلاس میں قدم رکھتے ہی ساری لڑکیاں اس کے ارد گرد جمع ہو گئیں ان کے چہروں پر ایک خاص تاثر دیکھ کر وہ حیرانی سے انہیں دیکھنے لگی۔

"تم سب مجھے ایسے کیوں گھور رہی ہو۔"

جب وہ کچھ نہ بولیں تو اسے ٹوکنا ہی پڑا۔

"تم تو بڑی چھپی رستم نکلیں اتنی لمبی شوٹنگ کرالی اور کسی کو بتایا تک نہیں۔"

کنول نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ ردا کی سمجھ میں خاک بھی نہیں آیا تھا تب محمودہ کہنے لگی۔

"کل رات ٹی وی پر جو پروگرام آرہا تھا وہ ہم سب نے دیکھا ہے۔"

"کون سا پروگرام؟"

ردا مزید حیران ہوئی۔

"اب زیادہ بھولی مت بنو۔"

"وہ ایک جوک تھا آخر اتنا چھپانے کی کیا بات ہے۔"

"بلکہ تمہیں ہمیں پہلے بتا دینا چاہیے تھا بینش نے جب تک فون کیا تب تک ٹی وی آن کرنے میں آدھا پروگرام تو نکل بھی گیا۔"

ان سب کی بھانت بھانت کی بولیاں سن کر وہ سٹپٹا گئی تھی اس کی سمجھ میں بخوبی آگیا تھا کہ وہ کس پروگرام کی بات کر رہی ہیں، مگر کنول سمجھی کہ ردا سمجھی نہیں وہ کس پروگرام کی بات کر رہی ہیں تب ہی اسے یاد دلانے کے لیے بڑی تفصیل سے ردا کے اس دن کہے الفاظ تک دھرا دیے ردا دل ہی دل میں اس کی یادداشت کو داد دینے پر مجبور ہو گئی جسے ایک دفعہ پروگرام دیکھ کر بھی اتنی اچھی طرح سارے جملے یاد رہ گئے تھے لیکن اس کے باوجود اب بھی وہ ان کے سامنے اعتراف کرنے کے لیے تیار نہیں تھی بلکہ انہیں جھٹلاتے ہوئے بولی۔

"ارے وہ کوئی مجھ سے ملتی جلتی لڑکی ہو گی وائٹ یونیفارم میں سب لڑکیاں ایک سی ہی لگتی ہیں۔"

"اب ایسا بھی اندھیر نہیں ہے۔"

بینش کے اچانک بولنے پر سب اس کی طرف گھوم گئیں۔ تقریباً ساری لڑکیاں ردا کے گرد دائرہ بنائے کھڑی تھیں ایک سوائے بینش کے جو ٹیچر کی میز پر بیٹھی اپنے موبائل کو گھما رہی تھی۔

"وہ پروگرام میں نے دس بار دیکھا ہے۔"

بینش نے گردن اکڑاتے ہوئے کہا۔

"دس بار! کیا ریکارڈ کر لیا تھا؟"

ردا نے اس کی بات پر یقین نہ کرتے ہوئے مذاق میں اڑانی چاہی، مگر بینش کو سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلا تا دیکھ کر وہ ٹھٹک گئی۔

"صرف ریکارڈ ہی نہیں کیا بلکہ کمپیوٹر میں ٹرانسفر کر کے اس کی مووی میں موبائل میں لے کر آگئی ہوں۔"

ردا کے چہرے کا رنگ اڑتا دیکھ کر وہ میز سے کود کر

زمین پر اتری اور اس کے مقابل چلی آئی۔

"تمہارا دو منٹ کا تو سین تھا اب اتنے مختصر وقت میں سب کو تو فون نہیں ہو سکتا تھا لہٰذا میں نے اپنے موبائل میں پورا سین فیڈ کر لیا تاکہ سب ساتھ دیکھ سکیں۔"

بینش کے اٹھلا کر کہنے پر سب ہنسنے لگیں۔ ردا دل ہی دل میں تلملا گئی تھی مگر ظاہر نہیں ہونے دیا ورنہ وہ اسے چڑانے کے لیے مزید تنگ کرتیں وہ سب ابھی بھی ایک سا بول رہی تھیں۔

"کمال ہے یار اتنا مزے دار انسیڈنٹ تمہارے ساتھ ہوا اور تم نے ذکر تک نہیں کیا۔"

"کیا تم نے پوچھا تھا کہ یہ پروگرام کب آن ایر جائے گا۔"

"اگر پوچھا نہیں ہو گا تو پھر تو تم خود بھی پروگرام نہیں دیکھ سکی ہو گی۔"

"اسی لیے تو میں موبائل میں لائی ہوں کہ کوئی مس نہ کر دے۔"

بینش نے کہنے کے ساتھ ہی موبائل کا اسکرین اس کی طرف کرتے ہوئی مووی آن کر دی۔

ردا اپنی ہوائیاں اڑتی شکل بالکل دیکھنا نہیں چاہتی تھی وہ بھی ان سب کے ساتھ کھڑے ہو کر تو بالکل بھی نہیں، مگر ایک سرسری نظر ڈالتے ہی وہ چونک کر پروگرام دیکھنے لگی جہاں وہ ہوسٹ اس لڑکے کو قواعد و ضوابط سمجھا رہا تھا۔

"کیا تمہیں معلوم تھا اس پروگرام میں، میں آنے والی ہوں جو تم نے اسے شروع سے ریکارڈ کیا ہے۔"

ردا کے چونک کر پوچھنے پر بینش مسکرا دی۔

"جس لڑکے نے تمہارے ساتھ یہ ڈیئر کیا تھا وہ میرا کزن ہے ہم سارے کزنز ایک ہی گھر میں تو رہتے ہیں۔ پروگرام شروع ہونے سے آدھا گھنٹہ پہلے ہی ہم ریکارڈنگ کی ساری تیاریاں کیے صوفوں پر منتظر بیٹھے تھے جب تم اسکرین پر نظر آئیں تو میں چیخ پڑی، میں نے موبائل اٹھایا اور ایک ہی ایس ایم ایس لکھ کر سب کو سینڈ کر دیا اور جن کے پاس موبائل نہیں تھا انھیں جلدی جلدی فون کیا، مگر تب تک سین نکل بھی گیا خود میں بھی ٹھیک طرح سے دیکھ نہ سکی تب میں سب کی تسلی کے لیے موبائل میں ڈلوا کر لے آئی اسی لیے تو تمہیں فون نہیں کیا کہ ایک دم سرپرائز دوں گی۔"

بینش خوشی خوشی اپنا کارنامہ بیان کرتی رہی۔ ردا بے بسی سے کبھی اسے اور کبھی موبائل پر چلتی پکچر کو دیکھتی رہی جہاں اس کے منظر پر ابھرتے ہی لڑکیاں بڑے جوش سے اس کی ایک ایک حرکت پر تبصرہ کرنے لگیں۔

ردا سین میں اپنی توقع سے زیادہ ہونق لگ رہی تھی اس پر ستم یہ کہ سین کے بیچ بیچ میں تسلسل منقطع کر کے پروگرام والوں کی جانب سے اس کے تاثرات پر مزاحیہ تبصرے بھی لکھے آ رہے تھے اور جس لمحے وہ حواس باختہ سی اس لڑکے کے پیچھے دوڑنے کے انداز میں چلتی نظر آئی ردا نے اس پل تاب نہ لاتے ہوئے اپنی نظروں کا زاویہ بدل لیا یہ سارا منظر ردا کے کلاس میں آنے سے پہلے وہ سب کئی بار دیکھ چکی تھیں، مگر اس کے پھوٹ پھوٹ کر رونے والے سین کو دیکھ کر وہ سب ایسے لوٹ پوٹ ہو رہی تھیں جیسے اس سے زیادہ مزاحیہ سین انہوں نے اپنی زندگی میں نہ دیکھا ہو۔ آخر ردا کو زچ ہو کر کہنا پڑا۔

"اس میں اتنا ہنسنے کی کیا بات ہے اگر تم لوگ میری جگہ ہوتیں تو تم سب کا بھی یہی حال ہوتا۔"

اس کی بات پر ایک لڑکی بڑے جوش سے بولی۔

"بالکل نہیں! اگر اتنا چارمنگ لڑکا مجھ سے چینج مانگتا تو میں بغیر پیسے لیے اسے پانچ سو روپے دے دیتی۔"

اس کی بات پر سب لڑکیاں ردا کو بھول کر بینش کی طرف متوجہ ہو گئیں۔

"ہاں یار تمہارا یہ کزن اتنا ہی امپریسو ہے یا کیمرے میں ایسا لگ رہا ہے۔"

محمودہ کے دلچسپی سے پوچھنے پر بینش کی گردن فخر سے تن گئی تھی۔

"ارے اس چھوٹے سے اسکرین میں تم نے

انہیں دیکھا ہی کہاں ہے میرے پورے خاندان میں الیاس بھائی کی ٹکر کا ایک شخص بھی نہیں ہے۔"

"بھائی!"

ایک لڑکی نے بڑی معنی خیز انداز میں دہرایا، مگر بینش کہاں شرمندہ ہونے والی تھی وہ اس سے بھی زیادہ معنی انداز میں بولی۔

"کہنا ہی پڑتا ہے یار چاہے دل میں کچھ بھی ہو۔"

بینش اپنی بات پوری کرکے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر زور سے ہنسی وہ سب کافی دیر تک اس کی تعریف میں رطب اللسان رہیں۔ ردا کو اس کی تعریف سن سن کر غصہ آرہا تھا کیونکہ وہ اس کی اسمارٹنس کی قصیدہ گوئی کے بعد ردا کے فق ہوئے چہرے پر تذکرہ بھی کیے جارہی تھیں جو اس کی برداشت سے باہر ہو گیا تھا اس نے اسی لیے انہیں کچھ نہیں بتایا تھا کہ پھر وہ سب جان کو آجائیں گی بلکہ آسیہ نامی لڑکی نے تو واقعی یہ کہہ کر حد کردی۔

"ویسے تمہارے کزن اور ردا کا یہ ٹکراؤ بالکل فلمی سین لگ رہا ہے ایسے ہی ہوتی ہے نا ہیرو ہیروئن کی ملاقات۔"

"بکواس بند کرو آسیہ۔"

ردا کا ضبط جواب دے گیا۔

"ہاں آسیہ یہ ہیروئن نہیں بن سکتی یہ تو پہلے ہی انگیجڈ ہے۔"

بینش کے پچکارنے والے انداز پر محمودہ کنول اور دو لڑکیوں کو چھوڑ کر سب ہی چیخ پڑیں۔

"کیا؟ تم انگیجڈ ہو۔ تم نے کبھی بتایا کیوں نہیں۔"

"کیونکہ بتانے کے لیے کچھ ہے ہی نہیں۔"

بینش زور سے ہنسی اس کا انداز ردا کو بڑا توہین آمیز لگا تھا، مگر وہ صرف اس کی شکل دیکھ کر رہ گئی جو مزید کہہ رہی تھی۔

"یہ کوئی کنول اور عمران بھائی جیسا رومانٹک کپل نہیں ہے بڑا بورنگ اور اولڈ فیشن ٹائپ پیئر ہے۔"

بینش کا بات کرنے کا انداز ایسا تھا کہ کسی کے لیے بھی ہنسی روکنا مشکل ہو جاتا بس ایک وہ تھی جو لب بھینچے اسے دیکھ رہی تھی اسے کنول کے ساتھ اپنا موازنہ کرنا سخت ناگوار گزرا تھا، مگر اس وقت کچھ کہہ کر وہ بینش کو اپنے پیچھے نہیں لگوانا چاہتی تھی ورنہ وہ اس کے منہ سے نکلے الفاظ کو حسب منشا معنی پہنا کر مزید کوئی بات گرفت میں لے لیتی۔ کیونکہ وہ بغیر کچھ جانے ہی اس کے بارے میں اتنا کچھ بول رہی تھی جیسے ولید اور ردا کے درمیان رویے کی ایک ایک باریکی سے بخوبی واقف ہو یہ اور بات تھی کہ اس کے اندھیرے میں چلائے گئے تیر بھی عین نشانے پر لگ رہے تھے۔

"ارے وہ تو ردا نے ہی مجھے بتایا کہ اس کا منگیتر سامنا ہو جانے پر بھی اس سے بات تک نہیں کرتا فون کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔"

ردا کو اچھی طرح یاد تھا اس نے ایسا کچھ نہیں کہا تھا، مگر بینش کی زبان کو کون روکتا ویسے بھی اس کی اپنی طرف سے گھڑی بات بالکل سچ تھی تب ہی ردا کو زیادہ تکلیف ہو رہی تھی جبکہ لڑکیاں بے یقینی سے سن رہی تھیں۔

"کیا آج کے دور میں بھی ایسا ہوتا ہے تم اتنی بیک ورڈ نہیں لگتیں۔"

ردا کو اپنی ذات کا اس طرح موضوع گفتگو بننا بہت برا لگ رہا تھا وہ کلاس سے جانے کے لیے واپس مڑ گئی۔

"میں لائبریری جا رہی ہوں فری پیریڈ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ ہم سارا وقت باتوں میں برباد کردیں۔"

"ارے بیٹھو تو سہی اپنے منگیتر کا نام تو بتا دو یا تمہارے خاندان میں اس کا بھی رواج نہیں؟"

عالیہ نے شرارت سے کہتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"اور وہ دیکھنے میں کیسا ہے؟"

ایک اور لڑکی نے بھنویں اچکائیں جس پر بینش فوراً بولی۔

"بقول ردا کے بہت گڈ لکنگ ہیں ان کے منگیتر صاحب مگر یقین اس لیے نہیں کیا جا سکتا کہ ردا کے

پاس ان کی کوئی تصویر نہیں حالانکہ وہ ان کے خالہ زاد ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے کہ ردا صاحبہ جھوٹ بول رہی ہیں، تصویر ہے یا نہیں وہ الگ بحث ہے، لیکن ایک بات کنفرم ہے کہ وہ دکھانے کے قابل بالکل نہیں ہے۔" آسیہ چہکی۔

"تو پھر ردا کی بات سچ بھی ہو سکتی ہے۔ جو تصویر دیکھنے کے قابل ہی نہ ہو اسے بھلا کون اپنے پاس رکھے گا۔"

کنول نے بہت دیر بعد زبان کھولی تھی اس کا انداز سراسر شرارتی تھا، مگر ردا کو لگا جیسے کنول نے اسے ایک زناٹے دار تھپڑ مارا ہو اگر یہ بات کنول کے علاوہ کوئی اور کہتی تو اسے اتنی ہتک کا احساس نہ ہوتا وہ ایک جھٹکے سے عالیہ کی گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑاتی کلاس روم سے نکل گئی یہ سوچے بغیر کہ اتنے شدید ردعمل پر وہ سب تو صرف حیران ہوئی تھیں جبکہ بینش کو کہنے کے اور مواقع مل گئے تھے۔

☼ ☼ ☼

اپنے رویے پر اسے بعد میں بہت ندامت ہوئی تھی۔ سہیلیاں وغیرہ تو ایسے مذاق کرتی ہی ہیں اس میں اتنا برا ماننے کی کیا بات تھی خاص طور پر کنول کی شوخی میں کہی بات پر خود کا کالج چھوڑ کر گھر آجانا اسے بالکل بھی مناسب نہیں لگ رہا تھا کنول نے وہ سب اسے طعنہ مارنے کے لیے ہرگز نہیں کہا تھا اس نے محض شرارت کی تھی۔

اس نے کہیں پڑھا تھا معمولی باتوں کو منفی انداز میں لینا اور اس پر شدید ردعمل کا مظاہرہ کرنا ڈپریشن کی علامت ہے۔

"تو کیا میں ذہنی دباؤ کا شکار ہو گئی ہوں۔"

اس سوال کا اسے اپنے اندر سے کوئی جواب نہیں ملا تھا۔

امی بھی اسے اتنی جلدی گھر آتا دیکھ کر حیران رہ گئی تھیں وہ انہیں بھی کسی طرح سے مطمئن نہ کر سکی۔ (جو انسان خود مطمئن نہ ہو وہ کسی دوسرے کو تسلی بخش جواب کیسے دے سکتا ہے) انہوں نے بھی زیادہ تشویش کا اظہار کیے بغیر پرسکون انداز میں کہا۔

"چلو اچھا ہی ہے آج تمہاری خالہ کے گھر جانا ہے تب تک تم تھوڑا آرام ہی کر لینا۔"

ایک پل کو وہ جیسے کھل اٹھی، مگر اس بار اس نے فوراً ہی خود پر قابو پالیا۔

"میں نہیں جاؤں گی میرا کل ٹیسٹ ہے مجھے پڑھنا ہے۔"

ولید کے آنے پر جو حماقتیں اس سے سرزد ہوئی تھیں اس کے بعد وہ ولید کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی اسے معلوم تھا آج کل اس کی دماغی حالت ٹھیک نہیں ہے اگر وہ اس کے گھر گئی تو وہاں بھی کسی نہ کسی بے وقوفی کا ثبوت دے دے گی۔

"کیسی باتیں کر رہی ہو تمہارے خالو کا پرموشن ہوا ہے تمہارے ابو اور بھائی آفس سے ہاف ڈے لے کر گھر آ رہے ہیں۔ اور تم ہو کہ جانے سے انکاری ہو تمہیں جتنا پڑھنا ہے ابھی پڑھ لو ہم بس دوپہر کا کھانا کھاتے ہی فوراً نکل جائیں گے۔"

ردا نے کون سا دل سے منع کیا تھا جو وہ بحث کرتی البتہ اس نے تیار ہونے میں بڑی احتیاط سے کام لیا تھا وہ خود کو زیادہ سے زیادہ نارمل رکھنا چاہتی تھی اسے پتا تھا اس نے ذرا بھی جوش و خروش کا مظاہرہ کیا تو پھر کوئی گڑبڑ ہو جائے گی، مگر وہ یہ بھول گئی تھی زیادہ نارمل رہنے کی کوشش میں ہی ایک طرح کی ایب نارملٹی ظاہر ہو جاتی ہے اسی لیے جب وہ گھر سے نکلنے لگے تو بھائی جان نے اسے ٹوک دیا۔

"تم ابھی تک تیار نہیں ہوئیں۔"

"میں تیار ہوں۔"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی اپنے حلیے پر نظر ڈالنے پر مجبور ہو گئی۔ اس نے صرف نہا کر کپڑے بدلے تھے اور کپڑے بھی وہ جو وہ روزمرہ میں پہنتی تھی۔

"بیٹا کچھ تو ڈھنگ کے کپڑے پہن لیے ہوتے۔"

اسی وقت امی بھی اپنے کمرے سے نکل آئیں انہیں بھی باقاعدہ تیار دیکھ کر اسے اپنا آپ اس ماحول

سے غیر مطابقت رکھتا محسوس ہوا تھا۔ خالو جان کی ترقی کسی بہت بڑی پوسٹ پر تو نہیں ہوئی تھی وہ عرصہ دراز سے گورنمنٹ آفس میں کلرک تھے، مگر بھابھی کو ہاتھ میں مٹھائی کا بڑا سا ڈبا پکڑا دیکھ کر اسے احساس ہوا یہ موقع اتنا بھی معمولی نہیں جتنا سرسری اس نے لیا تھا۔

"اب یہ کپڑے ڈھنگ کے ہیں یا بے ڈھنگے، انہیں تبدیل کرنے کا وقت نہیں ہے فوراً" گاڑی میں بیٹھو۔"

ابو کف کا بٹن لگاتے ہوئے کمرے سے نکلے ان کے حتمی انداز پر ردا ناچار ـــــ ان کے پیچھے چل پڑی۔

مگر وہاں پہنچ کر اس نے واقعی اپنا سر پیٹ لیا خالہ جان کے گھر پر عید کا سماں تھا خالو کے تینوں بہن بھائی بچوں سمیت انہیں مبارک باد دینے آئے تھے۔ ولید کے گیارہ کزنز کے ساتھ ساتھ اس کے اپنے دو چھوٹے بھائیوں کی موجودگی میں گھر میں کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی وہاں جاکر اسے پتا چلا کہ اس کے اپنے ماموں ممانی بھی کچھ ہی دیر میں پہنچنے والے ہیں وہ یہ کپڑے اپنی ماموں زاد بہنوں کے سامنے پچاس بار پہن چکی تھی اور وہ دونوں بہنیں ایسی تھیں کہ فیشن ان پر ختم ہوتا تھا اور دل کی اتنی صاف کہ مجال ہے جو کوئی بات دل میں رکھ لیں جو بھی محسوس کرتیں بس کھٹ سے زبان پر آجاتا بھلے ہی اگلے کے دل پر آرے چل جائیں، مگر وہ اپنی صاف گوئی سے باز نہیں آتی تھیں اسی لیے توقع کے عین مطابق جب وہ تمام ہتھیاروں سے لیس خالہ کے گھر پہنچیں تو ان کا پہلا جملہ یہی تھا۔

"کیا تم یہاں صبح سے کام کرنے آئی ہوئی ہو اب تو سارے مہمان آگئے کم از کم اب تو کپڑے بدل لو۔"

ان کی بات پر وہ اپنی کھسیاہٹ چھپانے کے لیے خواہ مخواہ ہنسی جبکہ بھابھی کہنے لگیں۔

"ارے یہ ابھی ابھی ہمارے ساتھ آئی ہے بلکہ آئی کیا ہے ہم زبردستی لائے ہیں ورنہ یہ آ ہی نہیں رہی تھی اس کا کل ٹیسٹ ہے۔"

پتا نہیں بھابھی نے اس کا دفع کیا تھا یا انجانے میں مخالفت کی تھی کیونکہ ان کی بات پر اس کی ماموں زاد فوراً" مسکرائی تھی۔

"لگتا ہے آپ نے اسے بال تک بنانے کا موقع نہیں دیا اور سیدھا کچن سے کھینچ کر یہاں لے آئیں۔"

ردا کے بال سلیقے سے پونی بینڈ میں قید تھے وہ کوئی بکھری ہوئی الجھی لٹیں لہراتی ہوئی نہیں آئی تھی، مگر اس کی بلو ڈرائے اور ہیر آئرنگ کرانے والی کزنز کے نزدیک یہ بال ایسے ہی تھے جیسے بنائے ہی نہ گئے ہوں۔

ردا نے پہلے تو گہرا سانس کھینچ کر بھابھی کو دیکھا، لیکن فوراً" ہی اس نے اپنی کیفیت پر قابو پالیا اور خود کو یاددہانی کرائی کہ وہ مذاق کر رہی ہے ہر بات کو منفی انداز میں نہیں لینا چاہیے۔

"ہاں بھئی تب ہی تو اتنی جلدی پہنچ گئے اگر یہ لوگ مجھے بال بنانے کا موقع دیتے تو ہم بھی تم لوگوں کی طرح اتنا لیٹ پہنچتے۔"

آخر مذاق کرنے کا حق اسے بھی تو تھا اور پھر واقعی تھوڑی دیر بعد وہ اپنے ڈپریشن سے نکلنے میں کامیاب ہوگئی تھی ولید اور اس کے تایا کا بیٹا جو اس کی ہی عمر اور مزاج کا تھا۔ بزرگوں کے ساتھ ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے جبکہ تمام ینگ جنریشن نے ولید کے چھوٹے بھائیوں کے کمرے میں ڈیرا ڈال لیا تھا ان کا ارادہ رات کے کھانے سے پہلے گھر جانے کا تھا، مگر ٹی وی پر مشاعرہ شروع ہوا تو خالو، ابو اور ولید کے ایک پھوپھا کے لیے ٹی وی کے سامنے سے ہلنا ناممکن ہوگیا باقی سب تو اپنے گھر روانہ ہوگئے، ان تین گھرانوں کے لوگ کھانے کے بعد بھی بیٹھے رہنے پر مجبور ہوگئے پتا نہیں مشاعرہ اور کتنا لمبا چلنے والا تھا۔ خالہ جان، امی اور سندس بھابھی کو بھی شاعری سے تھوڑا بہت لگاؤ تھا لہٰذا وہ بھی ڈرائنگ روم میں جا بیٹھیں بس ایک وہ تھی جس کے سر پر سے شاعری گزر جاتی تھی۔ ولید کے چھوٹے بھائی جب تک جاگ رہے تھے تب تک تو اسے بوریت کا احساس نہیں ہوا تھا، مگر گیارہ بجے جب وہ

بوجھل آنکھوں کے ساتھ اونگھنے لگے تب ردا خود ہی انہیں سونے کی تلقین کرتی ڈرائنگ روم میں جا بیٹھی۔ صوفے سارے بھرے ہوئے تھے اس لیے وہ ڈائننگ ٹیبل کی کرسی گھسیٹ کر وہیں بیٹھ گئی اور شاعری کو سمجھنے کی ناکام کوشش کرنے لگی جس شعر پر سب نے داد دی وہ اس کی سمجھ میں ہی نہیں آیا اور جو اسے پسند آیا اسے سن کر خالو نے کہہ دیا۔

"بات کچھ بنی نہیں' وزن گر گیا۔"

وہ مزید دماغ خرچ کرنے کا ارادہ ترک کرکے ناظرین کے تاثرات دیکھنے لگی۔

ولید کی پھوپھی بیٹھے بیٹھے ہی نیند کی آغوش میں چلی گئی تھیں ان کی جھولتی گردن کو دیکھ کر وہ بے اختیار مسکرادی تھی۔ ان کا بیٹا اپنے موبائل میں پوری طرح مصروف تھا اس کی امی اور خالہ کا دھیان بھی ٹی وی کی طرف نہیں تھا وہ دونوں دھیمی آواز میں باتوں میں مشغول تھیں البتہ ابو' خالو اور پھوپھا کے علاوہ اس کے بھائی بھابھی پوری طرح ٹی وی کی طرف متوجہ تھے۔

اگلا لمحہ اس کے لیے واقعی حیران کن تھا جب اس کی نظریں سب پر سے ہوتی ہوئی ولید پر پڑیں اور وہیں جم گئیں۔ وہ ابھی تک کونے والے اس سنگل صوفے پر بیٹھا تھا جہاں وہ کھانے سے پہلے اپنے تایا کے بیٹے سے باتیں کر رہا تھا' لیکن حیرانی کی بات یہ تھی کہ اب اس کا مخاطب بدل گیا تھا اس کے برابر والے صوفے پر اس کی پھوپھی کی بیٹی مرینہ بیٹھی تھی اس نے دونوں پاؤں اوپر کیے ہوئے تھے اور صوفے پر نیم دراز انداز میں پڑی تھی۔ اگر ولید خاندان کے دوسرے لڑکوں کی طرح ہر ایک سے بے تکلف انداز میں باتیں کرنے والوں میں سے ہوتا تو ردا کو کوئی تعجب نہ ہوتا' مگر اسے چونکانے والی بات یہی تھی کہ وہ سب سے صرف ضرورت کے تحت بولتا تھا' مگر اب ان دونوں کے آہستہ آہستہ ہلتے ہونٹ اس بات کا ثبوت تھے کہ صرف مرینہ ہی یک طرفہ طور پر اس کے کان نہیں کھا رہی بلکہ گفتگو کا یہ سلسلہ دونوں جانب سے جاری ہے۔

اتنے شور میں بھی اسے اپنے اندر سناٹا پھیلتا محسوس ہوا حالانکہ ان دونوں کے چہروں پر کوئی خاص تاثر نہیں تھا' مگر ان دونوں کا ساتھ بیٹھ کر گفتگو کرنا کوئی عام بات نہیں تھی۔ ولید اب بھی معمول کی طرح بہت سنجیدہ تھا۔ مرینہ خود صبح کی اٹھی ہوئی تھی اس کے چہرے پر تھکن اور نیند صاف ظاہر تھی اس کی گردن صوفے کی بیک پر ایسے گری ہوئی تھی جیسے ابھی سو جانا چاہتی ہو اور بات چیت کے دوران وہ ٹی وی پر وقتاً" فوقتاً" ایسے نظر ڈال رہی تھی جیسے پروگرام ختم ہونے کی بے چینی سے منتظر ہو ان کے بیچ اس وقت کوئی بھی موضوع چھڑا ہو سکتا تھا یہ بھی ہو سکتا تھا وہ دونوں صرف پروگرام کی طوالت پر ہی تبصرہ کر رہے ہوں' مگر یہ کیا کم تھا کہ ولید پوری طرح سے اس کی طرف متوجہ تھا دونوں کہنیاں گھٹنوں پر ٹکائے وہ آگے کو جھکا بیٹھا تھا اس نے ایک بار بھی ٹی وی کی طرف نظر نہیں کی تھی اور شاید اب بھی وہ کارپیٹ کو ہی دیکھتا رہتا کہ اچانک ہی اس نے سر اٹھا کر ردا کی طرف دیکھا شاید اسے احساس ہو گیا تھا کہ وہ بہت دیر سے کسی کی نظروں کی زد میں ہے اور اس کے متوجہ ہو جانے کے باوجود ردا جوں کی توں بیٹھی رہی انجان بننا تو درکنار اس نے پلک تک نہیں جھپکائی تھی۔ پہلی بار براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ جھجکی تھی نہ سٹپٹائی بلکہ بڑے نپے تلے انداز میں کرسی کھسکاتی اٹھی اور ڈرائنگ روم سے باہر نکل گئی۔

اگلے پندرہ منٹ تک وہ خالی الذہنی کے عالم میں لان میں ٹہلتی رہی جانے ولید نے اس کی کیفیت کو محسوس کیا تھا یا نہیں البتہ وہ اب دوبارہ ڈرائنگ روم میں جانے کا تصور ہی نہیں کر سکتی تھی اسے اپنے پورے جسم پر چھوٹی چھوٹی چیونٹیاں رینگتی محسوس ہو رہی تھیں جب ٹہلتے ٹہلتے وہ تھک گئی تب اچانک اس کی نظر ولید کے کمرے کے دروازے پر پڑی تو وہ اپنی جگہ تھم گئی دراصل یہ کمرہ پہلے اسٹور تھا جسے دو سال پہلے ہی ولید نے اپنا سامان رکھ کر کمرے کی شکل دے دی تھی اس کے قدم خود بخود کمرے کی جانب

اٹھنے لگے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے پلٹ کر ڈرائنگ روم کے دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے ابھی بھی مشاعرے کی آواز آرہی تھی اس نے آہستگی سے ہینڈل گھمایا کم از کم ولید کا کمرہ اس کی ذات کی طرح مقفل نہیں تھا وہ باآسانی اس میں جھانک سکتی تھی اس لیے کمرے میں داخل ہو کر لائٹ آن کرتے ہوئے اسے ایسے خوشی ہورہی تھی جیسے اس نے ولید کے اندر رسائی حاصل کرلی ہو۔

وہ پہلی بار اس کمرے میں آئی تھی اس لیے اسے یہ ایک بالکل انجان جگہ لگنے کے باوجود بڑی مانوس لگ رہی تھی۔ دروازے کی سائڈ کی دیوار میں ایک چھوٹی سی الماری بنی تھی جس کے عین سامنے سنگل بیڈ رکھا تھا۔ بیڈ کے کنارے دیوار کے اوپر کتابوں کا ریک فکس تھا جس کے نیچے رائٹنگ ٹیبل اور کرسی رکھی تھی میز پر مختلف کتابوں اور قلم کے ساتھ ٹیبل لیمپ اور ٹائم پیس جیسا روایتی سامان رکھا تھا بس ایک ہی چیز ان میں سب سے منفرد اور نمایاں تھی اور وہ تھی میز کے کونے میں رکھے فریم میں لگی ولید کی تصویر۔

ردا آہستگی سے چلتی اس تصویر کے سامنے آکھڑی ہوئی کچھ دیر وہ کھڑی اس کی مسکراتی تصویر کو دیکھتی رہی پھر ایک خیال نے جیسے اسے چونکا دیا اس نے فریم اٹھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا، مگر اس کے پاس کوئی پرس وغیرہ نہیں تھا جس میں وہ اس گیارہ سینٹی میٹر لمبے فریم کو رکھ سکتی اس نے کسی شاپر یا بیگ کی تلاش میں نظریں دوڑائیں، مگر وہاں سوائے کتابوں کے کچھ نہیں تھا تب وہ رائٹنگ ٹیبل کی درازیں کھنگالنے لگی آخر کامیابی نہ ہونے پر وہ زور سے دراز بند کرتے ہوئے تصویر سے ایسے بولی جیسے ولید پر بگڑ رہی ہو۔

"کمال ہے تمہاری تصویر چرانا بھی اتنا ہی مشکل ہے جتنا خود تمہیں۔" کہنے کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے اس کی تصویر کو ٹوکا۔

"نا۔۔۔ نا آپ کسی خوش فہمی میں مبتلا مت ہوجائیے گا یہ تصویر میں صرف اپنی کلاس فیلوز کو دکھانے کے لیے لے جارہی ہوں ورنہ مجھے آپ کی تصویر کی چنداں ضرورت نہیں ویسے تو میں آپ کی تصویر کو فریم سے نکال کر بھی لے جاسکتی ہوں لیکن اس طرح واردات کو حادثے کی شکل دینا ذرا مشکل ہو جائے گا تصویر کے ساتھ فریم غائب ہوگا تو آپ اتنے ذی ہوش تو ہیں نہیں کہ اس کی غیر موجودگی کو محسوس کرلیں لیکن اگر فریم سے فوٹو غائب ہوئی تو آپ جیسا بے خبر انسان بھی چونک اٹھے گا۔"

وہ خود ہی سوال کرتی خود ہی جواب دیتی آخر فریم اٹھا کر تصویر نکالنے لگی۔

"میں اس خالی فریم کو بستر کے نیچے ڈال دوں گی تو آپ کو اپنی مصروف زندگی میں یہ یاد بھی نہیں آئے گا کہ یہاں ایک عدد فریم بھی تھا ویسے بھی یہ تصویر یہاں رکھنے کی بجائے اخبار میں چھپوانے کے قابل ہے کیونکہ اس تصویر میں حیرت انگیز طور پر آپ جیسا انسان بھی مسکرارہا ہے ورنہ آپ کو دیکھ کر لگتا ہے جیسے منہ میں دانت ہی نہیں ہیں اور اسی ڈر سے آپ ہنسنے اور مسکرانے سے تو کیا بات تک کرنے سے گریزاں رہتے ہیں کہ کسی پر غلطی سے بھی یہ بھیانک انکشاف نہ ہوجائے۔"

اس کی تصویر سے لڑ کر اس کے اندر کی گھٹن جیسے کچھ کم ہوگئی تھی تبھی اپنی بات پر محظوظ ہوتے ہوئے وہ خود ہی بے ساختہ ہنس دی بڑے مگن انداز میں اس نے تصویر کو فریم سے نکال لیا اور فریم کو بیڈ کے نیچے ڈالنے کے لیے وہ جیسے ہی پلٹی تصویر اور فریم بیک وقت اس کے ہاتھوں سے پھسل کر زمین پر گر گئے قریب تھا کہ اس کے منہ سے چیخ بھی نکل جاتی مگر آواز نے ساتھ نہ دیا دل اچھل کر حلق میں جو اٹک گیا تھا۔

دروازے کے بیچوں بیچ ولید جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا اور اسے دیکھ کر لگ رہا تھا کہ وہ یہاں بہت دیر سے کھڑا ہوگا ردا کو تو یاد بھی نہیں تھا اس نے کیا کیا بکواس کرڈالی تھی اسی لیے وہ یہاں آنا ہی نہیں چاہ رہی تھی اسے علم تھا اپنی دماغی حالت کا وگرنہ جو بھڑاس وہ دل ہی دل میں ولید کو مخاطب کرکے نکال سکتی تھی وہ نکتہ چینی با آواز بلند کرنے کی حماقت ہرگز سرزد

نہ ہوتی اور نہ ہی تصویر چرانے کا مختصر سا کام کرنے میں
اتنا وقت صرف ہوتا وہ شاید دنیا کی وہ پہلی چور تھی جو
مکینوں کی موجودگی ان کے گھر میں چوری کی واردات
اتنی سست روی سے انجام دے رہی تھی وہ بھی ارد گرد
سے غافل ہو کر۔

ردا کا خجالت سے برا حال ہو گیا اس کی سمجھ میں
نہیں آ رہا تھا وہ دروازے کے عین بیچوں بیچ کھڑے ولید
کے پاس سے نکل کر باہر کیسے جائے قدم بھی من بھر
کے ہو گئے تھے گردن پر تو جیسے ٹنوں کے حساب سے
بوجھ ڈال دیا گیا تھا کہ تھوڑی سینے سے الگ ہی نہیں
ہو رہی تھی۔

اسے بت بنا دیکھ کر ولید خود ہی اس کے نزدیک چلا
آیا اور جھک کر اس کے قدموں کے پاس گرا فریم اور
تصویر اٹھا کر میز پر رکھتے ہوئے اسے فریم میں لگانے لگا
ردا نے کن انکھیوں سے اسے دیکھا اور موقع غنیمت
جان کر وہاں سے کھسکنے لگی تھی کہ وہ بول پڑا۔

”چار سو پینتیس روپے اتنی بڑی رقم نہیں ہے
جس کی واپسی کے لیے کسی کے پیچھے پیچھے بھاگا جائے
اور نہ ملنے کی صورت میں بیچ چوراہے پر کھڑے ہو کر
آنسو بہائے جائیں۔“

ردا پلٹ کر پورا منہ اور آنکھیں کھول کر اسے
دیکھتی رہی جو سر جھکائے بدستور اپنے کام میں مصروف
تھا گویا اس کے الو بننے کا پروگرام اس نے بھی دیکھ لیا تھا
اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ بینش کے اس کزن کے
ساتھ کیا سلوک کر ڈالے اگر آواز نے بے وفائی نہ کی
ہوتی تو وہ اپنی دوستوں کی طرح اس کے سامنے بھی مکر
جاتی ولید نے کون سا پروگرام ریکارڈ کیا ہو گا لیکن اپنی
غیر ہوتی حالت پر وہ کچھ تلملائے ہوئے انداز میں ایک
طرح سے لاجواب ہو کر جا ہی رہی تھی کہ ولید اس کی
طرف پلٹتے ہوئے بولا۔

”آئندہ میری تصویر چرانے کی کوشش مت کرنا
میری فوٹو نمائش میں رکھی کوئی پینٹنگ نہیں جو لے جا کر
سب کو دکھائی جائے۔“ اس کے سنجیدگی سے کہنے پر
ردا اپنی جگہ ساکت رہ گئی بے اختیار ہی وہ بڑے غصے
سے ولید کی طرف پلٹی تھی دل تو چاہ رہا تھا اسے ابھی
کھری کھری سنا دے پتا نہیں وہ خود کو کیا سمجھتا تھا مگر
اس پر نظر پڑتے ہی اس کے سارے الفاظ کہیں
کھو گئے ولید پر آنے والا غصہ خود بخود اپنی طرف منتقل
ہو گیا اس نے خود ہی تو اپنے آپ کو اتنا چھوٹا کر لیا تھا
ورنہ بھلا کیا ضرورت تھی اسے ولید کے کمرے میں آ کر
اس کی تصویر نکالنے کی‘ اس کی آنکھوں میں تیرتی
درشتگی بے بسی کے احساس سے پانی میں تبدیل
ہونے لگی اس سے پہلے کہ اس کی آنکھیں چھلک
پڑتیں وہ رخ موڑ کر تیزی سے باہر نکل گئی۔

ایک بار پھر اس کی پوری رات سوگ مناتے ہوئے
گزر گئی اگلے دن اس کا کالج جانے کا بالکل دل نہیں چاہ
رہا تھا امی نے بھی اس کا ستا ہوا چہرہ دیکھ کر اسے چھٹی
کر لینے کا مشورہ دیا تھا مگر وہ محض ٹیسٹ کا خیال کر کے
چلی گئی اس کا ارادہ صرف ٹیسٹ دے کر واپس آ جانے
کا تھا اسی لیے وہ پہلا پیریڈ چھوڑ کر کالج کے گراؤنڈ میں
جا بیٹھی بینش لیٹ پہنچنے کی وجہ سے کلاس اٹینڈ نہیں
کر سکتی تھی اس لیے ردا پر نظر پڑتے ہی وہ اس کے
پاس چلی آئی۔

”کیا ہوا ردا تم ٹھیک تو ہو۔“

”مجھے کیا ہو گا۔“ ردا زہر خند انداز میں بولی۔

”تم کل بھی ناراض ہو کر چلی گئی تھیں بھئی ہم تو
مذاق کر رہے تھے اور وہ پروگرام تو......“

”نام مت لو اس پروگرام کا میرے سامنے۔“ ردا کا
رات سے دبا غصہ ایک دم عود کر آیا۔

”تمہارے کزن نے ایک کھلے سے چیلنج کی
خاطر تماشا بنا دیا تمہارے کزن جیسے لڑکوں کو تو لائن میں
کھڑا کر کے گولی سے اڑا دینا چاہیے ایسا کون سا کارنامہ
انجام دے دیا اس نے جس پر وہ اتنا اترا رہا تھا پانچ سو
روپے کا چیلنج وہ کسی سے بھی مانگتا تو کوئی بھی انسانی
ہمدردی کی خاطر دے دیتا اس کے بدلے اگر اس نے
کسی کو پھٹا ہوا نوٹ تھما دیا تو کون سی بہادری کا مظاہرہ
کر دیا یہ کام تو کوئی بھی کر سکتا ہے پھر بھی سب میرے
بے وقوف بننے پر ایسے حیران ہو رہے ہیں جیسے کوئی

انوکھی بات ہو گئی ہو۔"

"ردا ہوا کیا ہے وہ تو تمہارے ساتھ بڑی تمیز سے پیش آیا تھا کیا گھر والوں نے کچھ کہا تم سے۔"

بینش کے حیرانی اور پریشانی سے پوچھنے پر ردا ایک دم چپ ہو گئی اسے بینش کے کزن پر کوئی غصہ نہیں تھا بس اچانک ہی اپنے اندرونی اضطراب کی وجہ سے وہ ایسا کہہ گئی تھی اس سے پہلے کہ اس کے منہ سے کچھ اور غلط سلط باتیں نکل جاتیں اس نے بینش کو وہاں سے چلے جانے کے لیے کہہ دیا مگر بینش وہ کام کبھی نہیں کرتی تھی جو کوئی دوسرا اسے کہہ دیتا اور اس وقت تو ردا کی روئی روئی آنکھیں دیکھ کر وہ بہت ہی پریشان نظر آنے لگی تھی اسی لیے بار بار اپنے کل کے رویے پر معذرت کرنے لگی ردا نے ایک دوبار اسے ٹالا مگر اس پل وہ خود بھی بہت حساس ہو رہی تھی اس لیے بینش کے اتنے زیادہ ہمدردانہ انداز پر وہ جیسے بکھر گئی اور ولید کے کل رات کے رویے کے بارے میں سب کچھ کہہ دیا کس طرح اسے مرینہ کے ساتھ باتیں کرتا دیکھ کر اس کا دل خاک ہو گیا تھا اور اس کے تصویر اٹھانے پر کیسے ولید کا انداز اور لب و لہجہ اسے اندر تک توڑ گیا۔ بینش بھی ولید کے طرز تخاطب پر سلگ اٹھی تھی۔

"وہ کیا کوئی پردہ نشین ہے جو اپنی تصویر کسی کو نہیں دکھا سکتا۔"

"وہ ہمیشہ سے ایسے ہی ہیں جب تک میں خود ریزرو تھی انہیں اس انداز میں بات کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی تھی اب جبکہ میں نے اس فاصلے کو پاٹنا چاہا تو ان کی حقیقت کھل کر سامنے آ گئی۔"

ردا باقاعدہ رو پڑی ساتھ ہی اس نے بچپن سے لے کر اب تک کے ایسے کئی واقعات بتا دیے جب وہ ولید کے ہاتھوں بری طرح نظر انداز ہوئی تھی۔ بینش اس کی باتیں سن کر ایسے خائف ہو رہی تھی جیسے ولید نے ردا کی بجائے خود بینش کے ساتھ یہ رویہ اپنا رکھا ہو۔ ردا کو اس کا ردعمل دیکھ کر قدرے سکون کا احساس ہوا تھا پہلی بار اس نے کسی سے یہ سب کہا تھا اور جس سے کہا تھا اس کا رسپانس دیکھ کر اس کے دل کا بوجھ کم سا ہو گیا تھا یہ ایک ایسی اذیت تھی جس کا اندازہ اس کی سگی ماں بھی نہیں لگا سکتی تھی انہیں تو یہ سب بے کار کے چونچلے لگتے اور پھر ردا ان سے یہ سب آرام سے ڈسکس بھی نہیں کر سکتی تھی شاید اسی کو جنریشن گیپ کہتے ہیں۔

☆ ☆ ☆

بینش سے بات کر کے اس کا دل کافی ہلکا ہو گیا تھا اس لیے وہ ٹیسٹ دے کر گھر آنے کی بجائے پوری کلاسز اٹینڈ کر کے آئی تھی گھر آ کر بھی وہ معمول کے مطابق کھانا کھا کر کچھ دیر بھابھی کے پاس بیٹھی پھر لاؤنج میں ٹی وی دیکھنے چلی آئی ٹی وی پر کوکنگ شو دیکھتے وقت وہ کھانے کی ترکیب میں اتنی محو تھی کہ فون کی گھنٹی کی آواز پر اچھل پڑی اس نے ٹی وی اسکرین پر سے نظریں ہٹائے بغیر فون اٹھایا اس کے ہیلو کے جواب میں دوسری جانب سے ایک انجان آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

"کیا میں ردا سے بات کر سکتا ہوں۔"

ردا ایک دم چونک کر فون کو دیکھنے لگی۔

"جی میں ردا بول رہی ہوں لیکن..... آپ....." اس نے سوالیہ انداز میں دانستہ جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"کمال ہے ہم دونوں میں کم از کم ایک چیز تو کامن ہے نہ تم میری آواز پہچان سکیں نہ میں تمہاری۔" دوسری جانب وہ جیسے بڑبڑانے والے انداز میں اپنے آپ سے بولا ردا کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں ریسیور تھامے کھڑی رہی جبکہ وہ ایک بار پھر خود کلامی کے انداز میں کہنے لگا۔

"لیکن اس میں غلطی بھی ہماری اپنی ہے ہم نے کبھی فون پر ایک دوسرے سے بات کی ہی نہیں لہٰذا فون پر ہمارے لیے ایک دوسرے کی آواز بالکل اجنبی ہے ویسے تو ہم خود بھی ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہی ہیں جانتے ہوئے بھی انجان۔"

"آپ ہیں کون؟"

ردا نے ایسے پوچھا جیسے اب نام نہ بتایا تو وہ فون رکھ دے گی۔

"تم واقعی مجھے نہیں پہچانیں یا میرے تصویر نہ دینے پر ناراضی کے طور پر نہ پہچاننے کا ڈرامہ کررہی ہو۔"

ردا کو اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آیا تھا وہ واقعی ولید کی آواز بالکل نہیں پہچانی تھی بلکہ اس کے بتانے کے بعد بھی وہ حیرت کے مارے گنگ رہ گئی تھی ولید نے ان کے گھر فون کیا تھا وہ بھی خاص اس سے بات کرنے کے لیے' واقعی قیامت کی نشانی تھی۔

"تم چپ کیوں ہو کیا ابھی تک نہیں سمجھیں میں ولید بول رہا ہوں۔"

وہ سمجھ تو گئی تھی مگر بولنے کے قابل نہیں تھی جبکہ وہ اس کی خاموشی کو اس کی ناراضی سمجھ کر عجیب جھجکتے لہجے میں بولا۔

"کل رات میں نے جو کچھ کہا اس پر میں بہت شرمندہ ہوں دراصل مجھے اس طرح تمہارا تصویر بغیر پوچھے نکالنا اچھا نہیں لگا تھا مگر بعد میں مجھے احساس ہوا کہ میں کچھ زیادہ ہی روڈ ہو گیا تھا آئی ایم رئیلی سوری تم نے برا تو نہیں مانا نا۔"

ردا کو لگ رہا تھا وہ چکرا کر گر پڑے گی اس کا معذرت بھرا انداز وہ منہ کھولے سن رہی تھی آخر میں اس کے پوچھنے پر ردا کی سمجھ میں نہ آیا اسے کیا جواب دے برا تو اس نے بہت مانا تھا دکھ بھی ہوا تھا مگر اب ولید کے پوچھنے پر وہ برملا کیسے اقرار کرلیتی۔

"ردا کین یو ہیر می"

ولید کے ٹوکنے پر وہ ہڑبڑاتے ہوئے بولی۔

"ج۔جی سن رہی ہوں۔"

"تو پھر بول کیوں نہیں رہیں کیا ناراض ہو۔"

ولید کے اصرار بھرے لہجے پر وہ بہت سوچتے ہوئے بڑی سنجیدگی سے کہنے لگی۔

"ناراض تو نہیں ہوں لیکن یہ بھی سچ ہے کہ مجھے واقعی بہت برا لگا تھا۔"

"کیا برا لگا تھا میرا ڈانٹنا؟ میرا تصویر نہ دینا؟ یا میرا مرینہ کے ساتھ باتیں کرنا۔"

آخری جملہ اس نے بڑے مختلف انداز میں ادا کیا تھا ردا ایک بار پھر ٹھٹک گئی ایک تو پہلی بار ولید سے بات کرتے ہوئے اس کے ہاتھ پاؤں پہلے ہی ٹھنڈے ہو رہے تھے اس پر ولید کے سوال اور سوال کرنے کا انداز اس کے حواس معطل کررہے تھے اور پھر خود کا اس طرح عیاں ہو جانا اسے گراں گزرا تھا پھر بھی اپنے لہجے کو نارمل رکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"بھلا مجھے آپ کا مرینہ کے ساتھ بات کرنا کیوں برا لگے گا وہ آپ کی کزن ہے مجھے تو صرف آپ کا ٹوکنا برا لگا تھا میں کوئی چور نہیں ہوں جو آپ نے مجھ پر تصویر چرانے کا الزام لگا دیا۔"

اس کی بات پر ولید دوسری طرف ہنس پڑا تھا ردا پر جیسے حیرتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا ولید ہنس بھی سکتا ہے وہ بھی ردا کی کہی بات پر' وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

"چلو تم کہتی ہو تو مان لیتا ہوں۔"

دوسری طرف وہ ایسے بولا جیسے اس کی بات پر یقین تو نہ ہو مگر پھر بھی یقین کرلیا ہو تبھی کہنے لگا۔

"اپنی غلطی کی معافی تو میں پہلے ہی مانگ چکا ہوں اپنی تصویر میں تمہیں ای میل کرسکتا ہوں تم اپنا ای میل ایڈریس دے دو۔"

ردا بت بنی اس کی بات سنتی رہی پہلی بار اس پر انکشاف ہوا تھا کہ انسان کی آواز اس کے تاثرات اور احساسات کی کتنی اچھی عکاسی کرسکتی ہے وہ اس وقت اتنے دلکش لہجے میں بول رہا تھا کہ ردا بغیر دیکھے اس کی سرشاری کو بخوبی محسوس کرسکتی تھی البتہ اپنے احساسات اس کی سمجھ سے باہر تھے ولید کا انداز ایک طرف اگر اسے اچھا لگ رہا تھا تو دوسری طرف اس کا دل چاہ رہا تھا وہ ولید کی ساری خوشی ایک لمحے میں تہس نہس کردے اسے ویسے بھی ولید کی تصویر اپنے پاس رکھنے کا کوئی شوق نہیں تھا اور اسے اتنا خوش فہم ہوتا دیکھ کر ردا کا بس نہیں چل رہا تھا اسے جھڑک کر فون بند کردے مگر وہ خود نہیں جانتی تھی کہ وہ ایسا کیوں نہیں کرسکی۔

"لگتا ہے میرا فون سن کر تم پر شادی مرگ طاری ہوگیا ہے تم ایسا کرو ایک گلاس ٹھنڈا پانی پی کر سو جاؤ میں پھر کبھی فون کر کے ای میل ایڈریس پوچھ لوں گا۔"

اس سے پہلے کہ وہ فون بند کردیتا ردا تڑخ کر بولی۔

"مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے آپ کی تصویر کی آپ مرینہ کو ہی بھیج دیں۔"

اپنے طور پر اس نے بڑا کرارا جواب دیا تھا مگر دوسری طرف اس کے زور سے ہنسنے پر ردا کو احساس ہوا کہ وہ کیا کہہ گئی ہے وہ اپنے آپ پر پیچ و تاب کھا کر رہ گئی تھی اور فون بند ہی کر رہی تھی کہ ولید جیسے اس کا ارادہ بھانپتے ہوئے تیزی سے بولا۔

"دیکھو فون بند مت کرنا میں نے واقعی ایکسکیوز کرنے کے لیے فون کیا تھا مجھے تمہارے ساتھ اس طرح پیش نہیں آنا چاہیے تھا۔"

اس کے اچانک سنجیدگی سے کہنے پر ردا نے بھی محض بات ختم کرنے کے لیے کہہ دیا۔

"ٹھیک ہے کوئی بات نہیں۔"

اس کا انداز ایسا تھا جیسے اب فون بند کرنے والی ہو ایک بار پھر ولید اسے اس کے ارادوں سے باز رکھتے ہوئے تیزی سے بولا۔

"اچھا اگر میں کبھی کبھی تمہیں فون کرلیا کروں تو تمہیں برا تو نہیں لگے گا نا۔"

اس کے لہجے میں ہچکچاہٹ واضح تھی ردا کے سر پر آسمان بھی ٹوٹ جاتا تو بھی اس کی یہ حالت نہ ہوتی جو ولید کے پوچھنے پر ہوئی تھی جبکہ وہ اس کی خاموشی محسوس کرکے ایسے وضاحتیں دینے لگا جیسے اپنے سوال کے نامناسب ہونے کا اسے خود بھی احساس ہو اور ردا کے رد کردینے کا مکمل یقین۔

"میرا مطلب تھا کوئی حرج تو نہیں ہے کبھی کبھی بات کرلینے میں۔ ہاں اگر تمہیں لگتا ہے کہ گھر میں سب کو اچھا نہیں لگے گا تو میں کسی ایسے ٹائم پر فون کرلوں گا کہ انہیں پتا ہی نہ چلے لیکن اگر تمہیں اعتراض نہ ہو تو۔"

ردا کو ولید سے ایسی کسی پیش کش کی قطعاً کوئی امید نہیں تھی اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ ولید کے رویے میں اتنی تبدیلی بلکہ اتنی اچانک تبدیلی کی وجہ کیسے پوچھے دوسری طرف وہ اس کی خاموشی سے خود ہی نتیجہ اخذ کرتے ہوئے بجھے ہوئے انداز میں کہنے لگا۔

"ٹھیک ہے اگر تمہیں نہیں پسند تو کوئی بات نہیں' میں نے تو ایسے ہی پوچھ لیا تھا آئی ہوپ یو ڈونٹ مائنڈ۔"

پسند تو اسے واقعی نہیں تھا منگیتر سے خوامخواہ کی دوستی اور گپیں ہانکنا اس کی نظروں میں کوئی قابل ستائش فعل نہیں تھا مگر ولید کا انداز ایسا تھا جیسے وہ فون بند کرنے والا ہو اور اس کے اس طرح افسردگی سے فون بند کردینے کے خیال سے ہی ردا کا دل بند ہونے لگا تھا تبھی وہ بالکل بے اختیار کہہ گئی تھی۔

"نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں آپ چاہیں تو فون کرسکتے ہیں۔"

دوسری طرف اس نے بڑے پرسکون انداز میں سانس خارج کیا تھا اور بڑے ہلکے پھلکے انداز میں کہنے لگا۔

"دراصل مجھے لگتا ہے میرا تم سے مخاطب ہونا بہت سے لوگوں کو پسند نہیں' شاید ہم دونوں کے بیچ موجود رشتے کی وجہ سے' بہرحال مجھے لگتا ہے لوگوں کا لحاظ کرتے کرتے ہم دونوں کے بیچ ایک کھنچاؤ پیدا ہوگیا ہے میں اس خلا کو بھردینا چاہتا ہوں میں تمہیں رات کو سب کے سونے کے بعد فون کرلیا کروں گا تمہارے گھر میں بھی تب تک سب سوچکے ہوں گے کسی کو پتا بھی نہیں چلے گا دراصل میرا بہت دل چاہتا ہے تم سے باتیں کرنے کا' کتنا کچھ ہے جو میں تمہارے ساتھ شیئر کرنا چاہتا ہوں لیکن کبھی ہمت نہیں ہوئی۔ جانے تم میرے بارے میں کیا سوچو لیکن کل میں نے تمہارا جو روپ دیکھا۔ اسے دیکھنے کے بعد مجھے ادراک ہوا کہ ہم دونوں ایک دوسرے کے لیے بالکل ایک سے احساسات رکھتے ہیں لیکن ایک دوسرے کے احساسات سے بالکل بے خبر کسی حد تک بدگمانی کا شکار

ہیں مگر اب وقت آگیا ہے کہ ہم بچپن کی اس سرد جنگ کو ختم کرکے دوستی کرلیں میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا۔"

وہ کہتا چلا گیا اس کا دلکش اور دھیما انداز بیاں ردا کی دھڑکنوں کو منتشر کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے ذہن میں مچلتے کئی سوالوں کا جواب بھی دے گیا تھا جو اسے بیک وقت حیرت اور مسرت کے ملے جلے جذبات سے ہم کنار کررہا تھا ولید نے دوبارہ بات کرنے کا وعدہ کرکے فون بند کردیا جبکہ ردا کتنی ہی دیر تک ایک انوکھے احساس کے حصار میں گھری رہی تھی زندگی اچانک اتنی حسین لگنے لگی تھی کہ اسے یقین نہیں آرہا تھا یہ سب اس کے ساتھ ہورہا ہے' وہ خود کو ہواؤں میں اڑتا محسوس کررہی تھی مگر یہ خوشی وہ کسی کے ساتھ شیئر نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے اپنی کیفیت کسی پر ظاہر بھی نہیں کررہی تھی۔

ولید نے اسے فون کرنے کا کوئی وقت نہیں بتایا تھا اور اس نے بھی نہیں پوچھا کہ ابھی تو بات ہوئی ہے وہ کم از کم ایک ہفتے بعد دوبارہ فون کرے گا مگر رات کے ٹھیک بارہ بجے گھنٹی بجنے پر وہ بستر پر اچھل کر بیٹھ گئی پہلا خیال اسے ولید کا ہی آیا تھا اور اسی خیال کے پیش نظر وہ تیزی سے نیچے لاؤنج میں آئی تھی جہاں ابو بیٹھے ٹی وی پر کوئی تبصرہ دیکھ رہے تھے اس کے پہنچنے تک انہوں نے فون اٹھالیا تھا وہ منتظر نظروں سے انہیں دیکھنے لگی ساتھ ہی وہ خود کو تسلی دیتی رہی کہ ولید آج ہرگز فون نہیں کرے گا مگر جب ابو نے دو تین بار ہیلو کہہ کر ریسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا تب ردا کے ہاتھ پاؤں سن ہوگئے اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی یہ فون اسی کے لیے آیا تھا اور یہ خیال اسے ہراساں کرگیا تھا ابو رات کو دیر تک نیوز اور تبصرے دیکھنے کے عادی تھے اگر وہ ان کے سونے کے بعد ولید سے بات کرے گی تو اسے کم از کم ڈیڑھ دو بج جائیں گے بھائی بھابھی کا کمرہ اس کے کمرے کے ساتھ اوپر بنا ہوا تھا مگر امی ابو تو نیچے ہی ہوتے تھے ان کے کمرے کا دروازہ سیدھا لاؤنج میں کھلتا تھا وہ آدھی رات کو یہاں لاؤنج میں بیٹھ کر اس سے باتیں کیسے کرے گی اس نے سوچا ولید سے بات ہو تو وہ اسے منع کردے گی کہ وہ رات میں فون نہ کرے بلکہ اسے فون ہی نہ کرے۔

"کیا بات ہے ردا؟"

ابو کے پوچھنے پر وہ اپنے خیالات سے چونک اٹھی اور ہڑبڑاتے ہوئے بولی۔

"جی۔۔۔۔ وہ کچھ نہیں۔۔۔۔ وہ فون بجا تھا نا۔۔۔ تو۔۔۔"

"ہاں' پتا نہیں کس کا فون تھا خود ہی کاٹ دیا فون میں کلپ ہونا چاہیے تاکہ انسان کال بیک کرسکے مگر تم اطمینان رکھو سب خیریت ہی ہوگی۔"

ابو نے اسے ایسے تسلی دی جیسے وہ آدھی رات کو فون آنے پر پریشان ہوگئی ہو اب انہیں کیا پتا اس کی پریشانی کی وجہ وہ خود تھے وہ یہی سوچ کر ہول رہی تھی اگر ولید نے دوبارہ فون کیا تو ابو ہی اٹھائیں گے اور اگر اتنی دیر سے کیا کہ وہ سونے چلے گئے تو بھی گھنٹی بجنے پر ان دونوں کی نیند خراب ہوجائے گی۔

اپنے کمرے میں آکر بھی اس کا دھیان نیچے لاؤنج میں ہی اٹکا رہا حالانکہ تھوڑی دیر پہلے وہ بند ہوتی آنکھوں کے ساتھ کتابیں رکھ کر جلد سے جلد بیڈ پر لیٹ جانا چاہتی تھی مگر اب بستر پر لیٹ کر بھی وہ سو نہیں پارہی تھی اپنے کمرے میں ہونے کے باوجود اسے احساس ہوگیا تھا کہ ابو ٹی وی بند کرکے اپنے کمرے میں چلے گئے ہیں اسے ایسے لیٹے ہوئے کافی دیر گزر گئی تھی اور جس وقت نیند کی دیوی اس پر مہربان ہونا شروع ہوئی عین اسی وقت گھنٹی کی مدھم سی آواز ہتھوڑے کی تابڑتوڑ چوٹوں کی طرح اس کی سماعتوں سے ٹکرائی اس نے تقریباً" بھاگ کر فون اٹھایا تھا اور پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ ہیلو کہتے ہوئے امی ابو کے کمرے کی طرف دیکھا تھا جلدی میں اس نے لاؤنج کی لائٹس بھی آن نہیں کی تھیں بس گھر کے باہر راہ داری میں ایک ٹیوب لائٹ جل رہی تھی جس کی دھیمی روشنی کھڑکی پر پڑے باریک پردوں سے چھن کر لاؤنج میں آرہی تھی اس کے باوجود کمرہ گہری تاریکی میں ڈوبا تھا۔

"اس وقت میں کچھ اور بھی مانگتا تو وہ بھی مل جاتا۔"

دوسری طرف وہ بڑے اطمینان سے گویا ہوا تھا۔ ردا نے صوفے پر ٹکتے ہوئے وال کلاک پر نظر ڈالی جہاں پونے دو بج رہے تھے۔

"تم جاگ رہی تھیں یا میں نے تمہاری نیند خراب کردی۔"

ولید کی آواز میں مسکراہٹ کا عنصر شامل تھا ردا تقریباً" دس فٹ کے فاصلے پر لگے سوئچ بورڈ کو دیکھنے لگی وہ چاہتی تو ایک پل میں اپنے گرد پھیلے اندھیرے کو دور کرسکتی تھی مگر اس کوشش میں اسے پل بھر کے لیے ہی سہی ولید سے دور ہونا پڑتا اور پھر روشنی جلانے سے امی ابو اٹھ سکتے تھے وہ یقیناً" گہری نیند میں تھے تبھی گھنٹی کی آواز پر ان کی آنکھ نہیں کھلی تھی اور پھر ردا نے بھی نہایت برق رفتاری کا ثبوت دیتے ہوئے پانچویں گھنٹی پر فون اٹھالیا تھا ورنہ مسلسل آتی آواز یقینی طور پر ان کی نیند میں خلل ڈال دیتی۔

"کیا بات ہے کیا بہت گہری نیند سے جاگی ہو۔"

دوسری طرف وہ اس کی مسلسل خاموشی پر گہرا سانس کھینچ کر بولا تھا۔

"میرا سانس پھول رہا ہے آپ کا فون اٹھانے کے چکر میں، میں گرتے گرتے بچی ہوں۔"

ردا نے سانس ہموار کرتے ہوئے لڑکھڑاتی آواز میں کہا اس کا دل ابھی بھی کانوں میں دھڑک رہا تھا کسی کے آجانے کا خطرہ اس کے دل کو قابو میں نہیں آنے دے رہا تھا جبکہ دوسری طرف وہ بڑی بے فکری سے ہنسا۔

"گویا تم میرے انتظار میں جاگ رہی تھیں حالانکہ میرا آج فون کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن پھر خیال آیا پتا نہیں تم انتظار کررہی ہوگی یا نہیں لیکن بارہ بجے میرے فون کے جواب میں کسی مرد کی آواز سن کر بڑا دھچکا لگا میں تم سے بات کرنے کے لیے ایک ایک پل گن رہا ہوں اور تمہیں فون تک اٹھانے کی زحمت گوارا نہیں۔"

اس کا انداز بالکل بھی شکایتی نہیں تھا مگر ردا الجھ گئی اس کی کہی بات پر شرمانے کی بجائے وہ تامل سے کہنے لگی۔

"حیرت ہے کہ آپ مجھ سے بات کرنے کے لیے ایک ایک پل گن رہے ہیں حالانکہ میں تو ہمیشہ سے آپ کے سامنے تھی پہلے تو آپ نے کبھی ایسی بے قراری کا مظاہرہ نہیں کیا۔"

دوسری طرف چھا جانے والی خاموشی نے اسے احساس دلایا کہ اس کا جملہ سوالیہ سے زیادہ طنزیہ ہوگیا ہے حالانکہ اس کا ارادہ طعنہ مارنے کا ہرگز نہیں تھا بلکہ وہ تو اپنے ابو کے لیے "ایک مرد کی آواز" جیسے اجنبی الفاظ پر حیران ہو کر اس کی وضاحت چاہ رہی تھی مگر ولید کے بالکل چپ ہوجانے پر وہ بھی اپنی جگہ ٹھٹک گئی اس پل اس کے تمام اندیشے کہیں دور جاسوئے تھے وہ یہ بھول گئی کہ رات کے دو بجے وہ چوروں کی طرح اس سے ہم کلام ہے کسی کے آجانے کا خوف تو ایک طرف اسے یہ بھی یاد نہیں رہا تھا کہ گھر میں کوئی ہے بھی یا نہیں۔

ہر سوچ ہر فکر پر صرف ایک خدشہ غالب آگیا تھا کہ اگر ولید نے اس کی بات پر ناراض ہوتے ہوئے فون بند کردیا اور واپس اسی خول میں سمٹ گیا جس میں وہ ہمیشہ سے مقید تھا تو وہ اپنے اور اس کے درمیان کھڑی دیوار کو کیسے گرائے گی وہ تو اپنے احساسات بیان کرنا جانتی ہی نہیں تھی بالکل اتفاقیہ طور پر ولید کی کزن مرینہ کی وجہ سے اس کے جذبات خود بخود ظاہر ہوگئے تھے اور اسی لیے ولید نے پہل کرتے ہوئے اپنے گرد کھینچے حصار سے باہر قدم رکھا تھا اب اگر وہ ایک بار اپنی ذات میں قید ہوگیا تو ردا میں اتنی سکت بھی نہ تھی کہ وہ اس کی سرد مہری کو نظر انداز کرتے ہوئے اسے منا سکے۔

"میں نے تمہاری اجازت لینے کے بعد ہی فون کیا تھا لیکن اگر تمہیں پسند نہیں تو میں آئندہ فون نہیں کروں گا۔" کافی دیر بعد اس کی سنجیدہ سی آواز ابھری ردا کچھ کہنا چاہتی تھی مگر وہ اسے موقع دیے بغیر ٹھہرے ہوئے انداز میں کہنے لگا۔

"لیکن ایک بات میں ضرور کہوں گا اگر کوئی چیز پہلے

کبھی ظاہر نہ ہوئی ہو تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے میں آج بھی وہی ہوں جو پہلے تھا لیکن شاید پہلے مجھے اظہار کا فن نہیں آتا تھا یا پھر شاید مجھے ڈر تھا کہ تم..... چلو چھوڑو گڈ نائٹ۔"

وہ اس کی اگلی بات سننا چاہتی تھی اس کا درمیان میں جملہ ادھورا چھوڑنا ردا کو ایک طرح کی بے چینی میں مبتلا کر گیا تھا اور اس سے بھی زیادہ اذیت ناک اس کا لہجہ تھا جو ردا کو اندر تک چیر گیا تھا تبھی وہ عجیب بے بسی سے بولی تھی۔

"میرا یہ مطلب نہیں تھا آپ تو ہر بات پر خوامخواہ ایموشنل ہو جاتے ہیں۔"

"اور تمہیں بھی کر دیتا ہوں۔"

وہ برجستہ بولا تو ردا بے ساختہ مسکرا دی اس کا سارا ڈر اور خوف ایسے غائب ہو گیا تھا جیسے وہ ان احساسات سے کبھی روشناس تھی ہی نہیں۔ بلکہ اس پل ردا پر کئی حیرت انگیز انکشافات ہوئے تھے وہ ہمیشہ یہی سوچتی تھی شادی کے بعد بھی ان دونوں کے بیچ عمر بھر ایک تناؤ قائم رہے گا کیونکہ وہ صرف ان ہی لوگوں کے قریب جا سکتی ہے، جو پہل کر کے خود اس تک پہنچنے کے راستے کھول دیتے ہیں اس کے برعکس کسی خاموش طبع بے نیاز شخص کے اندر جھانکنا اس کے بس کی بات نہیں تھی بلکہ اس کے لیے ایسے انسان کے ساتھ چند منٹ بھی بات کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا کجا کہ پوری زندگی بسر کرنا مگر اس رات دو گھنٹے ولید کے ساتھ فون پر بات کرتے ہوئے اسے وقت گزرنے کا احساس تک نہیں ہوا وہ دونوں اتنے اچھے خوشگوار اور دوستانہ انداز میں گفتگو کرتے رہے تھے جیسے ان دونوں کے بیچ اجنبیت کی دیوار کبھی تھی ہی نہیں بلکہ دو گھنٹے بعد بھی ولید کو ہی ٹوکنا پڑا تھا کہ اس کا بل آسمان سے باتیں کرنے لگے گا تب ردا نے چونک کر گھڑی دیکھی تھی اور گھڑی دیکھ کر وہ حیران ضرور ہوئی تھی لیکن گھبرائی نہیں تھی اتنی دیر تک بغیر کسی کی دخل اندازی کے اس سے ہم کلام رہ کر وہ کافی خود اعتماد ہو گئی تھی دو گھنٹے بعد اس کے اٹھنے کا وقت ہونے والا تھا مگر اس کی آنکھوں میں نیند کا شائبہ تک نہیں تھا اس نے بڑی لاپرواہی سے سوچا تھا کالج سے آ کر دوپہر میں نیند پوری کر لوں گی اسی لیے جب ولید نے کل پھر اسی وقت فون کرنے کا ٹائم مقرر کیا تو ردا بلا چوں چرا فوراً" مان گئی اس لیے نہیں کہ ولید ناراض ہو جائے گا بلکہ اس لیے کہ وہ خود اس سے بات کرنا چاہتی تھی ولید اتنا اچھا بول سکتا ہے یہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا اس کا کہا ایک ایک لفظ ردا کے کانوں میں شہد کی طرح اترا تھا حالانکہ اس نے ردا کی تعریفوں میں کوئی زمین آسمان کے پل نہیں باندھے تھے بلکہ بعد میں اس کی کہی باتوں کو یاد کرتے ہوئے ردا کو احساس ہوا ان دو گھنٹوں میں ولید نے بظاہر کوئی قابل ذکر بات نہیں کی تھی اس نے اپنے گھر والوں کا تذکرہ کیا تھا نہ اپنی یونیورسٹی کے قصے چھیڑے تھے وہ اپنی' یہاں تک کہ ردا کی بھی ذات سے ہٹ کر صرف ادھر ادھر کے ہی موضوعات پر ہی بولتا رہا تھا اور شاید اس بات نے ردا کو متاثر کیا تھا کہ اس نے ردا کے حسن کے قصیدے نہیں پڑھے اور نہ فضول عشقیہ ڈائیلاگز جھاڑے۔ اگر دوران گفتگو وہ کوئی ذو معنی بات کہہ بھی دیتا تب بھی اس کا انداز کہیں بھی سطحی نہیں ہوا تھا اسی لیے ردا اس سے اتنی آسانی سے بے تکلف ہو گئی تھی کہ بغیر جھجکے اتنی دیر تک اس سے باتیں کرتی رہی بلکہ بات کرنے سے زیادہ وہ اسے سنتی رہی تھی وہ اتنے دھیمے اور دلنشین انداز میں ماحولیاتی آلودگی پر بولتا رہا تھا کہ ردا خود فراموشی کے عالم اس کے انداز میں کھو گئی تھی اس لیے فون بند ہونے کے بعد بھی اس کے ضمیر پر کوئی بوجھ نہیں تھا بلکہ اس پر ایک سرشاری سی چھائی تھی کہ اگر وہ آدھی رات کو گھر والوں کی بے خبری میں ولید سے محو گفتگو تھی تب بھی ان کے درمیان کوئی نامناسب یا قابل اعتراض بات نہیں ہوئی تھی۔

لیکن اتنے اطمینان اور طمانیت کے باوجود اس کے لاشعور میں یہ احساس ہچکولے لے رہا تھا کہ اس کی یہ حرکت کسی کے علم میں نہیں آنی چاہیے گھر والوں کو تو

وہ بتانے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی لیکن وہ اپنی دوستوں سے بھی ولید کے فون کا تذکرہ نہیں کرنا چاہتی تھی حالانکہ روز اس سے دو ڈھائی گھنٹے بات کرکے ردا کی نیند بری طرح متاثر ہوتی تھی دوپہر میں کچھ گھنٹے سو کر بھی اسے لگتا جیسے نیند پوری نہیں ہوئی ہو خاص طور پر تین ساڑھے تین بجے لیٹ کر صبح چھ بجے اٹھتے وقت اسے بہت دقت ہوتی تھی بہت جلدی جلدی کرنے کے باوجود وہ روز دیر سے کالج پہنچتی اور روز پہلا پیریڈ مس کردیتی۔

کنول' بینش اور محمودہ اس کی خمار بھری آنکھیں دیکھ کر سوال کرتیں مگر ان کے لاکھ کریدنے پر بھی وہ انہیں ٹال جاتی لیکن ایسا کرکے اس کے اندر ایک سوال ضرور اٹھتا تھا۔

''کیا میں جو کررہی ہوں وہ غلط ہے جو مجھے یہ سب سے چھپانا پڑرہا ہے۔''

کنول کو بے دھڑک اپنے منگیتر کا ذکر کرتے دیکھ کر وہ سوچنے پر مجبور ہوجاتی مگر جلد ہی وہ اپنی سوچوں کو جھٹک دیتی ویسے بھی ان دنوں وہ اتنی خوش تھی کہ یہ چھوٹے موٹے سوال اسے الجھاتے نہیں تھے بلکہ اس کے انداز میں آنے والا بانکپن سبھی نے محسوس کیا تھا کنول نے تو اسے ٹوک بھی دیا تھا پہلے وہ اس کے منگیتر کا ذکر جبراً" سنتی تھی لیکن اب وہ بھی دوسری لڑکیوں کی طرح باقاعدہ عمران کا حال احوال پوچھنے لگی تھی کنول کو بھی اس بات کا احساس ہوا تھا لیکن اس کے پوچھنے پر ردا بڑی خوبصورتی سے ٹال گئی تھی اب بھلا وہ اسے کیا بتاتی کہ کنول اور عمران کا ذکر وہ ولید سے بھی کرنے لگی تھی بلکہ پچھلے تین ہفتوں سے روز ولید سے بات کرتے کرتے وہ اس سے اتنی بے تکلف ہوگئی تھی کہ اپنے گزشتہ احساسات بھی شیئر کرنے لگی تھی بلکہ اس نے صاف گوئی سے کہہ دیا تھا کہ عمران کے والہانہ انداز کے چرچے سن سن کر اسے کنول سے جلن ہونے لگی تھی کیونکہ ان دونوں کا پیئر ساری دوستوں میں ہاٹ ٹاپک کی حیثیت رکھتا تھا اس کی بات پر ولید پہلے تو خوب ہنسا اور جب سنجیدہ ہوا تو بڑی متانت سے کہنے لگا۔

''جو لوگ اپنی محبت کا اشتہار لگاتے ہیں وہ صرف محبت کا ڈرامہ کررہے ہوتے ہیں اگر تمہیں اپنی دوستوں کے سامنے شومارنی ہے تو میں عمران سے زیادہ اچھے رومانٹک جملے بول سکتا ہوں لیکن انہیں اپنی دوستوں کے سامنے دہرا کر تم ان کی روح کو ماردوگی جو محبت زبان عام پر آجائے وہ اپنی پاکیزگی گنوادیتی ہے اسی لیے میں نے تمہیں اپنی تصویر لینے سے منع کردیا تھا تمہیں اگر مجھ سے محبت ہے تو میری شکل چاہے جو بھی ہو جیسی بھی ہو وہ تمہارے لیے ثانوی حیثیت رکھنی چاہیے اور میری تصویر اپنی دوستوں کو دکھا کر انہیں جلانے یا متاثر کرنے کا خیال تک تمہارے دل میں نہیں آنا چاہیے اگر میں تمہارے لیے قابل قبول ہوں تو مجھے دکھا کر سہیلیوں کا ردعمل جاننا تمہارے لیے قطعاً" ضروری نہیں ہونا چاہیے جیسے میں تم سے محبت کرتا ہوں تو مجھے اس بات کی کوئی فکر نہیں کہ تم میرے دوستوں کو پسند آؤگی یا نہیں بلکہ میں تمہارے لیے مخلص ہوں تو میں یہی چاہوں گا کہ تمہارا ان سے سامنا ہی نہ ہو۔''

ولید کا گمبھیر لہجہ سن کر وہ کچھ دیر تک بولنے کے قابل نہیں رہی تھی ولید کو وہ بچپن سے چاہتی تھی لیکن اب جتنا وہ اسے جانتی جارہی تھی اتنی اس کی محبت شدید ہوتی جارہی تھی بلکہ کنول کی بتائی باتیں سن کر اب وہ کبھی کبھی سر جھٹک کر رہ جاتی جن قصوں پر اسے رشک آتا تھا اب وہ اسے بناوٹی بلکہ کسی حد تک غیر اخلاقی لگنے لگے تھے عمران کے انداز سے چھلکتا چھچھورپن دیکھ کر اس کے دل میں ولید کا احترام اور بڑھ جاتا وہ یہ سب کبھی کسی پر ظاہر نہ کرتی مگر اچانک اس کے ارادوں پر پانی پھر گیا وہ ایک دن کالج نہ جاسکی ولید کے ساتھ آدھی رات تک فون پر مصروف رہنے کے بعد اس سے صبح اٹھا ہی نہیں گیا لیکن اس کے اگلے دن وہ جب کالج پہنچی تب اسے پتا چلا کہ اس کی غیر موجودگی میں بینش کو اس کے متعلق بات کرنے کا کیسا نادر موقع مل گیا تھا۔

"ردا تمہارے منگیتر سے تمہاری لڑائی ہو گئی ہے اور تم نے اتنا بڑا غم اکیلے جھیل لیا۔"
محمودہ نے سامنا ہونے پر ردا سے چھوٹتے ہی پوچھا تو اس کے فلمی سے جملے پر ردا چونک کر اسے دیکھنے لگی۔
"ایسا تو کچھ نہیں ہوا لیکن تم سے کس نے کہا۔"
"بینش بتا رہی تھی کافی دن پہلے تمہارے منگیتر نے تمہیں ڈانٹ کر اپنے کمرے سے نکال دیا حالانکہ تم نے صرف اس کی تصویر نکالنی چاہی تھی مگر اس نے تم پر چوری کا الزام لگا دیا۔"
ردا کو لگا کسی نے اسے جلتے کوئلوں پر گھسیٹ لیا ہو اس کی کہی تمام گفتگو مرچ مسالا سمیت پوری کلاس میں مٹر گشت کر رہی تھی۔ اسے اپنے آپ پر پچھتاوا ہو رہا تھا کہ اس نے بینش سے یہ سب کیوں کہا بینش کس قسم کی لڑکی ہے یہ وہ اچھی طرح جانتی تھی وقتی طور پر تو اس نے بہت تسلیاں دے دیں جنہیں سن کر ردا کا دل بھی ہلکا ہو گیا لیکن ایسا وقتی سکون آگے چل کر ایک عذاب مسلسل ثابت ہوتا ہے کیونکہ بینش دوسرے کی کہی بات خود تک محدود رکھنے کی قائل نہیں تھی بلکہ وہ اس میں کئی اضافے کر کے اسے دوسروں تک پہنچانے والوں میں سے تھی تب بات کی اصل صورت مسخ ہو کر کچھ کی کچھ بن چکی ہوتی تھی۔
اس وقت وہ سب لڑکیاں اس کے متعلق کس طرح بات کر رہی ہوں گی اس کا اندازہ ردا ان سے ملے بغیر بھی لگا سکتی تھی بلکہ جس طرح محمودہ اسے دیکھ کر لائبریری جانے کا ارادہ ترک کر کے وہیں جم کر کھڑی ہو گئی تھی اس سے صاف ظاہر تھا یہ اطلاع واقعے کی تمام جزئیات کے ساتھ بریکنگ نیوز کے طور پر نشر کی گئی ہو گی کیونکہ محمودہ اب اس کی خاموشی کو اس کا اقرار سمجھتے ہوئے حادثے کے بعد کے متوقع حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے پیش گوئیاں کر رہی تھی۔
"تمہارا منگیتر تو بہت ہی روڈ ہے۔ جو انسان کی عزت کا دو منٹ میں فالودہ کر دے تم ایسے شخص کے ساتھ زندگی کیسے گزار سکتی ہو۔ جو نرمی سے بات کرنا جانتا ہی نہ ہو میرے خیال سے تم اپنے والدین سے دو ٹوک بات کرو انہیں اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنی چاہیے آخر یہ تمہاری زندگی کا سوال ہے۔"
محمودہ بغیر سانس لیے اور بغیر رکے تواتر سے بول رہی تھی پتا نہیں بینش نے محمودہ کے سامنے کون سا دل دہلا دینے والا نقشہ کھینچ دیا تھا جو محمودہ اس کی فکر میں ہلکان ہوئی جا رہی تھی وہ جتنا ردا کے لیے تڑپ رہی تھی ردا اتنا ہی تپ رہی تھی۔
"پلیز محمودہ بینش کی کہی کسی بات پر تصدیق کیے بغیر یقین مت کیا کرو ولید نے ایسا کچھ نہیں کیا تھا جس پر میں منگنی توڑ دینے کا انتہائی قدم اٹھاؤں ویسے بھی اس نے شام میں فون کر کے اپنے رویے کی معذرت کر لی تھی۔"
ردا اسے سختی سے جھڑکنا نہیں چاہتی تھی اس لیے اپنا انداز سرسری بناتے ہوئے آگے بڑھ گئی مگر اس کی بے نیازی پر برقرار نہ رہ سکی کیونکہ محمودہ کا اگلا جملہ اسے کسی زہر میں بجھے نشتر کی طرح لگا تھا۔
"لیکن تمہارے منگیتر کا رویہ تو تمہارے ساتھ بچپن سے انسلٹنگ رہا ہے۔"
ردا کے ٹھٹک کر پلٹنے پر محمودہ کو بھی اپنے الفاظ کے نامناسب ہونے کا احساس ہو گیا وہ فوراً" جملے میں ترمیم کرتے ہوئے رسانیت سے بولی۔
"میرا مطلب تھا بینش کہہ رہی تھی وہ تمہیں ہمیشہ اگنور کرتا رہا ہے اس کے برعکس وہ اپنی ایک کزن کے لیے ایک سوفٹ کارنر رکھتا ہے اور اسے ہمیشہ خصوصی توجہ اور التفات سے نوازتا ہے۔"
ردا کا بس نہیں چل رہا تھا جا کر بینش کی زبان کھینچ لے کس طرح اس نے الفاظ کے ہیر پھیر سے ردا کے جملے کے معنی بدل دیے تھے اس نے ردا کی پوزیشن ڈی گریڈ کرنے کے ساتھ ولید کا کردار بھی مشکوک کر دیا تھا وہ کسی کو خصوصی التفات سے نوازنے والوں میں سے ہرگز نہیں تھا اسے مریبہ کے ساتھ بات کرتا دیکھ کر ردا کا خون ضرور کھولا تھا مگر یہ یقین اسے تب بھی

تھا کہ وہ مرینہ کے لیے اپنے دل میں کوئی سوفٹ کارنر تو کیا سرے سے کوئی کارنر ہی نہیں رکھتا۔

وہ غصے کی زیادتی سے محمودہ کو جواب دیے بغیر بینش کے سر پہنچ گئی بینش اسی وقت اپنی سیٹ پر بیٹھی تھی کلاس اس وقت تک شروع نہیں ہوئی تھی اس لیے ردا نے بغیر کسی تمہید کے اس کی ٹیبل پر دونوں ہتھیلیاں جماتے ہوئے پوچھا۔

"بینش میں نے تم سے کب کہا تھا کہ میرا منگیتر اپنی ایک کزن کے لیے سوفٹ کارنر رکھتا ہے اور اسے خصوصی التفات سے نوازتا ہے۔"

بینش حیرانی سے ردا کی شکل دیکھنے لگی مگر اس کے پیچھے محمودہ کو کلاس میں داخل ہوتا دیکھ کر جیسے ساری صورت حال اس کی سمجھ میں آگئی وہ کندھے اچکاتے ہوئے بڑی بے نیازی سے بولی۔

"تم نے ہی بتائی تھی ورنہ مجھے کیسے پتا چل سکتا ہے اتنے دن پہلے تم نے کہا تھا اس لیے شاید تم بھول گئی ہو گی۔"

"میں کیسے بھول سکتی ہوں جو انسان سچ بولتا ہے تو اسے یہ یاد نہیں رکھنا پڑتا کہ اس نے کیا کہا تھا اصل میں تمہاری عادت ہے بات کو بڑھا چڑھا کر بتانے کی۔"

ایک ایک لفظ چبا کر کہتے ہوئے ردا کی سماعتوں میں اپنے ہی الفاظ گونجنے لگے جو ایک بار اس نے کنول سے کہے تھے۔

"جب تمہیں بینش کی عادت کا پتا ہے تو پھر تم نے اسے بتایا ہی کیوں۔"

"بینش" ردا کی بات سن کر تلملا گئی تھی اس لیے بظاہر رسانیت سے کہتے ہوئے "حقیقتاً" اس کا لہجہ بڑا زہر خند ہوگیا۔

"میں نے وہی بتایا تھا جو تم نے کہا تھا لیکن شاید تم یہ سب کسی پر ظاہر نہیں کرنا چاہ رہی تھیں اگر تم پہلے ہی مجھے منع کر دیتیں تو میں کسی سے ذکر نہ کرتی کل تمہارے کالج نہ آنے پر یہ سب فکرمند ہو رہی تھیں کہ آج کل تم بہت تھکی ہوئی لگتی ہو اس پر میں نے ازراہ ہمدردی کہہ دیا کہ شاید تم اپنے منگیتر کی وجہ سے پریشان ہو گی۔"

وہ اپنی بات پوری کر کے کنول وغیرہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگی۔

"جس کے منگیتر کا رویہ اتنا تکلیف دہ ہو وہ....."

اس سے پہلے کہ وہ ولید کی شخصیت کی مزید دھجیاں اڑاتی ردا نے اس کی بات کاٹ دی۔

"ولید کا رویہ اتنا بھی تکلیف دہ نہیں ہے جتنا تم نے سمجھ لیا ہے انہوں نے اسی شام مجھ سے فون کر کے معافی مانگ لی تھی اور اب تک وہ جس طرح بھی میرے ساتھ پیش آئے وہ ایک طرح کی مس انڈر اسٹینڈنگ تھی۔"

ردا اس معاملے کو یہیں ختم کر دینا چاہتی تھی لہٰذا اس نے نہ صرف اس دن کی ٹیلی فونک گفتگو کا ذکر کر دیا بلکہ ولید کی بعد میں آنے والی کالز کا بھی احوال سنا دیا وہ یہ بات ہرگز برداشت نہیں کر سکتی تھی کہ کوئی ولید کے متعلق غلط سوچے ولید کی زندگی میں جو جگہ اس کی تھی اس پر کسی دوسری لڑکی کے قابض ہونے کے غلط تاثر کو وہ ہر حال میں زائل کر دینا چاہتی تھی اور اس کوشش میں وہ کامیاب بھی ہو گئی تھی کیونکہ سب اس کے فون کا ذکر سن کر کافی شوخ ہو گئی تھیں ان کے کھلکھلاتے لہجوں میں کہے شرارتی جملوں نے ردا کا موڈ بھی بحال کر دیا تھا وہ بینش سے خائف ضرور تھی مگر اب اس کا غصہ ختم ہو گیا تھا وہ سب ابھی اور تفصیل سننا چاہتی تھیں مگر لیکچرار کے آجانے پر سب اپنی اپنی سیٹوں کی طرف بڑھ گئیں البتہ ردا نے اپنی ڈیسک کی طرف جاتے ہوئے ایک لڑکی کو کنول سے کہتے سنا تھا۔

"تمہارے اور عمران کے ساتھ گھومنے پھرنے پر تو اسے بڑا اعتراض تھا پھر اب اپنے منگیتر کے فون کرنے پر ان سے بات کرنے کے لیے کیوں آمادہ ہو گئی۔"

"لوگوں کے قانون دوسروں کے لیے کچھ اور ہوتے ہیں اور اپنے لیے کچھ اور، ویسے بھی کیا پتا اس کی باتوں میں کتنا سچ ہے مجھے تو لگتا ہے عمران کی باتیں سن کر وہ ایسے ہی....."

کنول نے بے زاری سے کہتے ہوئے جملہ ادھورا چھوڑ دیا ردا کچھ دیر کے لیے اپنی جگہ سے ہل تک نہ سکی مگر لیکچرار کے ٹوکنے پر وہ سن ذہن کے ساتھ اپنی جگہ پر جا بیٹھی۔

☆ ☆ ☆

کنول نے اس کا ذہن کو منتشر کر دیا تھا وہ ولید کی فون کالز کے بارے میں کسی کو بتانا نہیں چاہتی تھی ذاتی طور پر وہ اس قسم کی حرکتوں کو بالکل پسند نہیں کرتی تھی اسے تو کنول کا ہی اپنے منگیتر سے اتنا بے تکلف ہونا عجیب لگتا تھا اور اپنی ناپسندیدگی کا ایک بار اس نے غیر ارادی طور پر اظہار بھی کر دیا تھا لیکن تب اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایک دن وہ خود اسی صف میں آکھڑی ہو گی اور پھر ساری ساری رات ولید کے ساتھ باتیں کرنے کی وجہ سے اس کی پڑھائی بری طرح متاثر ہو رہی تھی اسے ولید سے بات کرتے ہوئے ایک مہینہ ہو گیا تھا اور اس ایک مہینے میں اس نے جیسے ایک لفظ بھی نہیں پڑھا تھا رات کی نیند دوپہر میں پوری کرنے کے بعد جو تھوڑا بہت وقت شام میں پڑھنے کے لیے میسر آتا وہ ولید کی کہی باتیں سوچنے کی نذر ہو جاتا بہت کوشش کے باوجود وہ اپنی توجہ کتابوں کی جانب مبذول نہیں کر پا رہی تھی اس نے بارہا سوچا کہ ولید کو فون کرنے سے منع کر دے لیکن یہ سوچ ہی اسے مضطرب کر دیتی تو پھر اس پر عمل کرنے کی ہمت وہ کہاں سے لاتی ولید کا فون آنے میں اگر ایک منٹ کی بھی دیر ہو جاتی تو اس کی بے چینی سوا ہو جاتی اس کا دو بجے کا ٹائم مقرر تھا ردا پونے دو بجے سے فون کے پاس آکر بیٹھ جاتی اس لیے جب گھنٹی بجتی تو وہ پہلی گھنٹی کے بھی پورے ہونے سے پہلے ریسیور جھپٹ کر اٹھا لیتی اپنی اتنی بے قراری خود اس کے لیے بھی حیران کن تھی اسے لگتا جیسے اسے ولید سے بات کرنے کا نشہ سا ہو گیا ہے۔

جب تک اس نے کلاس میں تذکرہ نہیں کیا تھا اس کی ولید سے بات چیت بڑے مختلف موضوعات پر ہوتی تھی لیکن ایک بار سب کے علم میں آنے کے بعد وہ روز اسے نت نئے مشورے دینے لگیں۔

"اپنے منگیتر سے پوچھنا اسے تمہارے چہرے کے خدوخال میں سب سے اچھا کیا لگتا ہے۔"

"اس سے پوچھنا شادی کے وقت تمہارے کپڑوں کی شاپنگ تم کرو گی یا تمہاری خالہ۔"

"یہ جو تمہارے منگیتر صاحب میں اتنا بڑا چینج آیا ہے تو یہ شادی کے بعد بھی ایسے ہی رہیں گے یا اپنی پچھلی جون پر واپس لوٹ جائیں گے۔"

ردا ان کی باتیں ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتی بھلا اسے ولید سے یہ سب پوچھنے کی کیا ضرورت تھی بلکہ وہ چاہتی بھی نہیں تھی کہ اپنے اور ولید کے بیچ ہونے والی گفتگو کا احوال انہیں سنائے لیکن ایک تو وہ سب خود بہت پوچھتی تھیں دوسرے کنول نے جس طرح شک ظاہر کیا تھا کہ وہ عمران کی باتیں سن کر اپنے دل سے گھڑ کر ایسے ہی سب کہہ رہی ہے محض اسے غلط ثابت کرنے کے لیے وہ ولید کی کئی باتیں انہیں بتا دیتی لیکن ان کی ہدایتیں اس پر کچھ نہ کچھ اثر ضرور چھوڑتی تھیں اس لیے بھی کبھی ان کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے اس سے کچھ پوچھ بھی لیتی اس رات بھی بات کرتے کرتے اسے اچانک محمودہ کا خیال آیا تو وہ بے ساختہ پوچھ بیٹھی۔

"کیا آپ شادی کے بعد بھی ایسے ہی رہیں گے یا اپنی پچھلی جون پر واپس لوٹ جائیں گے۔"

ردا کو یقین تھا کہ وہ اس کے سوال پر زور سے ہنسے گا مگر اس کی توقع کے برعکس دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔

"پہلے تم یہ واضح کرو کہ میرا پچھلا رویہ زیادہ بہتر تھا یا موجودہ' پھر میں تمہیں تمہارے سوال کا جواب دوں گا۔"

بڑی دیر بعد اس نے سنجیدگی سے پوچھا تو ردا مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

"جب آپ جواب جانتے ہیں تو پوچھ کیوں رہے ہیں۔"

"میں جواب نہیں جانتا اسی لیے تو پوچھ رہا ہوں یا شاید میں جو پوچھنا چاہ رہا ہوں وہ میں نے ابھی تک پوچھا ہی نہیں۔"

اس کی گول مول بات ردا کے سر پر سے گزر گئی' لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی اچانک لاؤنج کے فانوس کی لائٹس آن ہو گئیں پل بھر میں پورا کمرہ روشنی سے جگمگا اٹھا۔

ردا اچھل کر کھڑی ہو گئی سوئچ بورڈ کی طرف پلٹ کر دیکھنے کی کوشش میں ریسیور اس کے کان سے گر کر کندھے پر آ ٹکا۔

سیڑھیوں کے پاس لائٹ کے بٹن پر ہاتھ رکھے سندس بھابھی کو کھڑا دیکھ کر بیک وقت اس کے رونگٹے بھی کھڑے ہوئے تھے اور ابو کے وہاں نہ ہونے پر اس کی جان میں جان بھی آئی تھی۔

"وہ.... بھابھی آپ؟"

ردا نے حواس باختہ سی کیفیت میں ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"کس سے باتیں کر رہی تھیں۔"

بھابھی نے اس کے فون بند کرنے پر اسے عجیب سے نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ان کے لہجے میں بلا کی سنجیدگی تھی اور ان کی آنکھوں میں اترتا سرد تاثر ردا کے ہاتھ پاؤں پھلا گیا تھا۔

"بھابھی آپ.... آپ اتنی رات گئے جاگ رہی ہیں آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔"

ردا کی آواز لڑکھڑا رہی تھی۔

"میں نے پوچھا ہے تم آدھی رات کو کس سے بات کر رہی تھیں۔"

اب کی بار انہوں نے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے قدرے بلند آواز میں پوچھا تو لحہ بھر کے لیے ردا سٹپٹا گئی مگر فوراً" ہی سچ بتانے کا فیصلہ کر کے اس نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پالیا۔

"میں ولید سے بات کر رہی تھی۔"

"اتنی رات گئے۔"

بھابھی جرح کرنے والے انداز میں کہتی ہوئی اپنی جگہ سے آگے بڑھ آئیں۔ ردا کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا' مگر جواب دینا بھی ضروری تھا وہ ایک کمزور سی دلیل کے ذریعے انہیں قائل کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

"ہم روز فون پر ٹھیک اسی وقت بات کرتے ہیں' میں جانتی ہوں آپ کو برا لگ رہا ہو گا آئی ایم سوری بھابھی' لیکن ولید نے ایک دن فون کر کے مجھ سے بات کرنے کی اجازت مانگی تھی اور میں انکار نہیں کر سکی۔"

ردا کو لگ رہا تھا بھابھی ابھی اس پر برسنا شروع ہو جائیں گی اسے اندازہ تھا یہ سب ان کے لیے ہر گز قابل قبول نہیں تھا' لیکن جو انہوں نے کہا وہ ردا کے لیے بھی ناقابل قبول بلکہ ناقابل یقین ہو گا یہ اندازہ اسے قطعا" نہیں تھا۔

"ولید آدھی رات کو کسی سے فون پر باتیں کرنے والے لڑکوں میں سے نہیں ہے اور اگر وہ واقعی ولید تھا تو تم نے فون کیوں بند کر دیا۔"

"آپ کے کہنے کا مطلب ہے میں جھوٹ بول رہی ہوں۔"

ردا کے لہجے میں کوئی ایسی بات ضرور تھی جو بھابھی کو لحہ بھر کے لیے خاموش کرا گئی مگر جلد ہی وہ سر جھٹک کر ایسے بولیں جیسے اس بحث میں نہ پڑنا چاہتی ہوں۔

"ٹھیک ہے اگر ولید بھی تھا تو اس سے تمہارا فعل جائز تو نہیں ہو جاتا منگیتر بھی اتنا ہی غیر اور نامحرم ہوتا ہے جتنا کہ کوئی دوسرا' تمہارا اس طرح آدھی رات کو تنہائی میں بیٹھ کر اس سے باتیں کرنا بالکل بھی مناسب نہیں ہے نہ شرعی طور پر اور نہ ہی اخلاقی طور پر بلکہ مجھے تو حیرت ہو رہی ہے تم ایسی اوچھی حرکتوں میں کیسے انوالو ہو گئیں۔"

بھابھی کو اچھا خاصا دھچکا لگا تھا جیسے جیسے وہ اس شاک سے باہر آ رہی تھیں ویسے ویسے ان کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔

"میں نے کوئی اوچھی حرکت نہیں کی ہم دونوں کے

بچ ایسی کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہوئی جسے نامناسب کہا جاسکے۔"

"اس سے زیادہ نامناسب اور قابل اعتراض اور کیا ہوگا کہ تم سب کی بے خبری میں۔"

"بھابھی پلیز۔ ولید کوئی غیر نہیں ہے میری خالہ کا بیٹا ہے کل کو ہماری شادی ہونے والی ہے آپ تو ایسے ری ایکٹ کررہی ہیں جیسے میں نے کسی سڑک چھاپ آوارہ کو اپنا نمبر دے دیا ہو۔"

اس نے بہت غصے میں بھابھی کی بات کاٹی تھی، مگر بات کے اختتام تک اس کی آواز رندھ گئی۔ بھابھی اس کی حالت محسوس کرکے فوری طور پر کچھ نہ بولیں پھر اس کے قریب آتے ہوئے اس کے عین مقابل آکھڑی ہوئیں۔

"تم میری بات کا غلط مطلب نکال رہی ہو ردا۔ میں نہیں کہہ رہی کہ تم ولید کے ساتھ کوئی تھرڈ کلاس قسم کی گفتگو کرتی ہوگی میرے کہنے کا مطلب صرف اتنا ہے کہ تمہارا اس کے ساتھ بات کرنا ہی معیوب ہے بلکہ سرے سے غلط ہے بھلے ہی کل کو تمہاری اس کے ساتھ شادی ہونے والی ہے، مگر پھر بھی تمہیں یہ زیب نہیں دیتا کہ تم اس کے ساتھ آدھی رات تک بیٹھ کر باتیں کرو اور میں یہ اس لیے نہیں کہہ رہی کہ تم یہ کام ہماری لاعلمی میں کررہی ہو جب ایک چیز مذہبی طور پر جائز نہیں ہے تو اس کے چھپ کر کرنے یا کھلے عام کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

میں تمہارے احساسات سمجھ سکتی ہوں تم یہی سوچتی ہوگی کہ آج کل یہ سب بہت عام ہوگیا ہے منگیتر سے باتیں کرلیں یا اس کے ساتھ گھومنے چلے گئے، لیکن جو کام سب کررہے ہوں یا جس کے برے نتائج فوری طور پر ظاہر نہ ہورہے ہوں اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس میں کوئی قباحت نہیں رہی تم "تو کیا حرج ہے" کہہ کر میری زبان بند کرسکتی ہو، لیکن اس حقیقت کو نہیں جھٹلا سکتیں کہ جب تک تمہارا اس کے ساتھ نکاح نہ ہوجائے تب تک تمہارا اس کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں بنتا چاہیے شادی ایک سال بعد ہونے والی ہو یا ایک منٹ بعد، جب تک شادی ہو نہیں جاتی وہ تمہارے لیے نامحرم ہے تمہارا اس سے باتیں کرنا، اس سے بے تکلف ہونا سب صریحاً "بے حیائی کے زمرے میں آتا ہے چاہے ماڈرن زمانے میں اسے فیشن کا نام دے دیا جائے یا ایک دوسرے کو سمجھنے کے لیے 'انڈر اسٹینڈنگ کی کوشش' شرعی لحاظ سے یہ سب گناہ پر اکسانے والے عوامل ہیں جب ایک چیز کا حکم موجود ہو اور اس کا علم بھی ہو پھر بھی اس کی طرف سے آنکھیں بند کرکے اپنے فعل پر اڑے رہنا اور اس بات پر بضد ہونا کہ میں کچھ غلط نہیں کررہی فساد پیدا کرنے اور بگاڑ کی طرف جاتے راستے پر پہلا قدم رکھنے کے برابر ہے جہاں آگے جاکر راستہ مسائل اور پیچیدگیوں سے ہی بھرا ملتا ہے۔"

ردا چپ چاپ انہیں دیکھتی رہی وہ کوئی نئی یا انوکھی بات نہیں کہہ رہی تھیں ایک وقت تھا جب وہ بھی ایسے ہی نظریات کی حامل تھی پہلے اس کا بھی یہی یقین تھا کہ شادی سے پہلے ہی دونوں فریق کا ایک دوسرے کو سمجھ لینا شادی کے بعد کی زندگی میں مسائل پیدا کردیتا ہے بلکہ کبھی کبھی تو شادی کی نوبت ہی آنے نہیں دیتا جو کسی ایک اور بعض اوقات دونوں کے لیے شدید اذیت کا باعث بنتا ہے، لیکن یہ اس وقت کی بات تھی جب ولید خود ہی بے گانہ رویہ اپنائے ہوئے تھا ایک بار اپنے خول سے نکلتے ہوئے اس نے پیش رفت کی تو ردا نے اپنے سارے اصول بالائے طاق رکھ دیے، مگر اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ اسے صحیح اور غلط کی پہچان نہیں رہی اسے اپنی حرکت کے نامناسب ہونے کا پورا احساس تھا اس لیے بغیر لڑے، ہتھیار ڈالتے ہوئے بڑی عاجزی سے کہنے لگی۔

"آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں بھابھی مجھے آپ کی صداقت سے انکار نہیں ہے، لیکن آپ ولید کو نہیں جانتیں کتنے عرصے کی خاموشی کے بعد انہوں نے مجھے مخاطب کیا ہے، میں ان کی پکار پر سنی ان سنی نہیں کرسکتی ورنہ ہمارے بیچ پھر وہی دیوار کھڑی ہوجائے گی۔"

"تم کسے بے وقوف بنا رہی ہو ردا مجھے یا اپنے آپ کو۔"

بھابھی کا رسانیت بھرا لہجہ ایک بار پھر تلخی میں بدل گیا۔

"تم خود اس سے بات کرنا چاہتی ہو اس لیے ایسے کمزور سے بہانے پیش کر رہی ہو ورنہ جب ایک بار تم نے اپنی پسندیدگی ظاہر کردی پھر کسی قسم کی دیوار کھڑی ہونے کی گنجائش ہی کہاں رہتی ہے اگر وہ تم سے اتنا بدگمان ہے کہ تمہیں اس کا بھروسہ جیتنے کے لیے اپنے والدین کے اعتماد کو پامال کرنا پڑے اور روزانہ فون پر تجدید وفا کی ضرورت درپیش رہے تو اس رشتے کو نبھا کر تم صرف خود کو بے وقوف بنا رہی ہو کیونکہ یہ رشتہ کبھی پائیدار ہوگا ہی نہیں بلکہ اس رشتے کو مستحکم بنانے کی آڑ میں تم دونوں بھی آج کل کے لوگوں کی طرح ایک چور دروازہ کھول رہے ہو تاکہ اپنے شوریدہ جذبوں کی تسکین حاصل کرسکو۔"

"بھابھی آپ حد سے بڑھ رہی ہیں۔"

ردا کا دماغ ماؤف ہونے لگا تھا۔ بھابھی کی بات سن کر وہ غصے سے کانپتی آواز میں بولی۔

"میں حد سے نہیں بڑھ رہی بلکہ تم حدیں توڑ رہی ہو اگر اس کی خواہش پر تم سب سے چھپ کر اس سے باتیں کرسکتی ہو تو کل کو اس کی فرمائش پر اس سے ملنے بھی جاسکتی ہو۔"

"بس کریں بھابھی پلیز بس کریں۔"

ردا کی آنکھیں چھلک پڑی تھیں وہ رونا نہیں چاہتی تھی، مگر آنسو تھم ہی نہیں رہے تھے وہ بھابھی کی طرف سے رخ موڑ کر چہرہ صاف کرنے لگی تو بھابھی نے قریب آکر اس کے کندھوں پر دونوں ہاتھ رکھ دیے جنہیں فوراً" جھٹک کر وہ دور ہٹ گئی بھابھی کچھ دیر اسے دیکھتی رہی پھر آہستگی سے کہنے لگیں۔

"آج جو بات میرے منہ سے سن کر تمہیں اتنی تکلیف ہو رہی ہے کل کو یہ بات ولید بھی دہرا سکتا ہے لڑکیاں جن منگیتروں اور محبتوں کے لیے گھر والوں سے چھپ کر اتنے بڑے بڑے رسک لیتی ہیں شوہر بننے کے بعد وہی منگیتر اور محبوب انہیں ایسے افعال پر طعنے مارتے نظر آتے ہیں حالانکہ ولید اس قسم کا نہیں ہے، لیکن اب میں کسی کے بارے میں کوئی بات یقین سے نہیں کہنا چاہتی تم دونوں نے آج مجھے اتنا حیران کیا ہے کہ اب کوئی چیز مجھے چونکا نہیں سکتی۔

میری شادی کو دو سال ہوگئے ہیں اور ان گزرے دو سالوں میں، میں نے ولید کو ہمیشہ تم سے بے گانہ انداز اپنائے دیکھا شاید اس بات کو میں اس کے مزاج کا حصہ سمجھ کر محسوس نہ کرتی، لیکن میری شادی کے فوراً" بعد تمہاری سالگرہ آئی تھی، میں نے اس سے مذاق میں پوچھا تھا کہ تم ردا کو کیا گفٹ دوگے، تب اس نے کہا تھا کہ اس کے پاس اس کے والد کا دیا اتنا کچھ ہے کہ کسی کو اسے کچھ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

میں اس کی بات کو مذاق سمجھ کر ہنس دی، لیکن پھر آہستہ آہستہ مجھے اندازہ ہوا وہ مذاق کرنے والے لوگوں میں سے نہیں ہے۔ وہ بہت سنجیدہ مزاج رکھتا ہے، تب میں نے نوٹ کیا وہ خاندان کے دوسرے لوگوں کے مقابلے میں تم سے اور تمہارے پورے گھرانے سے زیادہ ریزرو رہتا ہے۔ مجھے لگا جیسے وہ بچپن کی کی اس منگنی سے خوش نہیں ہے۔"

ردا رونا بھول کر حیرانی سے آنسو بھری آنکھوں کے ساتھ انہیں دیکھے گئی جو بڑے دھیمے انداز میں بول رہی تھیں۔

"اور یہ بات میرے لیے شدید حیرانی کا باعث تھی، کیونکہ تم ہر لحاظ سے بہت اچھی ہو، بلکہ ایک طرح سے آئیڈیل لڑکی شمار کی جاسکتی ہو، تب میں نے غور کرنا شروع کیا کہیں ایسا تو نہیں اس کا رجحان خاندان کی کسی اور لڑکی کی طرف ہو، تب مجھ پر ایک اور حیرت انگیز انکشاف ہوا۔

وہ خود تو کسی کو لفٹ نہیں کراتا، لیکن خاندان کی لڑکیاں بھی اسے زیادہ اہمیت نہیں دیتیں، حالانکہ ولید جیسی پرسنالٹی والے لڑکے عموماً" خاندان کی لڑکیوں میں بہت مقبول ہوتے ہیں، لیکن آہستہ آہستہ مجھے پتا چلا کہ اس کی وجہ ولید کی معاشی و سماجی پوزیشن ہے۔

خاندان بھر میں سب سے کم حیثیت تمہارے خالہ، خالو کی ہے۔ اللہ کا شکر ہے ان کے گھر میں کسی چیز کی کمی نہیں، لیکن ان کے پاس پیسوں کا انبار بھی نہیں ہے۔ جتنا خاندان کے تمام لوگوں کے پاس ہے اور تعجب کی بات یہ ہے کہ وہ سب آپس میں ایک دوسرے کے سامنے پیسے کی اتنی شو نہیں مارتے جتنی ولید کے سامنے اپنی دولت کی نمائش کرتے ہیں۔ صرف اس کے تایا کے بیٹے کو چھوڑ کر باقی سب لوگوں کا رویہ اس کے ساتھ بڑا ناپا تلا سا ہوتا ہے۔ تب مجھے لگا شاید وہ تم سے بھی اسی لیے خائف رہتا ہے کہ تمہاری حیثیت اس کی پوزیشن سے زیادہ اسٹرونگ ہے۔ اپنے شک کی تصدیق کے لیے میں نے جان بوجھ کر اس کے سامنے اخبار کی ایک ہیڈنگ کا ذکر نکالا جہاں ایک امیر لڑکی نے زہر کھا کر خودکشی کرلی تھی۔ کیونکہ اس کا باپ اس کی محبت کو غریب ہونے کی وجہ سے ریجیکٹ کر دیتا ہے۔

تب میں نے خاص طور پر ولید کو مخاطب کر کے اس کی رائے مانگی۔ اس نے صرف اتنا کہا کہ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ خودکشی کر کے اس لڑکی نے بزدلی کا ثبوت دیا ہے۔ ویسے امیر لڑکیاں زیادہ تر بزدل ہی ہوتی ہیں۔ زندگی کی سختیوں کا سامنا کرنے کا حوصلہ ہی نہیں ہوتا انہیں اپنی برابری کے لڑکوں سے ہی شادی کرنی چاہیے۔ وہ غریبوں کے ساتھ گزارہ نہیں کر سکتیں۔ خوامخواہ ایک احساس کمتری اور دوسرا احساس برتری میں مبتلا رہتا ہے۔

اس کا جواب سن کر مجھے یقین ہوگیا۔ ولید تم سے شادی کرنے کے لیے کبھی راضی نہیں ہوگا۔ اس کے نزدیک آسائشوں میں پلی بڑھی لڑکی کی نازک طبعی غریب گھروں میں جا کر اپنے عروج پر پہنچ جاتی ہے۔ اگر وہ تمہیں وہ تمام آسائشیں مہیا نہیں کر سکتا جن کی تم عادی ہو تو اس کی خوددار فطرت تمہیں اپنی زندگی میں شامل کر کے پل پل کاری ضرب کا نشانہ بنتی رہے گی۔ تم اسے ایک طرح کا احساس کمتری بھی کہہ سکتی ہو، ایسے لوگ اپنے لیے اپنی برابری کی لڑکی کے انتخاب کو ترجیح دیتے ہیں۔"

سندس بھابھی تواتر سے بولتی رہیں۔ ان کے اتنے گہرے مشاہدے نے اسے حیران ضرور کیا تھا۔ لیکن وہ پریشان بالکل نہیں تھی۔ اگر یہ بات بھابھی نے ڈیڑھ ماہ پہلے کہی ہوتی تو شاید یہ سب سن کر اسے ہول اٹھنے لگتے۔ مگر اب وہ ولید کے مزاج کو اتنی اچھی طرح جان گئی تھی کہ اسے بھابھی کے لگائے اندازوں کی چنداں فکر نہیں تھی۔ بلکہ ان کی باتیں سننے کے بعد ردا نے یہی سوچا تھا کہ ہو سکتا ہے ولید پہلے اس سے شادی کرنے کے لیے رضامند نہ ہوں، لیکن ولید کو مرینہ سے بات کرتا دیکھ کر اس نے جس قسم کے ردعمل کا مظاہرہ کیا تھا اسے دیکھنے کے بعد ہی ولید نے اس سے بات کرنے اور اس کا مزاج سمجھنے کا ارادہ کیا ہوگا اور اب اسے جاننے کے بعد ولید اس سے دستبردار ہونے کے اپنے فیصلے پر ہرگز قائم نہیں رہے گا۔

یہی بات جب اس نے سندس بھابھی سے کہی تو وہ گہرا سانس کھینچ کر رہ گئیں۔ انہیں خاموش دیکھ کر ردا نے ان کے ہاتھ تھام لیے۔

"بھابھی پلیز مجھے سمجھنے کی کوشش کریں۔ جب آپ نے اتنے کم عرصے میں اس کی بیگانگی کو اتنی بدگمانی سے محسوس کرلیا تو سوچیں میں اس کے اجنبی رویے کو بچپن سے کیسے جھیلتی آرہی ہوں گی۔ ایک مدت بعد ہمارے رشتے میں زندگی کی حرارت پیدا ہوئی ہے۔ میں اس وقت ان سے کنارہ کشی اختیار کر کے انہیں دوبارہ اپنے خول میں بند ہونے کا خطرہ مول نہیں لے سکتی۔ یہ اندازہ تو آپ نے بھی لگا لیا کہ وہ کتنا ریزرو رہتے ہیں۔ ان تک رسائی حاصل کرنا کتنا کٹھن ہے۔ اگر میں....."

"بس ٹھیک ہے اس سے کبھی کبھی بات کر لیا کرو اور اس سے کہو دن میں فون کرے بھلے ہی ابو اور تمہارے بھائی گھر پر نہ ہوں، لیکن امی کو یہ بات پتا ہونی چاہیے۔" بھابھی نے بےزاری سے اس کی بات کاٹتے ہوئے بڑی بے دلی سے اجازت دی تھی، مگر ردا اس پر ہی خوش ہوتے ہوئے بولی۔

"تھینک یو بھابھی... میں امی کو بتادوں گی، لیکن یہ بات میں صبح اٹھتے ہی تو امی کو نہیں بتا سکتی، ان کا موڈ دیکھ کر بات کروں گی۔"

"اور اسے فون کرو تو مجھ سے بھی بات کرانا۔"

بھابھی نے واپسی کے لیے پلٹتے ہوئے کہا۔ مگر ردا کا جواب سن کر ٹھٹک گئیں۔

"نہیں انہیں فون نہیں کرتی۔ انہوں نے سختی سے منع کیا ہے۔ صرف وہ مجھے فون کرتے ہیں جو میں اٹینڈ کرلیتی ہوں۔"

"وہ اتنی فضول خرچی کیوں کررہا ہے، جب فون کا بل آئے گا تو خالو کو کیا جواب دے گا۔ اس کے پاس تو موبائل بھی نہیں ہے۔"

بھابھی حیرت سے پوچھ رہی تھیں۔ ردا کو خود علم نہیں تھا۔ بھلا انہیں کیا بتاتی اسے خاموش دیکھ کر وہ خود سوچتے ہوئے بولیں۔

"فون کی گھنٹی کی آواز کبھی سنائی نہیں دی۔"

"ان کا دو بجے کا ٹائم فکس ہے۔ میں پہلے سے آکر بیٹھ جاتی ہوں اور پہلی گھنٹی بھی پوری نہیں ہونے دیتی اور فون اٹھالیتی ہوں۔"

ردا کے صاف گوئی سے کہنے پر وہ کچھ دیر اس کی شکل دیکھتی رہیں۔ پھر بھنویں اچکاتے ہوئے بڑے تعجب سے بولیں۔

"اگر ولید کے بارے میں یہ بات میں نے کسی اور کے منہ سے سنی ہوتی تو کبھی یقین نہ کرتی، تعجب تو مجھے تم پر بھی ہے میرے سر میں درد ہو رہا تھا، میں تمہارے کمرے میں دوا لینے گئی تھی۔ دوا تو مل گئی، مگر تمہیں بیڈ پر نہ پاکر میں محض کچن میں تمہیں چیک کرنے نیچے اتری تھی۔ خیر رات بہت ہوگئی ہے، سو جاؤ۔"

وہ کہہ کر زینے کی طرف بڑھ گئیں۔ ردا انہیں جاتا دیکھتی رہی اور ان کے جانے کے بعد دوبارہ فون کے نزدیک چلی آئی۔ حالانکہ ولید نے اسے فون کرنے سے منع کیا تھا اور اب اس کا ولید سے لمبی بات کرنے کا ارادہ بھی نہیں تھا۔ لیکن وہ ردا کے اچانک فون بند کردینے پر پریشان ضرور ہوگیا ہوگا۔ بلکہ فون بند کرنے سے پہلے ردا نے جس طرح چونک کر بھابھی کا نام لیا تھا وہ آواز ولید کو بھی لازمی طور پر چلی گئی ہوگی۔ وہ ردا کے متعلق سوچ کر فکرمند ہوگیا ہوگا۔ ہوسکتا ہے کل وہ احتیاطاً فون بھی نہ کرے۔ اس لیے وہ ابھی اسے بتا دینا چاہتی تھی کہ اس نے بھابھی سے کوئی بھی جھوٹ بولے بغیر انہیں سب سچ سچ بتا دیا ہے۔

ولید کے گھر میں فون ڈرائنگ روم میں رکھا تھا اور اصولی طور پر ولید کو ڈرائنگ روم میں رک کر ردا کے فون کا انتظار بھی کرنا چاہیے تھا۔ مگر ردا کے فون ملانے پر دوسری طرف ایسی ٹیون سنائی دینے لگی جیسے فون خراب ہو۔ شاید ولید نے فون ٹھیک طرح سے نہیں رکھا تھا۔ ردا دو، تین بار ٹرائی کرکے بددلی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

☼ ☼ ☼

اگلے دن ردا کا خدشہ بالکل صحیح ثابت ہوا۔ وہ آدھے گھنٹے تک ولید کے فون کا انتظار کرتی رہی، مگر فون کو نہ آنا تھا، نہ آیا، آخر ڈھائی بجے ردا نے خود ہی فون ملا لیا۔ ایک بار پھر دوسری طرف سے ایسی ٹیون ابھری تھی جیسے فون ٹھیک نہ ہو، ردا نے جھنجلا کر فون بند کردیا۔

آخر کل تک تو فون ٹھیک تھا، پھر ردا سے بات کرتے ہی اچانک کیسے خراب ہوگیا۔ کم از کم اب تک ریسیور تو غلط نہیں رکھا ہوا ہوسکتا۔ رہ، رہ کر اسے بھابھی پر غصہ آرہا تھا۔ جن کی مداخلت کے باعث ولید نے فون کرنا چھوڑ دیا تھا۔ حالانکہ اگر فون خراب ہوگیا تھا تو اس میں بھابھی کا کوئی قصور نہیں تھا۔ لیکن ولید کو کہیں سے فون کرکے ردا سے بات تو کرلینی چاہیے تھی۔ اسے ہر چیز سے بے زاری ہو رہی تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا۔ وہ ابھی خالہ جان کے گھر پہنچ جائے۔ اگلے دن تک اس کی جھنجلاہٹ اپنے نکتہ عروج پر پہنچ گئی تھی اور اس کے باعث اسے امی سے اچھی خاصی ڈانٹ بھی سننی پڑی تھی۔ جس پر وہ ان سے بھی الجھ پڑی اور یہ بات تھی کہ امی کے منظر سے

ہٹ جانے کے بعد اسے سخت شرمندگی ہوئی تھی۔ اس نے امی سے بالکل بے جا بحث کی تھی اور وہ بھی صرف اس لیے کہ بس ایک دن اس کی ولید سے بات نہیں ہو سکی تھی۔ حالانکہ وہ اتنی شدت پسندی کے سخت خلاف تھی۔

ایک انسان آپ کے لیے اتنا اہم ہو کہ اس سے بات نہ ہونے کا غصہ دوسروں پر نکالا جائے۔ بس وہی نظروں میں چھا جائے اور باقی سب پس منظر میں چلے جائیں۔ اتنی انتہا پسندی اسے سخت ناپسند تھی۔ مگر لاکھ سرزنش کرنے کے باوجود وہ خود کو سمجھا نہیں پا رہی تھی۔ اس پر ایک بے بسی سی طاری تھی۔ جس کی وجہ وہ کسی پر ظاہر بھی نہیں کرنا چاہ رہی تھی۔ بھابھی پہلے ہی ایک طویل لیکچر دے چکی تھیں۔ ان سے کچھ کہنے کا مطلب تھا۔ وہ ایک بار پھر اس کے پیچھے لگ جاتیں۔ وہ خالہ کے گھر جانے کی خواہش کا اظہار بھی نہیں کر سکتی تھی۔ کیونکہ اس نے پہلے کبھی ایسی کوئی فرمائش نہیں کی تھی امی کا پہلا سوال یہی ہوتا۔

''کیوں.....'' اور اس سوال کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

دو دن اس پر دو صدیوں کی طرح گزرے تھے۔ دو دن بعد خالہ جان کا فون ٹرائی کرتے ہوئے لائن مل گئی۔ اس نے بے اختیار سکون کا سانس لیتے ہوئے دل کی گہرائیوں سے دعا مانگی تھی کہ کال ولید ریسیو کرے۔ مگر دوسری جانب کسی اجنبی آواز کے سماعتوں سے ٹکرانے پر وہ کشمکش و پنج میں پڑ گئی۔ یہ آواز خالو کی تو نہیں تھی۔ شاید ولید کے چھوٹے بھائی وحید یا حمید میں سے کوئی تھا۔ وہ اس خیال سے گلا کھنکھارتے ہوئے نمبر دہرانے لگی کہ کہیں فون بند نہ ہو جائے۔

''جی ہاں.....یہی نمبر ہے..... آپ کون؟''

دوسری طرف سے نمبر سننے کے بعد پوچھا تھا۔

''کیا میں ولید سے بات کر سکتی ہوں۔'' اپنا تعارف کرائے بغیر ولید کے متعلق پوچھنا زیادہ آسان تھا۔ اس لیے ردا نے دوسری طرف سے پوچھے جانے والا سوال نظرانداز کر دیا۔

''میں ہی ولید ہوں۔ آپ کون بول رہی ہیں۔''

ردا ایک پل کے لیے سناٹے میں چلی گئی۔ یہ آواز تو ولید کی نہیں تھی۔ شاید وحید یا حمید میں سے کوئی بھائی کے لیے ایک لڑکی کا فون سن کر شرارتاً ایسا کہہ رہے تھے یہ سوچ کر اسے تھوڑا اطمینان ہوا تو فوراً کہہ اٹھی۔

''دیکھیں آپ پلیز ولید کو بلا دیں، میں ان کی آواز پہچانتی ہوں۔''

''آپ مجھ سے ہی مجھے بلانے کے لیے کہہ رہی ہیں اور اس پر یہ دعوا بھی ہے کہ میری آواز پہچانتی ہیں۔ اب اگر آپ نے اپنا تعارف نہیں کرایا تو میں فون بند کر دوں گا۔''

بالکل ولید کے مخصوص اکھڑے انداز میں ادا کیا گیا جملہ ردا کو کسی طمانچے کی طرح لگا تھا۔ یہ انداز وحید یا حمید کا ہرگز نہیں تھا۔ خالو کی آواز تو یکسر مختلف تھی۔ پھر جس سے وہ مخاطب ہے وہ کون ہے؟

اگر یہ ولید ہے تو وہ کون ہے۔ جس سے وہ گزشتہ ڈیڑھ ماہ سے ہم کلام ہے؟

ردا کسی شاک میں گھری ریسیور تھامے کھڑی تھی۔ جبکہ دوسری طرف تھوڑے سے انتظار کے بعد فون بند کر دیا گیا اور ردا سن ذہن کے ساتھ کتنی ہی دیر ڈیڈ لائن کی آواز سنتی رہی۔ اس کے کانوں میں اتنی شائیں شائیں ہو رہی تھی کہ اسے فون ڈسکنیکٹ ہونے کا احساس تک نہیں ہوا تھا۔ اس کے سارے احساسات جیسے فریز ہو گئے تھے اور اس کا پورا وجود برف کی سل کی طرح ٹھنڈا اور جامد ہو گیا تھا۔ اسی لیے کافی دیر بعد جب وہ بے جان انداز میں صوفے پر بیٹھی تو اسے لگا جیسے کسی برفیلے پہاڑ میں شگاف پڑ گیا ہو جس کی دراڑوں سے سوچوں کا ایک سیلاب امڈ آیا ہو۔

اتنے ہفتوں سے وہ ولید سے بات کر رہی تھی۔ لیکن آج بھی اس سے بات کرتے ہوئے اسے ولید کی بات چیت اور لب و لہجے پر حیرت ہوئی تھی۔ صرف پہلی بار ہی نہیں ہر بار دوران گفتگو اسے محسوس ہوتا جیسے۔ ولید یکسر بدل گیا ہو یا اس نے ہمیشہ ولید کو سمجھنے

میں بڑی غلطی کی ہے۔ لیکن اسے کبھی یہ گمان نہیں گزرا کہ فون کے دوسری طرف ولید کے علاوہ بھی کوئی ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اس کا ماننا تھا کہ کسی شخص میں تبدیلی اتنی اچانک نہیں آسکتی اور نہ ہی جس شخص کو بچپن سے جانتے ہوں اسے سمجھنے میں اتنی بڑی غلطی ہو سکتی ہے۔

اس ڈیڑھ ماہ میں ولید سے کی گئی گفتگو کا ایک ایک لفظ اسے حفظ تھا اور اب وہ ساری باتیں کسی برفیلے پہاڑ کی چوٹی سے ٹوٹ کر گرنے والے تیز رفتار برف کے ریلے کی طرح خود اسی کے وجود پر ڈھیر ہو رہی تھیں۔

ولید نے کبھی ردا سے اپنے متعلق کوئی بات نہیں کی تھی۔ نہ خود سے وابستہ کسی رشتے کا ذکر کیا تھا' اس کی گفتگو میں خالہ جان' خالو' وحید اور حمید کا بھی کوئی تذکرہ نہ ہوتا۔ کبھی کبھی وہ اپنی تعلیم کے متعلق بات کرتا اور وہ بھی بڑی مبہم اور مختصر سی بات ہوتی۔ جس میں اپنے امتحانوں کا ذکر ہوتا نہ اپنے سبجیکٹس کی تفصیل ہوتی' ایک طرح سے اس تمام عرصے میں ولید نے اس پر ہر موضوع پر بات کی تھی۔ ایک سوائے اپنے آپ کے' لیکن ردا نے اس بات پر کبھی دھیان اس لیے نہیں دیا کہ وہ شروع سے ولید کی ذات کو ایک معمہ سمجھتی آئی تھی۔ گویا یہ بھی اس کی شخصیت کا ایک پراسرار پہلو تھا۔ جسے وہ اتنی بے تکلفی کے بعد بھی پوشیدہ ہی رکھنا چاہتا تھا۔

پھر دوسرے یہ کہ وہ جن موضوعات پر بولتا تھا۔ ان پر اس قدر جامع اور سیر حاصل تبصرہ کرتا کہ اس موضوع سے ہٹ کر کسی دوسرے ٹاپک پر اظہار خیال کرنے کا خیال تک ردا کو چھو کر بھی نہیں گزرتا تھا۔ بلکہ اس کے انداز میں اتنی دلکشی ہوتی کہ ردا کئی نکات پر معلومات ہونے کے باوجود بولنے کا ارادہ بھی نہیں کرتی اور بس چاپ چاپ اسے سنے جاتی' یہاں تک کہ وہ خود فون بند کرنے کا خیال ظاہر کرکے اسے چونکا دیتا۔ تب کہیں جاکر ردا کو وقت گزرنے کا احساس ہوتا اور وہ اسے بھی سو جانے کا مشورہ دیتی' اٹھ جاتی'

حالانکہ خود اس کی آنکھوں سے نیند اڑ چکی ہوتی تھی۔ کتنی دیر بستر پر لیٹ کر وہ اس کی بات کو اسی کے انداز میں دوہرانے کی کوشش کرتی رہتی' مگر اتنے غور و خوض کے باوجود اسے کبھی یہ شک نہیں ہوا کہ فون کے دوسری جانب موجود شخص ولید ہے ہی نہیں۔

اور اب بھی وہ اس سوال کا جواب حاصل کرنے سے قاصر تھی کہ وہ کون ہے؟

یہ بات تو یقینی تھی کہ وہ ولید نہیں تھا۔ آج فون پر ولید کی آواز سن کر وہ کسی گہری نیند سے جاگی تھی۔ اس کے گمشدہ حواس ولید کا نپا تلا سنجیدہ سا لہجہ سن کر جھنجھنا اٹھے تھے اور اس کے سامنے سوالیہ نشان بن کر کھڑے ہو گئے تھے کہ آخر فون کے دوسری طرف سے ابھرتا نرم اور دوستانہ انداز اسے بھی اتنے بڑے تضاد کا احساس کیوں نہیں دلا سکا۔

''اگر ولید کے بارے میں یہ بات میں نے کسی اور کے منہ سے سنی ہوتی تو کبھی یقین نہ کرتی۔''

بھابھی کی کہی بات کی بازگشت اسے اپنے چاروں اور سنائی دینے لگی' بلکہ ولید کے ہی کہے کئی جملے جن پر اس نے تب دھیان نہیں دیا تھا۔ ایک ایک کرکے یاد آنے لگے۔ خاندان کے کسی فرد کا ذکر آنے پر وہ کیسے بات پلٹ دیتا تھا۔ یہ سب ردا کو اب محسوس ہو رہا تھا۔ تب تو اس نے کبھی دھیان بھی نہیں دیا کہ فون کے دوسری جانب موجود شخص ردا یا ولید کے خاندان کے کسی فرد کو جانتا ہی نہیں' تو ان کے متعلق بولے گا کیسے۔

لیکن وہ جو کوئی بھی تھا۔ اس کے علم میں ردا اور ولید سے متعلق بہت سی باتیں تھیں۔ اگر وہ پوری طرح باخبر نہیں تھا تو اتنا بے خبر بھی نہیں تھا۔

پہلی بار اس نے ردا سے اپنے رویے پر معذرت کرنے کے لیے فون کیا تھا۔ تب ہی ردا بغیر کسی شک و تامل کے اس کے ولید ہونے پر ایمان لے آئی تھی۔ گویا ردا کا فون نمبر' اس کا نام' اس کے منگیتر کا نام' ان دونوں کے بیچ موجود رشتہ اور رشتے کی ناپائیدار حالت ہر چیز' ہر بات اسے پتا تھی۔ سب سے بڑھ کر وہ یہ بھی

جانتا تھا کہ ردا نے ایک دن پہلے ولید کے کمرے سے تصویر نکالنے کی کوشش کی تھی۔ جس پر ولید نے اسے سختی سے ٹوک دیا تھا۔

"کون ہے وہ جو اتنا کچھ جانتا ہے؟"

ردا سراسیمہ سی صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ صدمے اور دکھ کے بعد اب اس پر وحشت کا حملہ ہوا تھا۔

اتنے دنوں تک روز گھنٹوں وہ جسے اپنا ہمراز سمجھ کر (کر)تی بے تکلفی سے جس شخص سے مخاطب تھی وہ کوئی (مک)مل اجنبی اور یکسر انجان شخص تھا یہ خیال اسے (ہر)اساں کر گیا تھا۔ اس پر ایک عجیب سا خوف طاری (ہو) رہا تھا۔ اپنے کمرے میں آکر وہ بے چینی سے ادھر (ادھ)ر ٹہلنے لگی۔ اس کا دل چاہ رہا تھا ابھی خالہ جان (کے) گھر جا کر ولید سے صاف صاف پوچھ لے کہ ابھی (تھ)وڑی دیر پہلے اس نے کس سے بات کی تھی۔ لیکن (اپ)نے دل میں ابھرتی اس خواہش کو اس نے سختی سے دبا (د)یا۔

انجانے میں وہ بھلے ہی بے وقوف بنتی رہی تھی۔ مگر (خ)ود کو جانتے بوجھتے دھوکا نہیں دے سکتی تھی۔ ایک بار اس حقیقت کا یقین ہو جانے کے بعد کہ اس نے ابھی تھوڑی دیر پہلے ولید سے ہی بات کی ہے۔ کسی اور سے نہیں، اب وہ خود کو اس خوش فہمی میں مبتلا نہیں کر سکتی تھی کہ اسے دھوکا ہوا ہے۔ اسے دھوکا نہیں ہوا تھا۔ بلکہ اسے دھوکا دیا گیا تھا۔ اسے پچھلے ڈیڑھ ماہ سے لگاتار بے وقوف بنایا گیا تھا اور اس کے جذبات سے تواتر سے کھیلا گیا تھا۔ پوری پلاننگ اور پورے ارادے کے ساتھ کسی نے مہرے بچھا کر بازی سجائی تھی اور اسے کتنی آسانی اور کتنی خاموشی سے مات دی گئی کہ اسے خود بھی خبر نہیں ہوئی اور وہ اپنا مان اور اپنی محبت سب کچھ ہار بھی گئی۔

ذلت کے احساس سے اس کی آنکھیں چھلک پڑی تھیں۔ وہ کتنی ہی دیر اپنے کمرے کے بند دروازے سے ٹیک لگائے بے آواز روتی رہی، مگر اس کا دل ہلکا نہ ہوا۔ رات ہونے تک اس کی طبیعت پر چھایا بوجھل پن اور بے چینی حرارت کی صورت اختیار کر چکے تھے۔ کھانا بھی اس نے برائے نام کھایا تھا۔ نقاہت کے باوجود اس کا اپنے کمرے میں جا کر بستر پر لیٹنے کا دل نہیں چاہ رہا تھا۔ جس کمرے کی تاریکی میں وہ ولید کی باتوں، اس کے لہجے اور اس کی آواز کے سحر کو گھنٹوں سوچتی رہتی تھی۔ اب اس کمرے میں قدم رکھنے کے خیال سے ہی اس کا دم گھٹ رہا تھا۔

امی نے اس کی اتری شکل دیکھ کر اسے کل کالج جانے سے منع کر دیا تھا۔ اس لیے وہ رات دیر تک بظاہر کسلمندی سے صوفے پر بیٹھی ابو کے ساتھ ٹی وی دیکھتی رہی۔ جبکہ حقیقتاً" وہ دو بجنے کا انتظار کر رہی تھی۔

ولید کے دھوکے میں وہ اتنے دن جس شخص کے ہاتھوں بے وقوف بنی تھی۔ وہ اب بھی اس کے فون کی منتظر تھی۔ کیونکہ وہ جاننا چاہتی تھی کہ وہ کون ہے۔ جس نے اپنی تفریح کے لیے اس کے احساسات کی دھجیاں اڑا دیں۔ اس کے جذبات کو ایسے بے مایہ کر دیا کہ وہ خود اپنی ہی نظروں میں گر گئی۔ یہ سوچ کر ہی اس کا مر جانے کا دل چاہ رہا تھا کہ دوسری طرف موجود وہ بے حس شخص اس کی گفتگو سن کر دل ہی دل میں اس پر کتنا ہنستا ہو گا۔ گو کہ ردا نے کبھی بہت محبت بھرے مکالمے نہیں بولے تھے۔ مگر آدھی رات کو ایک لڑکی سے باتیں کر کے وہ بھی اس کے منگیتر کی حیثیت سے "اسے یقیناً" ایک کمینی سی خوشی ہوتی ہو گی اور پھر جس طرح وہ کبھی کبھی دوران گفتگو کوئی ذو معنی بات کہہ دیتا یا کبھی روانی میں بات کرتے وقت وہ مستقبل کی پلاننگ کرنے لگتا۔ تب ردا کے جھینپنے یا شرما کر ٹوک دینے پر وہ کتنا محظوظ ہوتا ہو گا۔ یہ خیال اس کی پلکیں نم کر دینے کے باوجود اس کے اندر چنگاریاں بھر رہا تھا۔

وہ ایسے ہی ڈوبتے دل اور کھولتے ذہن کے ساتھ ٹی وی دیکھتی رہی۔ ابو کے اٹھ جانے کے بعد اس نے والیوم بند کر کے اضطرابی انداز میں چینلز چینج کرنے شروع کر دیے۔ اس کا دھیان بالکل بھی ٹی وی کی طرف نہیں تھا۔ وہ تو صرف یہ سوچ رہی تھی کہ جانے

آج بھی اس کا فون آئے گا یا نہیں۔

تب ہی گھنٹی بجنے پر ایک لمحے کے لیے اس کا دل بند ہو گیا۔ وہ خوف زدہ سے انداز میں فون کو دیکھنے لگی اگر امی، ابو کے اٹھ جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو شاید وہ فون اٹھانے کی ہمت نہ کرپاتی، لیکن ریسیور اٹھا لینے کے بعد بھی وہ بہت دیر تک ایئر پیس کان پر نہیں رکھ سکی تھی۔ پھر بھی جامد سناٹے میں اسے دوسری طرف ابھرنے والی "ہیلو ہیلو" کی تکرار صاف سنائی دے رہی تھی۔

یہ آواز کبھی اس کے دل میں اتر جایا کرتی تھی۔ مگر آج یہی آواز اس کا حلق تک کڑوا کر گئی تھی۔ بڑی مشکل سے اس نے ریسیور کان سے لگا کر خود کو بولنے کے لیے آمادہ کیا تھا۔ دوسری طرف اس کی آواز سنتے ہی وہ اپنے مخصوص دلکش لہجے میں بے اختیار بولا۔

"تھینک گاڈ! تم نے فون ریسیو کرلیا۔ دو دن سے میں تمہارے لیے اتنا فکر مند تھا کہ بتا نہیں سکتا' کیا ہوا تھا اس دن، تمہارے کسی ریلیٹو کے آجانے کی وجہ سے تمہیں فون بند کرنا پڑ گیا تھا نا' پھر کیا ہوا۔"

اس کی آواز میں بے قراری واضح تھی۔ ردا کے لب بھینچ گئے تھے۔ ریسیور پر اس کی گرفت اتنی سخت ہو گئی تھی کہ اس کی انگلیاں دکھنے لگی تھیں۔ اسے اپنے آپ پر غصہ آرہا تھا کہ اس نے کیوں کبھی یہ محسوس نہیں کیا کہ وہ اپنے اور ردا کے رشتے داروں کا ایسے اجنبی انداز میں ذکر کرتا تھا جیسے انہیں جانتا ہی نہ ہو۔

"کیا ہوا ردا، تم ٹھیک تو ہونا' کیا گھر والوں نے کچھ کہا تمہیں۔ انہوں نے پوچھا تو ہوگا' اتنی رات گئے کس سے بات کررہی تھیں تم کیا بہت ڈانٹ پڑی۔"

اس کے انداز میں اتنی پریشانی تھی کہ ردا کی آنکھیں بھیگنے لگیں' یہی تو وہ بچپن سے چاہتی تھی کہ ولید اس کی فکر کرے۔ اسے توجہ دے اور جب اس خواہش کو اس نے پورا ہوتے دیکھا تو خوشی سے اس کی آنکھیں اتنی چندھیا گئیں کہ پھر اسے کچھ دکھائی ہی نہیں دیا۔ نہ اپنے اصول' نہ اپنے دعوے' نہ والدین کا بھروسا' نہ صحیح اور غلط کی تمیز اور نہ ہی مناسب اور نامناسب ہونے کا خیال یاد رہا تو بس اتنا کہ ولید نے عمر بھر کی لاتعلقی کے بعد اس کی جانب دوستی کا ہاتھ بڑھایا ہے۔ وہ اس موقع کو کسی قیمت پر گنوانے کے لیے تیار نہیں تھی۔ چاہے اس کے لیے اپنے نظریات سے ہٹنا پڑے یا مذہب اور اقدار کی حد بندیوں کی طرف سے چشم پوشی کرنی پڑے۔ جب وہ ہر قیمت ادا کرنے کے لیے تیار تھی تو پھر اسے قیمت چکانی ہی تھی۔

"ردا تم رو رہی ہو۔"

اس کی آواز میں اتنا دکھ تھا کہ ردا چونک اٹھی۔ اسے خود اپنے گالوں پر بہتے پانی کا احساس نہیں ہوا تھا۔ اس نے جلدی جلدی ہتھیلی کی پشت سے آنسو پونچھتے ہوئے خود کو سنبھالا۔

"میں آپ سے ملنا چاہتی ہوں۔"

"کیوں...؟"

وہ بری طرح چونکا۔

"وہ... وہ میں آپ کو فون پر نہیں بتاسکتی۔ مگر میرا آپ سے ملنا بہت ضروری ہے۔ آپ... آپ میرے گھر آجائیں۔"

ردا نے بمشکل خود پر ضبط کرتے ہوئے اپنی آواز کو لڑکھڑانے سے روکا۔

"لیکن... میں تمہارے گھر کیسے آسکتا ہوں۔"

وہ الجھن بھرے لہجے میں بولا۔

"کیوں... کیوں نہیں آسکتے' پہلے بھی تو کتنی بار آئے ہیں۔ صبح میں یونیورسٹی جانے سے پہلے آسکتے ہیں' نہیں تو بعد میں آجائیے گا۔"

ردا کے لہجے میں اصرار سے زیادہ ایک طرح کی دھونس تھی اور اس کی توقع کے عین مطابق دوسری طرف اس نے ردا کی دھونس میں آئے بغیر فون پر ہی اس کے بلانے کی وجہ پوچھنا شروع کردی۔ البتہ ایک چیز نے ردا کو ضرور حیران کیا تھا اور وہ تھی اس کے لہجے میں رچی بے بسی۔

وہ جس طرح اس سے ملنے سے انکار کررہا تھا۔ اس سے صاف لگ رہا تھا جیسے وہ خود بھی اس سے ملنا چاہ رہا

ہو۔ مگر درمیان میں کوئی چیز مانع آرہی ہو۔ ردا وجہ جانتے ہوئے بھی اس کی جان چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھی۔ کیونکہ وہ ہر حال میں اس کا کھوج لگانا چاہتی تھی۔ وہ اس سے بدلہ تو شاید نہیں لے سکتی تھی۔ مگر وہ یہ جاننا ضرور چاہتی تھی کہ اس کے جذبوں کو پامال کرنے والا ہے کون۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ اس تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ اگر وہ فون کرنا چھوڑ دیتا تو وہ کبھی یہ جان نہیں سکتی تھی کہ وہ کون تھا۔ اسی لیے ردا نے اسے گھر آنے کی دعوت دی تھی۔ وہ جانتی تھی۔ وہ ہرگز ہامی نہیں بھرے گا۔ مگر اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا وہ اس گتھی کو کیسے سلجھائے۔ ایک طرح سے اس نے اندھیرے میں تیر چلایا تھا کہ شاید وہ ردا کو کچھ بتانے کے لیے تیار ہو جائے۔ وہ اس پر یہ ظاہر بھی نہیں کرنا چاہتی تھی کہ وہ اس کی سازش سمجھ گئی ہے۔ ورنہ تو وہ کبھی فون نہ کرتا۔ اسی لیے اس کے مسلسل انکار پر ردا بری طرح چڑ گئی۔ وہ پہلے ہی روہانسی ہو رہی تھی۔ اس وقت تو اس کی آواز بھی بھرا گئی۔

"جب میں کہہ رہی ہوں، میں فون پر نہیں بتا سکتی تو آپ بار بار ایک ہی سوال کیوں پوچھ رہے ہیں۔ میرے گھر آنا آپ کے لیے ایسا کون سا مشکل کام ہے۔ لیکن آپ کو شاید میری پریشانی کا احساس ہی نہیں۔ آپ کو صرف اپنے آپ سے غرض ہے۔ مجھ پر کیا گزر رہی ہے اس کی کوئی فکر نہیں۔"

ردا نے بہت مشکل سے خود کو مزید کچھ کہنے سے روکا تھا۔ ورنہ تو اس کے اندر ایک لاوا پک رہا تھا۔ اگر وہ کچھ دیر اور بولتی تو وہ لاوا پھٹ کر باہر آجاتا۔

"ایسے مت کہو ردا، مجھے تمہاری بہت فکر ہے، لیکن ہر فکر پر میرا ایک ڈر حاوی ہو جاتا ہے تمہارے چھن جانے کا ڈر، میں تمہیں کسی بھی قیمت پر کھونا نہیں چاہتا۔ آئی رئیلی لو یو ردا۔"

ردا کی ہتھیلیوں تک میں پسینہ آگیا تھا۔ وہ ریسیور کریڈل پر ڈال کر ایسے پیچھے ہٹی تھی جیسے کسی سانپ نے ڈنک مار دیا ہو، اتنا واضح اقرار سن کر وہ بری طرح خوف زدہ ہو گئی تھی۔ اسے کھوجنے کے خیال پر لعنت

بھیجتے ہوئے وہ اپنے کمرے کی طرف دوڑ پڑی۔

وہ جو کوئی بھی تھا اسے پتا کرنے کی قطعاً" ضرورت نہیں تھی۔ اسے صرف خاموشی اختیار کر کے اس کھیل کو ختم کر دینا چاہیے تھا۔ اس نے جس شدت سے آخری جملہ ادا کیا تھا وہ ردا کو اچھا خاصا ہراساں کر گیا تھا۔ بے اختیار وہ اس پل کو کوسنے لگی تھی۔ جب اس نے ولید کے پہلی بار پوچھنے پر اسے فون کرنے کی اجازت دی تھی۔

☼ ☼ ☼

اگلے چار دن مکمل خاموشی سے گزر گئے۔ حالانکہ اس کا فون اگلے دن اپنے مخصوص ٹائم پر بجا تھا۔ ردا دھڑکتے دل کے ساتھ گھنٹی کی آواز سنتی رہی۔ مگر اپنے بستر سے ہلی تک نہیں، لیکن جب ابو کے کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی تو وہ اٹھ کر تیزی سے زینے کے پاس آکھڑی ہوئی۔ چاروں اور پھیلی گہری خاموشی میں ابو کے کئی بار ہیلو کہنے کی آواز صاف سنائی دی تھی۔ پھر ابو نے غالباً" کچھ بڑبڑاتے ہوئے فون بند کر دیا تھا۔ اس دن کے بعد سے ردا نے دو بجے گھنٹی کی آواز نہ سنی۔ جانے اس نے فون کرنا چھوڑ دیا تھا یا ابو رات کو سونے سے پہلے تار نکال دیا کرتے۔ بہرحال اس کا فون نہ آنے پر ردا کو ایک اطمینان ہوا تھا یہ اور بات تھی کہ ایک بے کلی اسے ہر وقت ستائے رکھتی۔ وہ اس کا فون اٹینڈ نہیں کرنا چاہتی تھی۔ لیکن وہ اس کے مقررہ وقت تک سو بھی نہیں پاتی تھی۔ اتنے عرصے میں وہ شخص ردا کے اتنے قریب آگیا تھا کہ اس کا خیال جھٹکنا ردا کے لیے اتنا آسان نہیں تھا، کتنے ہی موضوعات پر انہوں نے باتیں کی تھیں اور کتنے گھنٹوں کی تھیں۔ غیر ارادی طور پر ہر موقع پر نہ چاہتے ہوئے بھی اسے اس کی کہی کوئی نہ کوئی بات یاد آہی جاتی، مگر وہ اگلے ہی پل اس کا خیال یہ سوچ کر جھٹک دیتی کہ وہ ایک فراڈ شخص تھا۔ جس نے اسے دھوکا دیتے ہوئے بے وقوف بنایا۔ یقیناً" اپنے اس کارنامے پر وہ اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر خوش ہوتا ہو گا اور اس کی تمام گفتگو مرچ

مسالے کے ساتھ انہیں سناتے ہوئے ایک فخر محسوس کرتا ہوگا۔

یہ سب سوچتے ہوئے وہ اپنے اندر اترتے خالی پن پر ایک لمحے میں قابو پالیتی۔ اسے یقین تھا وقت کے ساتھ ساتھ وہ اس حادثے کو بھول جائے گی، مگر اسے امید نہیں تھی کہ قسمت اسے اتنی مہلت بھی نہیں دے گی۔

اچانک خالہ جان کی طبیعت خراب ہوگئی اور انہیں اسپتال میں ایڈمٹ کردیا گیا۔ یہ اطلاع پاتے ہی وہ سب فوراً" اسپتال روانہ ہوگئے۔ وہاں جاکر ولید کو دیکھ کر پہلی بار ردا کو کچھ محسوس نہیں ہوا۔ تب تو اس نے یہ سوچ کر خود کو تسلی دے دی کہ خالہ جان کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔ اتنی پریشانی میں وہ خود سے اور کیا توقع کررہی ہے، لیکن طبیعت کچھ سنبھلنے کے بعد جب وہ بولنے کے قابل ہوئیں اور جو فرمائش انہوں نے سب کے سامنے رکھی اسے سن کر ردا جیسے سکتے میں چلی گئی۔

ان کی جان بچ گئی تھی۔ مگر ان کی حالت اب بھی نازک تھی۔ اسی لیے جب ردا نے ان کے پاس بیٹھتے ہوئے ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کی خیریت پوچھی تو انہوں نے کمزوری کے باوجود اس کے ہاتھ پر گرفت سخت کردی اور ابو کی طرف دیکھتے ہوئے نحیف سی آواز میں کہنے لگیں۔

"بھائی صاحب آپ اب میری بیٹی کو مجھے دے دیں۔ میں اپنا آخری وقت اس کے ساتھ گزارنا چاہتی ہوں۔"

ردا سانس تک لینا بھول گئی۔ ابو اور ان کے اردگرد کھڑے رشتے دار انہیں ایسی مایوسی بھری بات کہنے پر رسانیت سے ٹوکتے ہوئے تسلیاں دینے لگے۔ مگر خالہ جان نے سنی ان سنی کرتے ہوئے اپنی بات پر زور دے کر کہا۔

"ولید کا آخری سال ہے۔ اسے کہیں نہ کہیں جاب مل ہی جائے گی۔ تب بھی ردا کو آنا ہی ہے، لیکن پتا نہیں وہ سب دیکھنا میرے نصیب میں ہے یا نہیں' آپ بس میری امانت مجھے دے دیں۔ اسے بہو کی حیثیت سے اپنے گھر میں چلتے پھرتے دیکھنا میری اولین خواہش ہے۔ میرے اس ارمان کو مجھے پورا کرنے دیں۔" خالہ جان کے گلوگیر لہجے پر امی کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ ابو اور خالو ان دونوں کو ڈانٹ بھرے انداز میں دلاسے دینے لگے۔ تب ہی نرس کے آجانے پر ان سب کو وہاں سے اٹھنا پڑ گیا۔ باہر نکلتے ہی خالو' ابو کو کوریڈور کے ایک طرف لے گئے۔ ان دونوں کے بیچ کیا گفتگو ہورہی ہوگی اس کا اندازا ردا کو بخوبی تھا۔ ولید کے ساتھ شادی کرنے کے خیال سے ہی اسے اپنا وجود مردہ ہوتا محسوس ہورہا تھا اور یہ انکشاف اس کے لیے کافی تکلیف دہ تھا کہ اب اس کے دل میں ولید کے لیے کوئی جگہ نہیں رہی تھی۔ وہ کسی بھی حال میں اس کی زندگی میں شامل نہیں ہونا چاہتی تھی۔ اس کا بے گانہ رویہ یاد کرکے ردا اس کی طرف سے کوئی خوش آئند بات نہیں سوچ سکتی تھی۔ دوسری طرف نہ چاہتے ہوئے بھی وہ خود کو اس فون والے کے بارے میں سوچنے سے روک نہیں پارہی تھی۔ اس ذہنی کشمکش نے اسے ہلکان کردیا تھا۔ وہ گھر آکر بھی کافی مضمحل رہی تھی۔ اگلے دن جاتے وقت امی نے اس کی رہی سہی جان بھی نچوڑلی' امی کا کہنا تھا۔

"کل سے اسے کالج جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب اسے گھر پر آرام کرنا چاہیے۔ ابو اور خالو کے بیچ تمام مذاکرات طے ہوگئے ہیں۔ خالہ جان کے اسپتال سے ڈسچارج ہوتے ہی ایک تقریب میں اس کا نکاح کرکے اسے رخصت کردیا جائے گا۔"

چائے کی پیالی کی طرف جاتا اس کا ہاتھ ہوا میں ہی رک گیا تھا۔ امی کو اسپتال خالہ جان کے پاس جانا تھا۔ وہ عجلت میں میز سے اٹھ کر خالہ جان کے لیے سوپ وغیرہ تیار کرنے کچن میں چلی گئیں۔ انہوں نے ردا کی حالت پر دھیان ہی نہیں دیا۔ البتہ سندس بھابھی شرارت سے بولیں۔

"چائے ٹھنڈی ہورہی ہے۔ دل میں لڈو پھوٹ رہے ہوں۔ تب بھی پیٹ بھرنے کے لیے ٹھوس غذا ہی درکار ہوتی ہے۔"

بھابھی کے سلائس بڑھانے پر وہ جبراً مسکرادی اور جلدی سے پیالی ہونٹوں سے لگالی، تاکہ سلائس نہ لینا پڑے۔

"ویسے سچ پوچھو تو میں اس شادی پر زیادہ خوش نہیں ہوں، ایسی افراتفری کی شادیاں مجھے بالکل پسند نہیں خالہ جان کچھ زیادہ ہی جذباتی ہو رہی ہیں۔ ایک بار وہ ڈسچارج ہو کر گھر آہی جائیں گی۔ پھر آرام سے ساری رسمیں ہو سکتی ہیں۔ خدانخواستہ خالہ جان کس خطرے کے پیش نظر اتنی جلد بازی مچا رہی ہیں۔ پھر ولید کی ابھی کوئی جاب بھی نہیں ہے۔ شادی ہوتے ہی تم آٹے، دال کے بھاؤ کے چکر میں پڑ جاؤ گی۔ تمہارے بھائی کہہ رہے تھے کہ کل ولید نے بھی ہلکا سا احتجاج کیا تھا کہ پہلے مجھے کچھ بن تو جانے دیں، میں ابھی بیوی کی ذمہ داری اٹھانے کے قابل کہاں ہوں۔ اس پر تمہارے ابو نے کہا، تم فکر مت کرو، ہم تمہیں بہت اچھی جاب دلا دیں گے۔

تمہارے بھائی بتا رہے تھے یہ بات ولید کو پسند نہیں آئی۔ اس کے انداز سے لگ رہا تھا جیسے اسے ابو کی بات بہت ناگوار گزری ہو۔ تمہاری اگر ولید سے بات ہو تو اس سے پوچھ ضرور لینا۔ آخر اس میں حرج ہی کیا ہے۔ ابو اگر اس کی کہیں سفارش کریں گے تو وہ اس جاب کے پوری طرح اہل ہو گا۔ تب ہی کریں گے ابو کسی مستحق کا حق مارنے والوں میں سے تو نہیں ہیں اور کیا تم شادی کے بعد اپنی تعلیم جاری رکھ سکو گی۔ یہ سب باتیں پہلے ہی کنفرم کر لینی چاہئیں۔ امی، ابو اور خالو کو تو بس خالہ جان کی فکر ہے۔ لیکن مجھے لگ رہا ہے یہ سب کچھ زیادہ ہی جلدی ہو رہا ہے۔"

ردا ایک ٹک انہیں دیکھتی رہی۔ یقیناً" ولید کے احساسات بھی ایسے ہی ہوں گے۔ اسے بھی یہ سب کچھ زیادہ ہی جلدی لگ رہا ہو گا، لیکن وہ بھی ردا کی طرح انکار نہیں کر سکتا تھا۔

ردا کے پاس فرار کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ سوائے اس کے کہ وقتی طور پر وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کالج چلی جائے، مگر یہ جائے پناہ بھی اس سے جلدی ہی چھننے والی تھی۔ خالہ جان زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے میں گھر آجائیں گی۔ اگر اسے ایک ہفتے بعد رخصت ہونا تھا تو اس کی امی کا مطالبہ عین جائز تھا کہ اسے کالج چھوڑ کر گھر بیٹھ جانا چاہیے۔ پتا نہیں وہ اسے کل کالج جانے دیں گی بھی یا نہیں۔

یہی سب سوچتے ہوئے اس نے کلاس میں اپنی خالہ کی بیماری اور اپنی متوقع شادی کا ذکر کر دیا۔ ساری لڑکیاں سنتے ہی جوشیلی ہو گئیں۔ انہیں اس بات سے کوئی مطلب نہیں تھا کہ یہ شادی روایتی انداز میں ہو رہی ہے یا نہیں یا ردا کل سے کالج آسکے گی یا نہیں، وہ تو بس اسے مشورے دینے لگی تھیں۔

"نکاح میں ایسا جوڑا پہننا، فلاں کلر فیشن میں ہے، فلاں کلر فیشن میں نہیں ہے" "کوئی مایوں بٹھائے، نہ بٹھائے خود ہی اپنا ابٹن ملنا شروع کر دینا۔"

ان کی ہنسی مذاق اور چھیڑ چھاڑ پر وقتی طور پر ردا کی طبیعت پر چھایا بوجھل پن کچھ کم ہو گیا۔ اس لیے اگلے دن امی کے منع کرنے کے باوجود وہ کالج جانے کے لیے تیار ہو گئی۔ وہ زیادہ سے زیادہ وقت اپنی دوستوں کے ساتھ گزارنا چاہتی تھی۔ جن سے اس کا ساتھ بہت جلد چھوٹنے والا تھا۔ اس پر ابو نے بھی گھر سے نکلتے نکلتے اس کی حمایت کر دی۔

"ایسا کون سا آرام کرنا ہے اسے جو وہ کالج نہیں جا سکتی۔ شادی ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ پڑھائی سے غافل ہو جائے، بلکہ ردا کی یہی کوشش ہونی چاہیے کہ وہ شادی کے بعد بھی اپنی پڑھائی جاری رکھے۔"

ابو کے حتمی انداز پر امی کے کچھ کہنے کی گنجائش نہ رہی۔

ردا معمول کے مطابق چلتی اسٹاپ پر آکھڑی ہوئی۔ گھر میں وہ جتنی دیر رکتی اس کی شادی کا ہی ذکر ہوتا رہتا اس لیے وہ وقت سے پہلے ہی نکل آئی تھی اور اپنی سوچوں میں اتنی غرق تھی کہ اس نے غور ہی نہیں کیا کہ اسٹاپ کے پاس ایک عدد کار کھڑی تھی اور کار میں بیٹھا شخص اسے آتا دیکھتے ہی کار سے اتر آیا۔ ردا تو

تب چونکی جب وہ اس کے عین سامنے آکھڑا ہوا۔ ردا نے ایک غیر ارادی نظر اس پر ڈال کر اپنا رخ موڑنا چاہا تھا۔ مگر اس پر نظر پڑتے ہی وہ چونک اٹھی۔ بہت ہفتوں پہلے اسی جگہ اس شخص نے ردا سے پانچ سو روپے کا تقاضا کیا۔ جو ردا نے صرف اپنی جان چھڑانے کے لیے دے دیا تھا اور اس کا جان چھڑانا ہی اس کی جان کو آگیا تھا۔ کلاس میں مذاق بننے کے ساتھ ساتھ اسے ولید کے سامنے بھی شرمندہ ہونا پڑا تھا۔

ردا نے اسے دیکھتے ہی بے اختیار چاروں طرف کا جائزہ لیا۔ اس کے اس انداز پر نووارد کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

"بے فکر رہو' آج یہاں کوئی ــــ کیمرا نہیں ہے۔"

ردا کی رگوں میں خون منجمد ہو گیا تھا۔ وہ سفید پڑتے چہرے کے ساتھ اسے دیکھنے لگی۔ جس کا چہرہ وہ تقریباً فراموش کر چکی تھی۔ مگر اس آواز کو پہنچاننے میں وہ کبھی غلطی نہیں کر سکتی تھی۔ ایک بار اسے ولید کی آواز پہچاننے میں دھوکا ہو سکتا تھا' مگر اس آواز کو وہ نیند میں بھی نہیں بھول سکتی تھی۔

وہ جس قسم کے تاثرات کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی وہ اس شخص پر بھی بہت کچھ باور کرا گیا تھا۔ تب ہی وہ نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبائے کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گیا۔ مگر ردا کو بدستور شاک میں گھرا دیکھ کر اسے گہرا سانس کھینچ کر خاموشی توڑنی پڑی۔

"میرا نام الیاس ہے۔ ویسے تو تم مجھے اچھی طرح جانتی ہو' لیکن تمہیں میرا نام نہیں معلوم تھا۔ اس میں سارا قصور میرا تھا اور میں اپنی غلطی کی معافی مانگنے ہی آیا ہوں۔ ردا کیا تم مجھے معاف کر سکتی ہو۔"

ردا ایسے ششدر کھڑی تھی کہ کچھ کہنا تو در کنار وہ اس کی بات سننے اور سمجھنے کے بھی قابل نہیں تھی۔ مگر اس کے منہ سے معافی کا لفظ ادا ہوتے ہی ردا کا سکتہ ٹوٹ گیا۔ وہ ایسے بپھر اٹھی تھی کہ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ اسے کیا کہے اور کیا نہ کہے۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے سامنے آنے کی اور اس پر میرے روبرو کھڑے ہو کر مجھ سے معافی کے طلب گار ہو۔ معافی؟ تمہیں معافی کا مطلب معلوم ہے' تمہیں پتا ہے' تم نے کیا' کیا ہے' تم نے غلطی نہیں کی' جس پر معاف کیا جا سکے۔ تم.... تم نے جان بوجھ کر پوری پلاننگ کے ساتھ مجھے.... کیوں.... کیوں کیا تم نے ایسا.... کیا یہ بھی کوئی چیلنج تھا۔ کوئی شرط یا کوئی.... کوئی...."

غصے کی شدت سے ردا سے بولا نہیں جا رہا تھا اور غصہ تھا کہ بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبائے سر جھکائے کھڑا تھا۔ اس کا پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے گم سم سا انداز ردا کو مزید سلگا رہا تھا۔ مگر حلق میں بنتے آنسوؤں کے گولے نے اسے بات پوری کرنے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔ تب وہ سر اٹھا کر اس کے دھواں دھواں ہوتے چہرے کو دیکھنے لگا۔

"ہاں.... یہ سب میں نے ایک چیلنج کے طور پر ہی کیا تھا۔ تم نے جو کچھ میرے بارے میں کہا تھا۔ وہ سب جب میری کزن بینش نے گھر آکر میرے سارے کزنز کے سامنے مجھے بتایا تو ان سب نے میرا خوب مذاق اڑایا تھا۔ میں ضدی نہیں ہوں' لیکن جب کوئی مجھے ضد دلا دے تو میں تب تک سکون سے نہیں بیٹھتا جب تک خود کو ثابت نہ کر دوں۔"

ردا اس کی کوئی بات سننا نہیں چاہتی تھی۔ اس نے الیاس کی بات کاٹنے کے لیے منہ کھولا بھی تھا۔ مگر بینش کا نام آتے ہی اس کی آواز حلق میں ہی گھٹ گئی۔ اس کے ذہن میں الجھی تمام گتھیاں خود بخود سلجھ گئیں' بلکہ اسے تو بہت پہلے ہی سمجھ جانا چاہیے تھا کہ اس سارے کھیل کے پیچھے سوائے بینش کے اور کسی کا ہاتھ نہیں ہو سکتا۔ صرف ایک وہی تھی جو یہ جانتی تھی کہ ولید اس کے ساتھ کس طرح پیش آیا تھا۔ جب اس نے ولید کے کمرے سے اس کی تصویر نکالنے کی کوشش کی تھی۔

صرف اسی کو ردا نے اپنا ہم راز بنایا تھا اور وہ اس کے راز کا اشتہار لگا آئی تھی۔ ردا کو تو کیا کالج کی کسی لڑکی کو بھی یہ خیال نہیں ہوگا کہ بینش صرف کالج میں

ہی ڈھنڈورا نہیں پیٹتی، بلکہ وہ اپنی دوستوں کی باتیں اپنے گھر جاکر اپنے کزنز یہاں تک کے اپنے گھر کے نوکروں کو بھی بتادیتی ہے۔

ردا الیاس کو صفائی کا کوئی موقع نہیں دینا چاہتی تھی۔ مگر وہ یہ ضرور جاننا چاہتی تھی کہ اس کہانی میں بینش کا کیا کردار ہے۔ جس اذیت سے وہ گزری ہے اس میں الیاس کے ساتھ بینش کس حد تک ذمہ دار ہے۔ اس لیے جیسے ہی الیاس سانس لینے کے لیے رکا ردا نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"کیا بتایا تھا بینش نے تمہیں، کیا کہا تھا میں نے تمہارے بارے میں۔"

ردا کے پوچھنے پر وہ ایک نظر اس پر ڈال کر سڑک پر رواں دواں ٹریفک کو دیکھتے ہوئے لاپروائی سے بولا۔

"چھوڑو وہ سب۔ تم نے چاہے جو بھی کہا تھا مجھے تمہارے ساتھ ایسے نہیں کرنا چاہیے تھا۔ میں اپنی غلطی مانتا ہوں۔ دراصل میرا ارادہ تمہیں صرف ایک دفعہ فون کرنے کا تھا۔ میں تمہارے ساتھ کوئی بہت لمبا چوڑا فلرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا اور نہ ہی مجھے یہ امید تھی کہ تم اتنی آسانی سے میرا یقین کروگی۔ آخر ولید تمہارا منگیتر ہونے کے ساتھ ساتھ تمہارا کزن بھی تھا۔ تم ایک نہیں تو دوسری کال میں سمجھ ہی جاؤ گی کہ میں ولید نہیں ہوں۔ صرف آواز ہی نہیں انسان کو پہچاننے کے اور بھی کئی طریقے ہوتے ہیں۔ خاندان میں تو ہزاروں ایسی باتیں ہوتی ہیں جو سب کے علم میں ہوتی ہیں اور میں تو یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ ولید کے گھر میں کون کون ہے۔ تمہارے بارے میں تو بینش نے پھر بھی بہت کچھ بتایا تھا اور اس پروگرام میں آنے کے بعد تو وہ اکثر تمہارا ذکر کرنے لگی تھی۔ اسی لیے جب میں نے تمہیں پہلی دفعہ فون کیا تو میں نے بینش کو بھی نہیں بتایا تھا کہ میں کیا کرنے جارہا ہوں، کیونکہ اگر میں اسے کچھ بتاتا تو وہ اگلے دن ہی تمہیں سب بتادیتی۔ وہ خود تک کوئی بات رکھ ہی نہیں سکتی۔ اس لیے تم پلیز اس سے بدگمان مت ہونا۔ اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ میں نے اس کی بے خبری میں اس کے موبائل سے تمہارا نمبر نکال کر تمہیں فون کیا تھا۔ جب تم سے معافی مانگنے کے بعد میں نے تمہیں کبھی کبھی فون کرنے کی اجازت مانگی تھی۔ تب میرا ارادہ صرف تمہاری کال ریکارڈ کرنے کا تھا۔ میں بینش اور دوسرے کزنز کو دکھانا چاہتا تھا کہ میں جو ٹھان لیتا ہوں وہ کر گزرتا ہوں۔

لیکن تمہاری کال ٹیپ کرنے کے بعد بھی میں تمہارا فون انہیں سنا نہیں سکا۔ تم سے بات کرکے مجھے لگا بینش نے کہیں نہ کہیں تمہارے بارے میں غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ مجھے تو پہلی ملاقات میں ہی تم بہت سلجھی ہوئی اور بہت معصوم لگی تھیں۔ خیر اس وقت تو میں جانتا بھی نہیں تھا کہ تم بینش کی دوست ہو۔ وہ پروگرام آن ایئر جانے کے بعد بینش نے مجھے تمہارے بارے میں بتایا تھا۔ حالانکہ تمہارا ذکر وہ اکثر کرتی تھی۔ مگر تب مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم ہو کون۔ میں نے جب تمہاری پہلی کال ریکارڈ کی تو مجھے لگا اس کال میں تو کوئی خاص بات ہے ہی نہیں۔ مجھے ایک بار اور فون کرنا چاہیے۔ میں کوئی ایسی کال ریکارڈ کرنا چاہتا تھا جو میں اپنے کزنز کو سناؤں تو یہ جتا سکوں کہ میں نے کوئی معمولی کام نہیں کیا۔

لیکن جو بات چیت میں نے چیلنج کے طور پر شروع کی تھی۔ وہ میری زندگی کا حاصل بن گئی۔ میں سارا دن صرف تم سے بات کرنے کا انتظار کیا کرتا تھا۔ تمہاری کئی کالز ٹیپ کرنے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ میں تمہارا فون کسی کو سنانا ہی نہیں چاہتا، ہر کال کو میں اس لیے ریجیکٹ نہیں کرتا کہ اس میں کوئی چونکانے والی بات نہیں ہے۔ بلکہ میں ہر کال کو اس لیے رد کرتا ہوں۔ تاکہ دوبارہ تم سے بات کرنے کا بہانہ مل جائے۔

بہت بار میں نے سوچا کہ تمہیں سچ بتادوں۔ لیکن پھر خیال آتا اس طرح تو تم مجھ سے بات کرنا ہی چھوڑ دوگی۔ میں نے کہا تھا نا میں تمہیں کھونا نہیں چاہتا۔ لیکن جھوٹ کی بنیاد پر کوئی رشتہ کب تک قائم رہ سکتا ہے۔ آخرکار تم سمجھ ہی گئیں۔ تب ہی تم نے میرا فون اٹینڈ کرنا چھوڑ دیا۔ محض ان چند دنوں میں ہی تم سے

بات کیے بغیر میرا ایک ایک لمحہ کیسے گزرا ہے۔ میں بتا نہیں سکتا۔ لیکن میں صرف یہ سوچ کر خاموش ہوگیا تھا کہ تمہارے گھر میں کسی نے تمہیں مجھ سے بات کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ ہو سکتا ہے اسی وجہ سے تم احتیاط کر رہی ہو۔ ایک بار تم اس ڈپریشن سے نکل آؤ' پھر میں تم سے صاف بات کروں گا۔ لیکن جب بینش نے مجھے بتایا تمہاری شادی ہو رہی ہے' تب میں خود کو روک نہ سکا۔ ردا میں شاید کبھی تمہارے سامنے آکر یہ سب کہنے کی ہمت نہ کر پاتا' لیکن میں تمہیں کسی اور کا ہوتا نہیں دیکھ سکتا۔"

"شٹ اپ۔"

ردا کی برداشت جواب دے گئی تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اس کے ساتھ کیا سلوک کر ڈالے۔ اس نے ردا کا فون ریکارڈ کیا تھا۔ تاکہ اپنے کزنز کو سنا سکے اور انہیں دکھا سکے کہ میں کتنی آسانی سے اس لڑکی کو بے وقوف بنا رہا ہوں۔ حالانکہ اس لڑکی کا منگیتر اس کا سگا خالہ زاد ہے۔ پھر بھی میں نے ایسے شاطر دماغ کے ساتھ بازی کھیلی کہ اس لڑکی کو ایک لمحے کے لیے احساس نہیں ہونے دیا کہ وہ کس سے مخاطب ہے۔

وہ بینش کی رگ رگ سے واقف تھی۔ الیاس بھلے اسے نہیں بتا رہا تھا' مگر ردا کو اچھی طرح پتا تھا کہ بینش نے الیاس سے کیا کہا ہوگا۔

اس دن ولید کے گھر سے آکر وہ بہت ڈپریس تھی اور اسی ڈپریشن میں جب اگلے دن بینش نے اس کی وجہ پوچھی تب ردا نے غم و غصے کی حالت میں اس کے کزن کو کافی کچھ کہہ دیا تھا۔ اسے یاد تھا اس نے بڑی تلخی سے کہا تھا۔

"ایسا کون سا کارنامہ انجام دے دیا تھا اس نے جس پر وہ اتنا اترا رہا تھا۔"

اور یہ کہ۔۔۔

"ایسی کون سی بہادری کا مظاہرہ کر دیا ہے' یہ کام تو کوئی بھی کر سکتا ہے۔"

اس کی کہی یہ سب باتیں بینش نے اپنی عادت کے مطابق بہت سارے اضافے کے ساتھ الیاس کو بتائی ہوں گی۔ تب ہی اس کے کزنز نے اس کا خوب ریکارڈ لگایا ہوگا۔ جس کے نتیجے کے طور پر وہ اس سے بڑا کارنامہ انجام دینے کے لیے میدان میں کود پڑا اور یہ کام اس کے لیے واقعی بائیں ہاتھ کا کھیل ثابت ہوا تھا اور کیوں نہ ہوتا۔ عقل مند دشمن' بے وقوف دوست سے بہتر ہوتا ہے۔ اس کے ہر راز' اس کی زندگی کی ہر بات' اس کی تمام کمزوریوں اور تمام ترجیحات سے باخبر اس کی دوست کا تعاون جو اسے حاصل تھا۔

لیکن اس میں غلطی بینش کی بھی نہیں تھی۔ سارا قصور اس کا اپنا تھا۔ بینش کی فطرت سے اچھی طرح آگاہ ہونے کے باوجود اس نے اپنے اور ولید کے بارے میں اسے سب کچھ بتا دیا۔ جس راز کو انسان خود راز نہیں رکھ سکتا۔ اسے کوئی دوسرا بھی پوشیدہ نہیں رکھ سکتا اور بینش تو وہ ہستی تھی جو سامنے والے کو چوراہے پر لا بٹھاتی تھی۔ وہ تو ان تمام دوستوں کی ساری باتیں گھر جا کر سب کو بتاتی ہوگی جو باتیں دلچسپی کی حامل ہوں وہ لڑکے بھی بیٹھ کر سن لیتے ہوں گے اور اگر دلچسپی کا عنصر کم ہوتا ہوگا یا کوئی کسر رہتی ہوگی تو بینش اپنی طرف سے ڈھیر سارا مواد شامل کر کے پورا کر دیتی ہوگی۔

ردا بیک وقت حیرت' دکھ' صدمے اور تذلیل کے احساس سے ادھ موئی ہو گئی تھی۔ وہ الیاس کو بے بھاؤ کی سنا دینا چاہتی تھی۔ مگر وہ ایسی کسی خواہش پر عمل کرنے کے قابل نہیں تھی۔ ورنہ جو آنسو اس نے بمشکل روک رکھے تھے وہ چھلک پڑتے اور وہ اس کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی۔ اس لیے تیزی سے گھر کی طرف مڑ گئی۔ اسے اس بات کا بھی ہوش نہیں تھا کہ اس کی بس آکر گزر بھی گئی وہ صرف جلد سے جلد یہاں سے چلی جانا چاہتی تھی۔ مگر الیاس اس موقع کو گنوانا نہیں چاہتا۔ وہ اس کے راستے میں آکھڑا ہوا۔

"ردا میں جانتا ہوں تمہیں بہت دکھ ہوا ہے' اگر تمہاری شادی اتنی ایمرجنسی میں نہ ہو رہی ہوتی تو میں تمہیں ہرگز اس طرح پریشان نہ کرتا۔ تمہیں ولید کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کرنا ہوگا۔" وہ سائیڈ سے

کترا کر نکل جانا چاہتی تھی۔ مگر الیاس کی بات نے اس کے قدم زمین پر جکڑ لیے۔ وہ ایسے الیاس کو دیکھنے لگی جیسے اپنی سماعت پر شک ہو رہا ہو یا اس کی دماغی حالت پر' جبکہ وہ اس کے ردعمل کی پروا کیے بغیر اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہتا رہا۔

"ولید کو تمہاری ضرورت ہے' نہ تمہاری قدر' وہ تمہارے قابل ہی نہیں ہے۔"

"اور تم میرے قابل ہو۔"

ردا رونا دھونا بھول کر تڑخ کر بولی۔

"تم جو میرے جذبات سے کھیلتے رہے۔ مجھے بے وقوف بناتے رہے' کیا تم میرے قابل ہو' اگر تمہیں میرے ساتھ فلرٹ کرنا تھا تو اپنے نام اور اپنی اصل پہچان کے ساتھ میرے سامنے آتے اور پھر دیکھتے کہ میں تمہارے ساتھ بات کرنے کے لیے تیار ہوتی یا نہیں۔

جو شخص میرا فون ٹیپ کرے' تاکہ اپنے کزنز کو سنا کر ایک چیلنج جیت سکے اور اپنی دھاک بٹھا سکے وہ میری نظروں میں کبھی معافی کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ نہ کل' نہ آج اور نہ آنے والے کل میں۔"

ردا کے لہجے میں اتنی نفرت تھی کہ الیاس کچھ لمحوں کے لیے کچھ بول ہی نہ سکا۔ بڑی دیر بعد اس نے دھیمی آواز میں کہا۔

"لیکن وہ کالز میں نے کسی کو سنائیں نہیں۔"

"تو کیا احسان کیا؟ یہ بھی تو تمہارا ہی بیان ہے کہ تم نے کسی کو نہیں سنائیں اور اگر سنا بھی دیتے تو کیا فرق پڑتا' میں نے بھی تم سے کوئی قابل اعتراض بات نہیں کی ہاں میری غلطی بس اتنی ہے کہ مجھے تم سے بات کرنی ہی نہیں چاہیے تھی۔"

نہایت برہمی سے شروع کے جملے کو ختم کرنے تک اس کے لہجے میں یاسیت گھل گئی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے وہ منظر گھومنے لگا جب اس نے بڑے فخر کے ساتھ سر اٹھا کر بینش کے سامنے مذہب اخلاق اور محرم نامحرم کی تقریر جھاڑی تھی' لیکن ولید کی طرف سے آنے والے ایک فون نے اس کے سارے فلسفے بھلا دیے۔ غلطی تو خود اس کی تھی۔ وہ دوسروں کو کیا الزام دیتی' پہلی بار جب الیاس نے فون کرنے کی اجازت مانگی تھی۔ تب ہی اس نے دل کی فریاد سننے کی بجائے دماغ کا استعمال کرتے ہوئے کہہ دیا ہوتا۔

"آپ امی' ابو سے پوچھ لیں' اجازت دینے کا حق میرے پاس نہیں ہے۔"

تو یہ معاملہ شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جاتا۔ الیاس کی جگہ اگر سچ مچ ولید بھی ہوتا' تب بھی اس کا بھرم رہ جاتا وہ ولید کی نظروں میں بھی معتبر رہ جاتی اور خود اپنی نظروں سے بھی گرنے سے بچ جاتی۔ اب کل کو یہ سب بینش کو بھی پتا چل گیا تو وہ تو ساری کلاس کو خبر کر دے گی۔ اس کا دل چاہ رہا تھا وہ کچھ کھا کر خود کو ختم کر لے' لیکن اگر اس نے ولید کو پہلے دن ہی ایسا کوئی جواب دیا ہوتا تو اول تو ولید' ابو سے اجازت مانگنے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا۔ دوئم ابو ایسی کوئی فرمائش کبھی منظور نہ کرتے اور یہی تو وہ اس وقت نہیں چاہتی تھی۔

اس کے چہرے پر پھیلتا ملال دیکھ کر الیاس کچھ مضطرب سا دکھائی دینے لگا تھا۔ وہ عجیب بے بسی سے بولا۔

"ردا میں اپنے کیے پر بہت شرمندہ ہوں۔ پلیز میرا یقین کرو پہلی بار میں نے تمہیں ہرانے کے لیے ہی فون کیا تھا۔ مگر پھر میں خود ہی تمہارے آگے ہار گیا اور اس حقیقت سے تو تم بھی انکار نہیں کر سکتیں کہ ولید نے تم سے کبھی محبت نہیں کی' تمہیں اس کے رویے نے ہمیشہ چوٹ پہنچائی تھی۔ شادی کے بعد بھی اس کا رویہ ایسا ہی رہے گا۔ کیونکہ وہ ہے ہی ایسا سرد' سپاٹ اور جذبات سے عاری۔ پھر آخر تم اس سے شادی کیوں کرو کیا ساری زندگی اس کے ہاتھوں دی گئی اذیت سہنے کے لیے۔ وہ ایسے ہی تمہاری ذات سے لاتعلق بنا رہے گا' جبکہ میں تمہیں ہمیشہ خوش رکھوں گا' تمہارا اتنا خیال رکھوں گا کہ تم ولید کو بھول جاؤ گی۔ ولید تو کیا دنیا کا کوئی بھی شخص تمہیں مجھ سے زیادہ پیار نہیں کر سکتا۔"

ردا کو خود نہیں پتا تھا' اس میں اتنی ہمت کہاں سے آگئی' اس نے بغیر سوچے سمجھے ایک زوردار طمانچہ اس کے منہ پر مارا تھا اور کا ردعمل دیکھے بغیر تیزی سے کتراتی ہوئی اپنے گھر کی طرف دوڑ پڑی۔

اس کے آنسو تواتر سے بہہ رہے تھے۔ گھر پہنچ کر اس نے بمشکل امی اور بھابھی کو یہ کہہ کر مطمئن کیا کہ وہ بس میں چڑھتے ہوئے گر گئی۔ امی تو سنتے ہی فکرمند ہوگئیں۔ وہ پہلے ہی اس کے کالج جانے کے حق میں نہیں تھیں۔ اب تو انہوں نے سختی سے منع کردیا۔ ردا بغیر کوئی بحث کیے بے آواز روتی رہی اور اتنی دیر تک روتی رہی کہ امی کو اسے ٹوکنا پڑا۔

"آخر ایسی کون سی چوٹ لگ گئی جو تم روئے ہی چلی جارہی ہو۔"

"کبھی کبھی گرنے کا احساس چوٹ سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔"

ردا کے دھیرے سے کہنے پر امی سندس بھابھی کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگیں' جیسے اس کی بات کا مطلب پوچھ رہی ہوں۔

"ارے چھوڑیں امی' اسے کوئی چوٹ ووٹ نہیں آئی۔ بس سے گر کر ڈر گئی ہے کہ اگر کوئی داغ یا نشان پڑ جاتا تو شادی خراب ہوجاتی۔"

بھابھی کے شرارت بھرے جملے پر اس کا دل کٹ گیا تھا۔

اپنے کمرے میں جاکر بھی وہ کافی دیر تک روتی رہی تھی۔ مگر اتنے آنسو بہاکر بھی اس کا دل ہلکا نہیں ہوا تھا۔ امی اور بھابھی نے اسے خالہ کے پاس اسپتال چلنے کے لیے کہا تو اس نے صاف انکار کردیا۔ وہ یہی سمجھے کہ وہ ولید کا سامنا کرنے سے کترا رہی ہے اور یہ بات بالکل صحیح بھی تھی۔ مگر اس کی وجہ کوئی حجاب نہیں' بلکہ ایک اضطراب تھا۔ الیاس کی باتوں نے اس کا ذہن بری طرح منتشر کردیا تھا۔ وہ واقعی اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتی تھی کہ ولید کا رویہ شادی کے بعد بھی ایسا ہی رہے گا۔ کیونکہ واقعی اس کا مزاج ایسا ہی تھا سرد' سپاٹ اور جذبات سے عاری۔

"دنیا کا کوئی بھی شخص تمہیں مجھ سے زیادہ پیار نہیں کرسکتا۔"

الیاس کا بھرپور یقین سے کہا گیا جملہ بار بار اس کے ذہن میں گونج رہا تھا۔ وہ بے اختیار آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی' اپنا اجڑا ہوا عکس دیکھ کر اس کا تاسف بڑھنے لگا۔

"تو کیا میں بھی یہی چاہتی ہوں۔"

اسے صرف دوسروں نے ہی نہیں خود نے بھی بہت مایوس کیا تھا۔ وہ بچپن سے ولید کو چاہتی تھی اور آج جبکہ اسے پانے کا وقت آیا تھا تو اس کی چاہت بدل گئی تھی۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ محبت بانٹنے سے بڑھتی ہے۔ یکطرفہ محبت کو کوئی کب تک نباہ سکتا ہے۔

"تو کیا تم اسے معاف کردو گی۔"

اسے لگا جیسے آئینہ اس سے سوال کررہا ہو۔

جس نے تمہیں دھوکا دیا' تمہارے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی اور تمہاری لاعلمی کا فائدہ اٹھایا' اس کے ایک اقرار پر تم سب کچھ بھول بھال کر اسے قبول کرلو گی؟"

ردا کا سر آہستہ آہستہ نفی میں ہلنے لگا۔ اس نے بڑی بے دردی سے اپنے گالوں پر بہتے آنسوؤں کو دونوں ہتھیلیوں سے رگڑ کر پونچھ لیا۔ اپنی انا کی ہار اسے کسی طور منظور نہیں تھی۔

☼ ☼ ☼

خالہ جان اسپتال سے ڈسچارج ہوکر گھر آئیں تو دونوں طرف شادی کی تیاریوں نے زور پکڑ لیا۔ حالانکہ پہلے ان کا ارادہ سادگی سے نکاح کردینے کا تھا۔ مگر خالہ جان کے ہزاروں ارمان جاگ اٹھے تھے۔ ان کی بے قراری ایسی تھی جیسے بس کسی بھی وقت انہیں کچھ ہوجائے گا۔ اس لیے وہ اپنی ساری حسرتیں نکال لینا چاہتی تھیں۔ ردا خاموش تماشائی بنی یہ سب دیکھ رہی تھی کہ ابو نے ایک دن اسے اپنے کمرے میں بلاکر حیران کردیا۔

انہوں نے اس کی مرضی پوچھنے کے لیے اسے بلایا اور وہ ہونقوں کی طرح ان کی شکل دیکھتی رہی تھی

شادی میں چند دن باقی تھے اور وہ اس سے اس کی رائے مانگ رہے تھے اس کی آنکھوں میں تحریر سوال پڑھ کر وہ گہرا سانس کھینچتے ہوئے کہنے لگے۔

"دراصل تم جس زندگی کی عادی ہو شاید ولید تمہیں ویسی زندگی نہ دے سکے۔ پہلے میری نظر میں ان آسائشوں کی اہمیت نہیں تھی لیکن جیسے جیسے شادی کا وقت قریب آرہا ہے مجھے لگ رہا ہے تمہارے ساتھ کہیں کچھ غلط ہو رہا ہے۔"

"آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں ابو آپ کو خوامخواہ وہم ہو رہا ہے۔"

ردا کو کچھ تو کہنا ہی تھا اس کی بات پر وہ پرسوچ انداز میں ایسے بولے جیسے اپنے آپ سے کہہ رہے ہوں۔

"مجھے وہم نہیں ہو رہا اصل میں ولید کا رویہ بہت عجیب ہے وہ کہہ رہا تھا تم اگر پڑھائی کروگی تو اس کی ماں کی خدمت کون کرے گا ماں کی خدمت اپنی جگہ لیکن تم کوئی۔۔۔ میرا مطلب ہے تمہاری پڑھائی اس لیے چھڑوا دینا کہ۔۔۔"

ابو ایسے چپ ہو گئے جیسے اپنا موقف سمجھانے کے لیے مناسب الفاظ کا چناؤ کر رہے ہوں حالانکہ ردا ان کا مطلب اچھی طرح سمجھ رہی تھی انہیں ردا کے خالہ جان کی خدمت کرنے سے کوئی پریشانی نہیں تھی بلکہ ان کے تفکر کی وجہ ولید کی ہٹ دھرمی تھی۔

"میں اس شادی کے لیے اتنی جلدی کبھی نہیں مانتا اگر تمہاری خالہ جان اتنا اصرار نہ کرتیں حالانکہ ان کی حالت تو اب کافی سنبھل گئی ہے ہمیں یہ شادی ولید کے جاب پر لگ جانے کے بعد ہی کرنی چاہیے جو لڑکا خود والدین پر انحصار کرتا ہو اس کے ساتھ کسی لڑکی کی شادی کر دینا اس لڑکی پر ایک طرح کا ظلم ہوتا ہے اس کی سسرال میں عزت بھی خراب ہوتی ہے اور وہ اپنے ہی گھر میں ہر چیز ایک احسان کی طرح شرمندگی کے ساتھ استعمال کرتی ہے اور تم تو اتنی حساس ہو اور پھر اتنی آسائشوں میں رہی ہو کہ تمہارے لیے۔۔۔"

ابو رک کر اس کی شکل دیکھنے لگے جو خاموشی سے اپنا سر جھکا گئی تھی اس کے چپ رہنے پر ابو رسانیت سے کہنے لگے۔

"ہم اس شادی کو ابھی بھی ٹال سکتے ہیں بلکہ اگر تم کہو تو رشتہ ختم بھی کیا جا سکتا ہے۔"

ردا حیرانی سے سر اٹھا کر انہیں دیکھنے لگی جو بڑی سنجیدگی سے کہہ رہے تھے۔

"ولید کو میں کافی سلجھا ہوا انسان سمجھتا تھا مگر ان کچھ دنوں میں وہ کافی سخت اور بے لچک قسم کا شخص ثابت ہوا ہے جبکہ تم ہر بات کو بہت گہرائی سے سوچنے والی ہو تمہارا اس کے ساتھ گزارا کیسے ہوگا۔"

ابو پھیکے سے انداز میں مسکرا دیے بھابھی نے اسے بتایا تھا کہ ولید کو جب ابو نے جاب دلانے کی بات کی تو اس نے انہیں بھی انکار کر دیا انہوں نے تو صرف انکار کا بتایا تھا لیکن اب ابو کی باتوں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ اس نے کافی روڈ طریقے سے ابو کو منع کیا ہوگا۔ وہ بھلے ہی اسے اپنی خودداری سمجھ رہا ہو لیکن کسی بھی والدین کو ایسا رویہ اندیشوں میں ہی مبتلا کر دے گا وہ تو اپنی بیٹی کے قدموں میں ہر نعمت ڈھیر کر دینا چاہتے ہیں اور پھر ولید ان کا اپنا بھانجا یا بھتیجا تھا خالہ جان کی طبیعت اگر خراب تھی یا ردا کو سونپنا ان کی شدید خواہش تھی تب بھی وہ ابو کی نظر میں ان کی اولاد سے زیادہ اہم نہیں ہو سکتی تھی۔

"ابو آپ کیوں بلاوجہ پریشان ہو رہے ہیں رات بہت ہو گئی ہے سو جائیں۔"

وہ ان کے تفکر کو سمجھ رہی تھی اس لیے ان کی ہتھیلی کی پشت تھپتھپا کر ایک طرح سے بات ٹالتے ہوئے اٹھ گئی۔

اس نے وہاں سے اٹھنے سے پہلے انہیں تو مطمئن کر دیا لیکن اپنے کمرے میں آکر اپنے اندر اٹھتے طوفان کو نہ دبا سکی ورنہ ابو کے پوچھنے پر اس کے دل میں شدت سے خواہش ابھری تھی کہ اس شادی سے صاف انکار کر دے پہلی بار اسے احساس ہوا تھا کہ الیاس کا حصول اس کے لیے اس قدر آسان ہے اگر وہ ایک بار ان کے سامنے اپنی خواہش کا اظہار کر دیتی تو وہ اس پر کوئی بھی فیصلہ تھوپنے سے پہلے الیاس سے ایک

شادی میں چند دن باقی تھے اور وہ اس سے اس کی رائے مانگ رہے تھے اس کی آنکھوں میں تحریر سوال پڑھ کر وہ گہرا سانس کھینچتے ہوئے کہنے لگے۔

"دراصل تم جس زندگی کی عادی ہو شاید ولید تمہیں ویسی زندگی نہ دے سکے۔ پہلے میری نظر میں ان آسائشوں کی اہمیت نہیں تھی لیکن جیسے جیسے شادی کا وقت قریب آرہا ہے مجھے لگ رہا ہے تمہارے ساتھ کہیں کچھ غلط ہو رہا ہے۔"

"آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں ابو آپ کو خوامخواہ وہم ہو رہا ہے۔"

ردا کو کچھ تو کہنا ہی تھا اس کی بات پر وہ پرسوچ انداز میں ایسے بولے جیسے اپنے آپ سے کہہ رہے ہوں۔

"مجھے وہم نہیں ہو رہا اصل میں ولید کا رویہ بہت عجیب ہے وہ کہہ رہا تھا تم اگر پڑھائی کرو گی تو اس کی ماں کی خدمت کون کرے گا ماں کی خدمت اپنی جگہ لیکن تم کوئی۔۔۔ میرا مطلب ہے تمہاری پڑھائی اس لیے چھڑوا دینا کہ۔۔۔"

ابو ایسے چپ ہو گئے جیسے اپنا موقف سمجھانے کے لیے مناسب الفاظ کا چناؤ کر رہے ہوں حالانکہ ردا ان کا مطلب اچھی طرح سمجھ رہی تھی انہیں ردا کے خالہ جان کی خدمت کرنے سے کوئی پریشانی نہیں تھی بلکہ ان کے تفکر کی وجہ ولید کی ہٹ دھرمی تھی۔

"میں اس شادی کے لیے اتنی جلدی کبھی نہیں مانتا اگر تمہاری خالہ جان اتنا اصرار نہ کرتیں حالانکہ ان کی حالت تو اب کافی سنبھل گئی ہے ہمیں یہ شادی ولید کے جاب پر لگ جانے کے بعد ہی کرنی چاہیے جو لڑکا خود والدین پر انحصار کرتا ہو اس کے ساتھ کسی لڑکی کی شادی کر دینا اس لڑکی پر ایک طرح کا ظلم ہوتا ہے اس کی سسرال میں عزت بھی خراب ہوتی ہے اور وہ اپنے ہی گھر میں ہر چیز ایک احسان کی طرح شرمندگی کے ساتھ استعمال کرتی ہے اور تم تو اتنی حساس ہو اور پھر اتنی آسائشوں میں رہی ہو کہ تمہارے لیے۔۔۔"

ابو رک کر اس کی شکل دیکھنے لگے جو خاموشی سے اپنا سر جھکا گئی تھی اس کے چپ رہنے پر ابو رسانیت سے کہنے لگے۔

"ہم اس شادی کو ابھی بھی ٹال سکتے ہیں بلکہ اگر تم کہو تو رشتہ ختم بھی کیا جا سکتا ہے۔"

ردا حیرانی سے سر اٹھا کر انہیں دیکھنے لگی جو بڑی سنجیدگی سے کہہ رہے تھے۔

"ولید کو میں کافی سلجھا ہوا انسان سمجھتا تھا مگر ان کچھ دنوں میں وہ کافی سخت اور بے لچک قسم کا شخص ثابت ہوا ہے جبکہ تم ہر بات کو بہت گہرائی سے سوچنے والی ہو تمہارا اس کے ساتھ گزارا کیسے ہوگا۔"

ابو پھیکے سے انداز میں مسکرا دیے بھابھی نے اسے بتایا تھا کہ ولید کو جب ابو نے جاب دلانے کی بات کی تو اس نے انہیں بھی انکار کر دیا انہوں نے تو صرف انکار کا بتایا تھا لیکن اب ابو کی باتوں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ اس نے کافی روڈ طریقے سے ابو کو منع کیا ہوگا۔ وہ بھلے ہی اسے اپنی خودداری سمجھ رہا ہو لیکن کسی بھی والدین کو ایسا رویہ اندیشوں میں ہی مبتلا کر دے گا وہ تو اپنی بیٹی کے قدموں میں ہر نعمت ڈھیر کر دینا چاہتے ہیں اور پھر ولید ان کا اپنا بھانجا یا بھتیجا تھا خالہ جان کی طبیعت اگر خراب تھی یا ردا کو سونپنا ان کی شدید خواہش تھی تب بھی وہ ابو کی نظر میں ان کی اولاد سے زیادہ اہم نہیں ہو سکتی تھی۔

"ابو آپ کیوں بلاوجہ پریشان ہو رہے ہیں رات بہت ہو گئی ہے سو جائیں۔"

وہ ان کے تفکر کو سمجھ رہی تھی اس لیے ان کی ہتھیلی کی پشت تھپتھپا کر ایک طرح سے بات ٹالتے ہوئے اٹھ گئی۔

اس نے وہاں سے اٹھنے سے پہلے انہیں تو مطمئن کر دیا لیکن اپنے کمرے میں آکر اپنے اندر اٹھتے طوفان کو نہ دبا سکی ورنہ ابو کے پوچھنے پر اس کے دل میں شدت سے خواہش ابھری تھی کہ اس شادی سے صاف انکار کر دے پہلی بار اسے احساس ہوا تھا کہ الیاس کا حصول اس کے لیے اس قدر آسان ہے اگر وہ ایک بار ان کے سامنے اپنی خواہش کا اظہار کر دیتی تو وہ اس پر کوئی بھی فیصلہ تھوپنے سے پہلے الیاس سے ایک

بار ملاقات ضرور کرتے بینش کا فیملی بیک گراؤنڈ کافی اچھا تھا اگر وہ ان کے معیار پر پورا اترتا تو وہ سارے خاندان کی پروا کیے بغیر اس کے حق میں فیصلہ دے دیتے۔

اصل میں وہ بینش کو بہت اچھی طرح جانتی تھی جب وہ بولنے پر آتی تو اگلے پچھلے سارے حساب بے باق کر دیتی الیاس اس کا کزن تھا اور اسے تنگ کرنے کے ارادے سے اس نے ردا پر رکھ کر اسے اتنا کچھ سنایا ہو گا کہ وہ اندر تک سلگ گیا ہو گا اور نتیجے کے طور پر ایک چیلنج کی طرح اس کے سامنے آکھڑا ہوا مگر جلد ہی اسے نہ صرف اپنی غلطی کا احساس ہو گیا بلکہ بینش کی غلط بیانی کا بھی اندازہ ہو گیا۔

یہ سب سوچتے ہوئے ردا کے دل میں اسے معاف کر دینے کی خواہش سر اٹھانے لگی آخر غلطی اس کی اپنی بھی تو تھی اسے ولید سمجھ کر اس سے باتیں کرتے ہوئے ردا نے کون سی بہت بڑی شرافت کا ثبوت دے دیا تھا اس نے ردا کو مجبور نہیں کیا تھا ردا نے خود ہی اسے اتنا آگے بڑھنے کا موقع دیا تھا مگر وہ اس کے سامنے جھکنے پر کسی قیمت پر تیار نہیں تھی یہ اور بات تھی کہ اس کی بے کلی میں اضافہ ہو گیا تھا اور یہ اضافہ اس وقت شدید پچھتاوے کی شکل اختیار کر گیا جب اگلے دن بینش اس کے گھر چلی آئی۔

بینش کو دیکھتے ہی اس کا دل چاہا وہ کھڑے کھڑے اسے اپنے گھر سے نکال دے مگر امی اور بھابھی کے پرتپاک استقبال پر وہ صبر کے گھونٹ پی کر رہ گئی اور تھوڑی دیر بعد وہ خود پر اتنا ضبط کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی کہ اسے اپنے کمرے میں لے آئی وہ اس سے کچھ کہنا نہیں چاہتی تھی کیونکہ بینش کو بتانے کی صورت میں اس حادثے کی شہرت پورے کالج میں ہو جاتی مگر اس وقت ردا کا خون کھول اٹھا جب اسے پتا چلا کہ الیاس نے اسے سب بتا دیا ہے اور وہ یہاں محض اس سے بات کرنے آئی ہے اس کے ذکر چھیڑتے ہی ردا پھٹ پڑی تھی اس نے بینش کو صفائی کا کوئی موقع نہیں دیا اور اسے بے نقط سنا ڈالی۔

"میری بات تو سنو ردا میرا کوئی قصور نہیں ہے مجھے تو الیاس بھائی نے کل ہی بتایا ہے تم مجھے چاہے جو بھی کہہ دو لیکن الیاس بھائی کو معاف کر دو وہ تمہارے لیے بہت سیریس ہیں تم ایک بار ان کی بات تو سن لو تم نے تو گھر کا فون بھی اٹینڈ کرنا چھوڑ دیا ہے۔"

"بینش تمہیں شرم آنی چاہیے اپنے کزن کی حمایت کرتے ہوئے تم خدا کے لیے یہاں سے چلی جاؤ ورنہ میں تمہیں دھکے دے کر یہاں سے نکال دوں گی چاہے اس کے بعد مجھے امی اور بھابھی کو سب بتانا پڑے۔"

ردا نے نہایت درشتگی سے کہتے ہوئے کمرے کا دروازہ کھول دیا بینش کچھ دیر اس کی شکل دیکھتی رہی پھر ایک جھٹکے سے اپنا پرس اٹھاتی باہر کی طرف بڑھ گئی مگر کمرے سے نکلتے وقت وہ دروازے کے پاس رکی ضرور تھی۔

"میں تمہارے بھلے کے لیے ہی تمہیں سمجھا رہی تھی تمہیں نہیں پتا الیاس بھائی تمہیں پانے کے لیے کچھ بھی کر سکتے ہیں تم خود اس شادی سے انکار کر دیتیں تو زیادہ بہتر تھا ورنہ وہ اس شادی کو رکوانے کے لیے تمہاری ریکارڈ فون کالز تمہارے منگیتر کو ارسال کر دیں گے۔"

بینش اپنی بات کہہ کر رکی نہیں اور تیز تیز قدم اٹھاتی باہر نکل گئی۔

ردا کو لگا وہ جاتے جاتے اس کے قدموں سے زمین بھی کھینچ لے گئی ہو وہ بے جان انداز میں دروازہ بند کر کے وہیں ہینڈل پکڑے پکڑے زمین پر بیٹھ گئی۔

آخر دکھا دی نا اس نے اپنی اصلیت' اتر آیا نا وہ بلیک میلنگ پر' حالانکہ کتنے دعوے سے کہہ رہا تھا کہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھوں گا تمہارا اتنا خیال رکھوں گا کہ تم ولید کو بھول جاؤ گی۔

وہ انسان جو صرف اپنی خواہشوں کو ترجیح دینا جانتا ہے وہ کسی دوسرے کو خوش رکھ ہی نہیں سکتا مگر وہ اسے اس کے ناپاک ارادوں میں کامیاب نہیں ہونے دے گی اس سے پہلے کہ وہ ولید کو کیسٹ ارسال

کرے وہ خود ولید کو ساری سچائی سے آگاہ کردے گی تاکہ اگر ولید کو انکار کرنا ہے تو وہ ابھی کردے کم از کم عین نکاح کے وقت تو تماشا نہیں ہوگا ورنہ الیاس سے کیا بعید وہ ٹھیک شادی والے دن پارسل بھیج دے گا آخر ردا نے اتنا زوردار تھپڑ مارا تھا اس کا بدلہ بھی تو زوردار ہونا چاہیے۔

ردا ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی اس سے پہلے کہ اس کا ارادہ ڈگمگا جاتا یا ولید کا متوقع ردعمل اور اپنی بدنامی کا ڈر اس کے فیصلے اور عمل کے بیچ دیوار بن جاتا اس نے ساری حقیقت قلم بند کردی اس نے کچھ بھی نہ چھپایا بھلے ہی وہ انجانے میں ایک گھٹیا مذاق کا حصہ بن گئی تھی مگر اس کی ذات اتنی معصوم بھی نہیں تھی بینش پر بھروسا کرنے سے لے کر اپنے گھر والوں کے بھروسے کی دھجیاں اڑاتے ہوئے جس طرح ساری ساری رات وہ اس سے ہم کلام رہتی تھی وہ سب اس نے پوری ایمانداری سے ایک کاغذ پر تحریر کردیا۔

وہ اس خط کو اپنے ہاتھوں سے ولید کے حوالے کرنا چاہتی تھی تاکہ کسی قسم کی غلط فہمی کی گنجائش نہ رہے اور یہ کوئی ایسا مشکل کام بھی نہیں تھا اس نے خالہ جان کے گھر فون کرکے حمید سے کہہ دیا کہ امی کو ولید سے کوئی کام ہے وہ شام میں گھر آجائیں اسے معلوم تھا شام میں امی اور بھابھی بازار جائیں گی تب بڑی آسانی سے وہ خط ولید کے حوالے کردے گی اور یہی ہوا۔

ڈور بیل بجتے ہی ردا خط لے کر دروازے پر پہنچ گئی آج دروازہ کھولنے سے پہلے وہ آواز لگا کر پوچھنا نہیں بھولی تھی اور ولید کے جواب دینے پر دروازہ کھولتے وقت اس کی آنکھیں حقیقتاً بھر آئیں کبھی یہ شخص اس کے لیے اتنا اہم ہوتا تھا پھر درمیان میں یہ سب کچھ کیوں ہوگیا کہ وہ ایک ایسے شخص کو اس پر ترجیح دینا چاہنے لگی جو اس کی کمزوری کا فائدہ اٹھانے اور اسے دھمکانے پر اتر آیا تھا۔

ردا نے بڑے عجیب سے احساسات کے ساتھ دروازہ کھولا اور اسے کچھ بھی کہنے کا موقع دیے بغیر لفافہ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے تیزی سے کہا۔

"امی نے آپ کو نہیں بلایا تھا میں نے حمید سے جھوٹ بولا تھا میں آپ کو یہ دینا چاہتی تھی آپ اسے گھر لے جا کر پڑھیے گا اسے پڑھنے سے پہلے میں آپ کو گھر میں بلانا نہیں چاہتی اور اسے پڑھنے کے بعد شاید آپ گھر میں آنا نہ چاہیں۔"

اس کی طرف دیکھے بغیر ردا نے بالکل رٹے ہوئے انداز میں کہہ کر ولید کا ردعمل جاننے کی کوشش بھی نہیں کی اور دروازہ بند کردیا۔

وہ ولید کی طرف سے جتنے شدید ردعمل کی امید کررہی تھی اس کی جانب سے اتنی ہی خاموشی چھائی تھی یہاں تک کہ شادی کا دن بھی آپہنچا ردا تو سب کہہ کر اس قصے کو آر یا پار کردینا چاہتی تھی مگر یہاں تو "پتا نہیں کیا ہوگا" کا خطرہ تلوار کی طرح سر پر لٹک رہا تھا اس پر نکاح ہونے کے بعد جب وہ اسٹیج پر آکر بیٹھا تو اس کا مطمئن چہرہ دیکھ کر ردا مزید الجھ گئی۔

آج بھی وہ بہت شوخ تو نہیں ہورہا تھا مگر اس کے انداز میں کسی قسم کی ناگواری بھی نہیں تھی ردا کا دل چاہ رہا تھا ساری شرم و حیا ایک طرف رکھ کر اس سے ابھی سوال جواب شروع کردے اس کا ذہن اتنا الجھا ہوا تھا کہ اسے بالکل علم نہیں تھا کون اسے مبارک باد اور دعاؤں کے کیا کلمات کہہ رہا تھا اور کون کیا سلامی دے رہا تھا اس کی یہ غیر حاضر دماغی ولید نے بھی محسوس کرلی تھی تبھی اسے ٹوکتے ہوئے بولا۔

"تم جاگ رہی ہو یا سو رہی ہو۔"

ردا نے چونک کر اپنے ارد گرد دیکھا کھانا سرو ہونا شروع ہوگیا تھا لہٰذا اسٹیج اس وقت خالی پڑا تھا۔

"تم نے مجھے وہ سب کیوں بتایا۔"

ولید کے آہستگی سے پوچھنے پر وہ نا چاہتے ہوئے بھی اس کی طرف دیکھنے لگی جو اپنے مخصوص انداز میں آگے کو جھکا بیٹھا تھا اس کی کہنیاں اس کے گھٹنوں پر ٹکی تھیں اور نظریں سامنے رکھی میز پر۔

"جب تک میں بے خبر تھا پرسکون تھا۔"

"میں آپ کو دھوکا نہیں دینا چاہتی تھی۔"

ردا بے ساختہ بولی اسے امید نہیں تھی ولید اس

سے ابھی باز پرس شروع کر دے گا اس نے اپنے
ہاتھوں کی لغزش کو چھپانے کے لیے اپنی انگلیاں آپس
میں پیوست کرلیں۔
"اس لیے جلدی سے پہلے سب بتادیا تاکہ میں
چاہوں تو یہ شادی توڑ دوں حالانکہ میری اماں کا جوش و
خروش دیکھ کر بھی تمہیں اندازہ نہیں ہوا کہ میرے
لیے شادی سے پہلے بھی اس رشتے کو ختم کرنا اتنا ہی
مشکل ہے جتنا شادی کے بعد کسی کے لیے ہو سکتا
ہے۔"

ولید کے ہلکے سے سر جھٹک کر کہنے پر ردا شرمندگی
کے مارے کچھ بولنے کے قابل بھی نہ رہی اسے پتا تھا
وہ ولید کو سب بتا کر اس کی نظروں میں اپنی عزت دو
کوڑی کی کر رہی ہے لیکن یہ سب بتانا اس کی خواہش
نہیں اس کی مجبوری تھی وہ تو سرے سے اس کے علم
میں کچھ لانا ہی نہیں چاہتی تھی مگر اسے صرف ایک فکر
لاحق تھی کہ اگر ولید کو سب پتا چلنا ہی ہے تو یہ بات
الیاس کے ذریعے معلوم ہونے سے اچھا ہے وہ خود
اسے مطلع کر دے۔

ان کے سامنے رکھی میز پر بھابھی اور دوسرے
رشتے داروں نے طرح طرح کے لوازمات لا کر رکھنے
شروع کر دیے تو وہ مزید کچھ نہ کہہ سکی اس کی بھوک
پیاس تو کئی دنوں سے اڑی ہوئی تھی اس وقت تو کھانے
کی اشتہا انگیز خوشبو سے اسے متلی ہو رہی تھی اس
نے سب کے بہت اصرار پر بھی ایک لقمہ تک نہیں لیا
سب یہی سمجھ رہے تھے کہ وہ شرم اور تھکن کی وجہ
سے انکار کر رہی ہے سوائے ولید کے' جو آرام سے
کولڈ ڈرنک کے سپ لیتے ہوئے اس کی پلکوں پر ٹکے
آنسو کے ننھے سے قطرے کو دیکھتا رہا تھا یہاں تک
کے سندس بھابھی کے شرارت سے ٹوکنے کا بھی اس
نے خاطر خواہ نوٹس نہیں لیا یہ وہ چہرہ تھا جو ایک مدت
سے اس کے سامنے تھا مگر جسے کبھی اس نے نظر بھر کر
دیکھنا گوارا نہیں کیا اس لیے نہیں کہ اسے ایسی کوئی
خواہش نہیں تھی بلکہ اس لیے کہ وہ اسے ایسی کوئی
خوشی نہیں دینا چاہتا تھا مگر آج وہ ہر فکر سے آزاد ہو کر
اپنی دیرینہ خواہش پوری کر سکتا تھا آج تو ویسے بھی یہ
چہرہ ہمیشہ سے زیادہ حسین لگ رہا تھا صرف میک اپ
نے ہی نہیں اس کی سوگواری نے بھی اس کے حسن کو
بلا کی کشش عطا کر دی تھی اور آج اس خوبصورتی کو
آنکھوں کے ذریعے اپنے اندر جذب کرتے وقت اسے
کسی قسم کے احساس کمتری نے پریشان نہیں کیا تھا
ورنہ اپنی اس کزن کے سامنے اسے اپنا آپ ہمیشہ بہت
کمتر لگتا تھا کیونکہ ان دونوں کی معاشی حیثیت میں
بہت فرق تھا اس کے بڑے سے دو منزلہ شاندار سے
گھر سے واپس آکر اسے ہمیشہ اپنا کرائے کا دو کمروں کا
مکان اور بھی چھوٹا اور بالکل بھی اس کے شایان شان
نہیں لگتا تھا تب اسے اپنا اور ردا کا مستقبل بھی اپنے
ماں باپ کے حال جیسا نظر آتا اس کے گھر میں پیسوں
کی تنگی کی وجہ سے اکثر لڑائی جھگڑے ہوتے رہتے تھے
تب ابا کی دبتی ہوئی شخصیت دیکھ کر وہ ہمیشہ یہی سوچتا تھا
کہ ابا نے اتنے رئیس گھر کی لڑکی سے شادی کی ہی
کیوں' جو ہر وقت انہیں ان کی کم مائیگی کا طعنہ دیتی رہتی
ہیں اور انہیں یہ جتاتی رہتی ہیں کہ اپنے باپ کے گھر
میں تو میں ایسے رہتی تھی اور ویسے رہتی تھی۔

حالانکہ اس کی ماں کا مزاج اتنا برا نہیں تھا اور
تھوڑے بہت جھگڑے تو ہر گھر میں ہو ہی جاتے ہیں مگر
ولید کی ذہنیت ایسی تھی کہ یہ سب دیکھ کر اس کے اندر
اس سوچ نے جڑ پکڑلی کہ بیوی ہمیشہ خود سے کمتر لانی
چاہیے تاکہ وہ کبھی شوہر کے سامنے سر نہ اٹھا سکے۔

مگر یہ اس کی قسمت تھی کہ ردا کو بچپن سے ہی اس
سے منسوب کر دیا گیا اور وہ ایک ایسی لڑکی تھی جسے کوئی
نظر انداز کر ہی نہیں سکتا تھا صرف شکل و صورت ہی
نہیں اس کی عادت مزاج اس کا اخلاق اور رکھ رکھاؤ
سب ایسا تھا کہ ولید خود کو اس کے آگے بے بس
محسوس کرتا تھا وہ اسے پانا ضرور چاہتا تھا مگر محبت وہ
صرف اپنے آپ سے ہی کرتا تھا اسی لیے اس نے کبھی
کسی مقام پر اس پر یہ نہیں جتایا تھا کہ وہ اس کے لیے
رتی برابر بھی اہم ہے ایسا کرنے میں اسے اپنی انا کی
شکست محسوس ہوتی تھی اس لیے جب ردا نے اسے

یہ خط دیا تو صرف لمحہ بھر کے لیے اسے تکلیف پہنچی تھی جبکہ اگلے ہی پل اسے اپنی انا کی تسکین ہوتی محسوس ہوئی تھی۔

وہ لڑکی جسے حاصل کرنا اس کی شدید ترین خواہش تھی وہ لڑکی اسے بغیر جھکے مل رہی تھی بلکہ اس کی خواہش کے عین مطابق ایسے مل رہی تھی کہ زندگی بھر اس کے سامنے سر نہیں اٹھا سکتی تھی اور یہ غرور بہرحال اسے ہی حاصل تھا کہ اگر اس نے کسی سے فون پر دوستی کی بھی تھی تو ولید کے دھوکے میں کی تھی اور یہ یقین تو اسے بچپن سے تھا کہ وہ ولید کے لیے کچھ بھی کر سکتی ہے اپنے لیے اس کی محبت سے وہ بخوبی واقف تھا اور یہ احساس اسے اکثر مغرور بھی بنا دیتا اسی لیے وہ ہزار ہا پسندیدگی کے باوجود اس پر اس حقیقت کو کبھی ظاہر نہیں ہونے دیتا تھا اگر وہ اس کے سامنے اپنی شکست کا اعتراف کر لیتا تو وہ غرور ردا کو بھی حاصل ہو جاتا جس تکبر میں وہ خود مبتلا تھا۔

اسی لیے اب بھی ردا کی طرف سے دل صاف ہونے کے باوجود اس نے اسے ایسے معاف کیا تھا جیسے یہ سب صرف اماں کی خوشی کے لیے کیا ہو اور ایسا کرنے کے بعد اسے یقین تھا کہ ردا کبھی اس کی کم حیثیت یا محدود وسائل اور آسائشوں کے فقدان کا گلہ نہیں کر سکے گی بلکہ ابھی تو اس کی سرے سے کوئی آمدنی ہی نہیں تھی وہ تو یہی سوچ کر پریشان تھا کہ جاب ڈھونڈ کے اعصاب شکن دور میں اسے ردا کے سامنے کتنی شرمندگی اٹھانی پڑے گی اور وہ اسے اور حقیر کرتے ہوئے اپنے باپ سے مدد مانگنے کا مشورہ دیتی رہے گی جبکہ اب اگر وہ اپنا کیرئیر بنانے کے لیے ردا کے والد کی مدد لے بھی لے تب بھی اس کا پلہ بھاری ہی رہے گا کیونکہ ردا نے اسے اپنے راز میں شامل کر کے خود کو بالکل بے وزن کر دیا تھا وہ اس کے سامنے اتنی ہلکی ہو چکی تھی کہ ولید جب چاہتا گرم ہوا کے تھپیڑے جیسا ایک جملہ بول کر اس کی پوری شخصیت کو تنکوں کی طرح بکھیر سکتا تھا۔

☆ ☆ ☆

"کیسی ہو ردا؟"

آٹھ سال بعد بھی اس آواز کو پہچاننے میں ردا کو ایک لمحہ نہیں لگا تھا۔

وہ اپنے بیٹے کے لیے ٹریک سوٹ خرید رہی تھی اور آٹھ سال بعد بھی اس آواز کو سن کر سوٹ کا سائز تلاش کرتے اس کے ہاتھ اپنی جگہ تھم گئے تھے بڑی مشکل سے اس نے پلٹ کر الیاس کی جانب دیکھا تھا جو بہت معمولی سے فرق کے باوجود بالکل ویسا ہی تھا حالانکہ ردا اس سے صرف دو بار ملی تھی اور دونوں بار اس نے الیاس کی شکل پر غور نہیں کیا تھا مگر اسے بخوبی معلوم تھا اس کی آواز کی طرح اس کے چہرے میں بھی ایک اپنائیت بھرا دلکش تاثر ہر وقت موجود رہتا تھا۔

"کیا پہچانا نہیں؟"

اس کی خاموشی پر وہ ہلکے سے مسکرا دیا ردا چپ چاپ اسے دیکھتی رہی نا پہچاننے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا جس شخص کے مذاق کا خمیازہ وہ آج تک بھگت رہی تھی بھلا اسے کیسے بھول سکتی تھی۔

ولید میں ہر خوبی موجود تھی اس نے بہت تیزی سے اپنا کیرئیر سیٹ کرتے ہوئے ہر چیز اسے مہیا کر دی تھی سوائے 'اپنے آپ کے' اور جب کبھی ردا کو لگنے لگتا کہ وہ اس کے دل میں اپنی تھوڑی سی جگہ بنا لینے میں کامیاب ہو گئی ہے تبھی وہ کوئی نہ کوئی دل چیر دینے والی بات کہہ کر اسے اس کی اوقات یاد دلا دیتا تب اس کا رویہ اسے سوچنے پر مجبور کر دیتا کہ اس کی غلطی اتنی بڑی تو نہیں تھی کہ اسے اتنی طویل سزا ملے جا رہی ہے جو حقیقتاً "مجرم" تھا وہ تو اپنا گھر بسا کر عیش کی زندگی جی رہا ہوگا اور ردا نے اس کے انتقام سے بچنے کے لیے اپنے گھر کی بنیادوں کو ولید کا بھروسا جیتنے کی کوشش میں اتنا کمزور بنا دیا کہ نہ گھر بچا اور نہ بنیادیں اگر کچھ باقی رہا تو صرف ایک عذاب مسلسل۔

"تم نے میری وجہ سے اپنی دوست کو بھی چھوڑ دیا حالانکہ میں نے تمہیں سمجھایا بھی تھا کہ بینش کا کوئی قصور نہیں ہے وہ تو کچھ جانتی بھی نہیں تھی اور تم نے اسے اپنے گھر سے دھکے دے کر نکال دیا۔"

الیاس پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اپنے مخصوص دھیمے لہجے میں بولا ردا اس کی بات سنے بغیر آگے بڑھ جانا چاہتی تھی مگر لفظ "دوست" سن کر وہ خود کو کہنے سے روک نہ سکی۔

"بینش جیسی لڑکیاں کسی کی بھی دوست نہیں بن سکتیں جو دوستوں کی باتیں سر عام نشر کردیں وہ دوست کہلانے کے قابل نہیں ہوتے تمہیں سمجھانے کی بجائے وہ تمہارا پیغام لے کر میرے پاس آئی تھی تو کیا میں اس کے قدموں میں پھول بچھاتی۔"

"وہ میرے کہنے پر تمہیں تمہاری امانت لوٹانے آئی تھی تمہارے تھپڑ نے مجھے بتادیا تھا تم مجھ سے کتنی نفرت کرتی ہو اس لیے میں نے دوبارہ تم سے کانٹیکٹ کرنے کی کوشش نہیں کی لیکن میں چاہتا تھا تم اپنی نئی زندگی کی ابتدا ہر خوف و فکر سے آزاد ہو کر کرو اسی لیے میں نے تمہیں وہ کیسٹس واپس کردیے تھے جن میں، میں نے تمہاری آواز ریکارڈ کی تھی تاکہ تم اپنے ہاتھوں سے انہیں ضائع کردو میں نے بینش سے کہا تھا کہ تمہیں یقین دلادے کہ میں نے تمہاری آواز کی کوئی کاپی اپنے پاس ریکارڈ کرکے نہیں رکھی لیکن تم نے میرا غصہ اس پر نکال دیا وہ صرف میری خاطر تمہارے پاس جانے کے لیے راضی ہوئی تھی اس نے تو یہاں تک کہا تھا کہ وہ تمہیں مجھ سے شادی کرنے کے لیے منالے گی بلکہ مجھے خوش کرنے کے لیے اس نے مشورہ بھی دیا تھا کہ یہ فون کالز میں تمہیں واپس نہ کروں کیونکہ ان کے ذریعے میں تمہیں آرام سے شادی کے لیے مجبور کرسکتا ہوں اس کا خیال تھا تم اپنے منگیتر سے زیادہ میرے ساتھ خوش رہو گی یہ اور بات ہے کہ میں نے اس کا مشورہ سختی سے رد کردیا تھا مگر جتنا تم نے اس کے ساتھ ناروا سلوک کیا تھا وہ اس کی مستحق نہیں تھی۔"

ردا سانس روکے الیاس کی بات سن رہی تھی اس کے سر پر آسمان بھی ٹوٹتا تو شاید اس کی ہستی اس طرح ڈھیر نہ ہوتی جس طرح اس کا وجود الیاس کے انکشاف پر پاش پاش ہوا تھا۔

ایک بار پھر اس نے بینش کو سمجھنے میں غلطی کر دی تھی حالانکہ وہ اس کی عادت سے بخوبی واقف تھی وہ کسی کے بارے میں کچھ بھی اپنی طرف سے کہہ دیتی اور اتنی خود اعتمادی سے کہتی کہ سامنے والا یہ یقین کرنے پر مجبور ہو جاتا کہ یہ بات اس شخص نے ہی کہلوائی ہے۔

الیاس نے بینش کو کس مقصد کے تحت بھیجا تھا اور وہ کیا کر آئی تھی اگر بینش نے اسے دھمکی نہ دی ہوتی تو وہ ولید کو یہ سب بتانے کی حماقت کبھی نہ کرتی آٹھ سال اس نے ولید کے ساتھ جس شرمندگی اور اذیت سے گزارے تھے اس کے بعد ان کے رشتے میں محبت اور بے تکلفی جیسے جذبوں کے لیے کوئی جگہ نہیں بچی تھی۔

ردا کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا الیاس سے کیا کہے بینش نے اپنے طور پر ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دینے کی کوشش کی تھی جس دن وہ ردا سے ملنے آئی تھی اس دن واپس جا کر اس نے الیاس کے سامنے یہی ظاہر کیا ہوگا کہ ردا اس کے ساتھ بہت بری طرح پیش آئی اور اتنی بے عزتی اس نے محض الیاس کی خاطر برداشت کی تبھی الیاس اتنے سالوں بعد ملنے پر بھی اس کے سامنے بینش کی صفائی دینے کھڑا ہو گیا تھا حالانکہ بینش ایسی لڑکی تھی ہی نہیں جو کسی کی خاطر کچھ کر گزرے ردا کو دھمکانے کی سازش بھی اس نے محض ردا کو الیاس سے بدظن کرنے کے لیے کی تھی اگر وہ اس شادی کو توڑنا چاہتی تھی تو اس نے ولید کو وہ کیسٹس ارسال کیوں نہیں کیے اسے تو نہیں معلوم تھا کہ ردا نے خود ہی ولید کو سب سچ بتا دیا ہے۔

اتنی غلط بیانی اس نے الیاس کے سامنے کس مقصد کے تحت کی تھی یہ سمجھنا ردا کے لیے کچھ مشکل نہیں تھا وہ یہ سب کر کے الیاس کی ہمدردیاں سمیٹنے میں کامیاب ہو گئی تھی اگر یہ بات کھل بھی جاتی کہ بینش نے اسے بلیک میل کرنے کی کوشش کی تھی تب بھی الیاس اس سے خائف ہونے کی بجائے مزید متاثر ہو جاتا کہ بینش نے میری محبت میں ردا کو راضی کرنے کے لیے یہ سب کہا ہوگا ورنہ عملی طور پر اس نے ایسا کچھ نہیں کیا لیکن الیاس کو یہ نہیں پتا تھا کہ اس ایک دھمکی کی وجہ سے اس کی زندگی جہنم بن گئی تھی اگر بینش نے اسے اپنے راستے سے ہٹانے اور اسے الیاس کے خلاف کرنے کی یہ فضول حرکت نہ کی ہوتی تو وہ ولید کو کبھی وہ سب نہ بتاتی اور یہ راز ہمیشہ راز ہی رہ جاتا ویسے بھی وہ بینش کے راستے میں تھی ہی کب وہ تو خود الیاس کی شکل نہیں دیکھنا چاہتی تھی مگر بینش ایک طرف الیاس کے سامنے عظیم بنتی ہوئی اسے سمجھانے چلی آئی اور دوسری طرف اس نے بات ایسے کی کہ اگر ردا کا دل ذرا بھی الیاس کے لیے نرم ہو رہا ہو تو وہ دوبارہ سخت ہو جائے۔

الیاس کو واپسی کے لیے پلٹتا دیکھ کر ردا تلخی سے گویا ہوئی۔

"جس لڑکی نے تمہاری خاطر اتنی بے عزتی برداشت کی تم نے بدلے میں اسے مسز الیاس کا خطاب تو دے ہی دیا ہوگا۔"

اسے یقین تھا ابھی الیاس پلٹ کر اس کے اندازے کی تصدیق کر دے گا تب وہ اسے بتائے گی کہ بینش تمہاری نظروں میں عظیم بننے کے لیے ہی تو اس کے پاس آئی تھی ورنہ حقیقتاً" وہ تمہارا دفاع کرنے کی بجائے تمہاری کاٹ کر گئی تھی۔

مگر وہ اس کے سوال پر پلٹتے ہوئے عجیب سے انداز میں ہنسا۔

"اس کی شادی کو تو پانچ سال ہو گئے ہیں شاید اس وقت وہ بھی یہی چاہتی تھی لیکن چاہے کوئی میری خاطر اپنی جان بھی دے دے میں تمہاری جگہ کسی اور کو نہیں دے سکتا نہ کل، نہ آج اور نہ آنے والے کل میں۔"

اپنی بات کہہ کر وہ رکا نہیں ردا سناٹوں میں گھری خود سے لمحہ بہ لمحہ دور ہوتے اس شخص کو دیکھتی رہی جو اس کا وہ تھوڑا سا سکون بھی لے گیا تھا جو ردا کو اس سے نفرت کر کے محسوس ہوتا تھا۔

☆ ☆